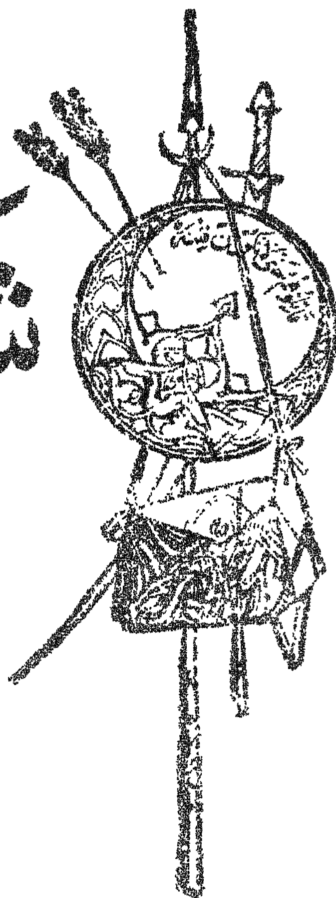
شاہنامۂ اسلام

جلد دوم



حفیظ

جلد دوم

پہلی طباعت سنہ ۱۳۵۱ھ مطابق سنہ ۱۹۳۳ء

دوسری طباعت سنہ ۱۳۵۵ھ مطابق سنہ ۱۹۳۷ء

کتابت حسب دستور پیر عبد الحمید صاحب وزیرآبادی نے فرمائی

لیکن چونکہ گذشتہ مرتبہ طباعت کے معاملے میں بہت تلخ تجربہ ہوا تھا

اسلئے

اس اڈیشن کی طباعت باہتمام لالہ گوپال داس مینیجر مرکنٹائل پریس ہوئی

جآء الحق و زھق الباطل اِنّ الباطل کان زھوقا

یادِ ایّام

المعروف بہ

شاہنامۂ اسلام

جلد دوم

اردو نظم میں تاریخِ اسلام کے زرّیں واقعاتِ پُر ترنم کا ولولہ انگیز بیان

جنگِ بدر میں تین سو تیرہ مجاہدین کے سرفروشانہ کارنامے، مدینے میں یہودیوں اور منافقوں کی شرارتیں، مکّے میں جوشِ انتقام، غزوہ سویق، غزوہ احد وغیرہ

از خامہ

ابو الاثر حفیظ جالندھری

پیشکش

ہر اُس فرزندِ توحید کی خدمت میں

جو

کلمہ طیبہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

پر

ایمان رکھتا ہے

جعفر شاہ

فہرستِ مضامین

باب اوّل

باب دوم

باب سوم

شاہنامۂ اسلام

جلد دوم

از آنریبل جسٹس شیخ سر عبد القادر صاحب بالقابہ

"شاہنامۂ اسلام" کی پہلی جلد کو اگر حفیظ کی رزم نگاری کا نقشِ اوّل کہیں تو دوسری جلد جو اب شائع ہو رہی ہے لفظی اور معنوی طور سے نقشِ ثانی کہلانے کی مستحق ہے۔ ہر صاحبِ فن کا نقشِ ثانی نقشِ اوّل سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ جلد دوم میں اشعار کی آمد اور روانی پہلے سے زیادہ زورِ جوانی دکھا رہی ہے پہلی جلد کو جو کامیابی نصیب ہوئی۔ اس کے بعد دوسری جلد کے لئے کسی تمہید یا تقریب کی حاجت نہیں مگر مصنّف کی محنت اور جگر کاوی مستحقِ اعتراف ہے۔ اور جی چاہتا ہے کہ دوسری جلد کا خیر مقدم بھی اسی جوش سے ہو جس کا اظہار پہلی جلد کی اشاعت کے وقت کیا گیا تھا۔

کامیابی کئی طرح کی ہوتی ہے۔ "شاہنامۂ اسلام" کو خدا نے ہر طرح سے کامیابی دی۔ کتاب اگر مقبول ہو اور بکثرت اشاعت پائے تو یہ اُس کی پہلی اور سب سے بڑی فتح ہے۔ اس کتاب کی پہلی جلد جتنی چھپی تھی ایک سال کے اندر فروخت ہو گئی اور دوسری اشاعت کی نوبت آئی۔ اس کی خوبی کا دوسرا ثبوت یہ ملا کہ قرنِ اولیٰ کے رہبرانِ اسلام کے کارناموں کو نظم کا لباس پہنانے کی جو طرز حضرت حفیظ نے اختیار کی تھی۔ اس کی تقلید جا بجا ہونے لگی اور کئی اور لکھنے والوں نے اسی طرز پر اسلامی نظمیں شائع کیں۔ قبولِ عام اس تصنیف کو اس قدر حاصل ہوا کہ قومی مجالس میں جب کسی نے اُسے پڑھ کر سنایا تو لوگوں نے انتہائی توجہ اور شوق سے سنا۔ اور جہاں کہیں لوگوں

کو خود مصنّف کی زبان سے شاہنامۂ اسلام کے کچھ حصّے سُننے کا موقعہ ہؤا وہاں جلسے پر محویت طاری ہو گئی۔ عام قدر دانی کچھ تو کتاب کی فروخت کی کثرت سے ظاہر ہوئی۔ مگر زیادہ تر اس امر سے کہ بہت سے شائقین نے بہتر قسم کے مجلد نسخے فی نسخہ بارہ بارہ روپے کو خریدے۔ حالانکہ معمولی نسخوں کی قیمت تین روپے فی نسخہ تھی۔ ہمارے رؤسا میں سے ایک فیاض طبع اور نیک دل قدر دان نے جن کے نامِ نامی کے اعلان کی اجازت نہیں شاہنامۂ اسلام جلد اوّل کا ایک نسخہ ایک ہزار روپے میں خریدا۔ یہ سب باتیں حوصلہ افزا ہیں۔ اِن سے نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ مصنّف کے کلام کو بجا طور پر ملک میں قبولیت حاصل ہوئی ہے۔ بلکہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان ابھی زندہ قوم ہیں اور اسلام کی سچی خدمت کو پہچاننے اور خادموں کی ہمت بڑھانے کی قابلیت رکھتے ہیں۔

پہلی جلد میں مصنّف نے یہ کوشش کی تھی کہ جو روایات نظم کی جائیں وہ ایسی ہوں جن کی صحت تاریخی اعتبار سے مسلّمہ ہو۔ یہی احتیاط دوسری جلد میں ملحوظ رکھی گئی ہے بلکہ جا بجا ایسے نوٹ دیئے گئے ہیں جن سے روایات کے ماخذ کا پتہ چلتا ہے۔ اس احتیاط کے متعلق کچھ اشعار اس جلد میں "عذرِ مصنّف" کے عنوان سے درج ہیں۔ اُن میں سے چند بطورِ نمونہ پیش کیے جاتے ہیں۔ مصنّف نے کیا خوب لکھا ہے:۔

مجھے ملحوظ ہے اس تذکرے میں راست گفتاری	وگرنہ شاہبازِ فکر اُڑنے سے نہیں عاری
جو موضوعِ سخن مجھ کو اجازت اِک ذرا دیتا	زمینوں کو اُٹھا کر آسمانوں پر بٹھا دیتا
مجھے گر یاد ہیں قطرے کو طوفاں کر دکھانے کے	کسی ذرّے کو وسعت میں بیاباں کر دکھانے کے
میرے فن میں ہے ابرِ خزانی بھی بہاری بھی	کہ ہے آتش فشانی بھی نفس میں برفباری بھی
تخیّل پر نہیں بنیاد میرے شاہنامے کی	صداقت کی طرف جاتی ہے لے دے راست خامے کی
نہ کوئی داستاں ہے جس میں لطفِ داستاں کھو دوں	نہ افسانہ ہے جس کو جس طرح چاہوں بیاں کر دوں

پہلے مجھے موتی سے سنبھال کر کہا [illegible]

[illegible] ہوئی ہے"

[illegible] کی گاڑی [illegible]

[illegible]

کلکتے کے کپڑے [illegible]

کسی مکان کا [illegible]

[illegible] ہے [illegible]

دونوں اس [illegible]

[illegible]

کاڑی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مصیبت میں [illegible]

کہاں سے [illegible]

[illegible]

[illegible] مرتی [illegible]

[illegible] پسوں بہاں [illegible] کرائے کو [illegible] اٹھا لیا [illegible]

[illegible] سمجھ [illegible] بیوں [illegible]

کیا [illegible]

[illegible] کا نام [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اچھا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پہلے مجھے موہن نے سمجھا کر کہا دیکھو [illegible]
[illegible] ہوئی ہے"

[illegible] کی
[illegible]
[illegible]
کسی [illegible]
[illegible] الٹی کی سال [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible] تھا

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
کہاں [illegible]
[illegible]

پوچھا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کا نام [illegible]

[illegible]

بی گھر کی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باوجود سمجھانے کے میری سمجھ میں نہ آیا۔
موہن نے کہا "معلوم ہوتا ہے کہ آپ کلکتہ میں نہیں رہتے ہیں،"
"میں یہیں گاؤں کا رہنے والا ہوں"
"آپ کا گاؤں کہاں ہے؟"
"میرا گاؤں —"
گاڑی کے اندر سے نرم لہجہ میں کسی نے پکارا "بابا"
ضعیف کسی قدر ٹھٹھرا اٹھا۔ گاؤں کا نام بتاتے بتاتے رہ گیا۔
موہن کی سمجھ میں دو باتیں آگئیں — پہلی بات تو یہ کہ گاڑی کے اندر جو بیٹھی ہے، وہ ضعیف کی لڑکی ہے۔ اور دوسری یہ کہ جس گاؤں کا نام بتانے میں اتنا پس و پیش ہے۔ تو ضرور اس میں کوئی نہ کوئی اسرار ہے۔ گاڑی کے اندر سے لڑکی اتر کر مکان میں داخل ہوئی۔ برسات آنے لگا عین اسی وقت رم جھم بارش ہونے لگی۔
موہن نے کہا "اچھا مہاشے نمسکار" — یہ کہکر وہ جلدی مکان کی طرف واپس ہوا۔
ضعیف نے اس کا فوراً ہاتھ پکڑ کر کہا "آپ اس قدر عجلت سے کام کیوں لیتے ہیں۔ بغیر چھاتہ کے ایسی بارش میں کیونکر جائیے گے؟"
موہن نے کہا "یہاں کھڑے کھڑے بھی تو بھیگنا ہو گا"
ضعیف نے کہا "واہ! بھیگنے کی کیا ضرورت۔ چلئے میرے گھر چلئے۔ محض میری خاطر تو آپ اس مصیبت میں پڑے ہیں۔ اس لئے —"
اس وقت شام کی تاریکی نے اچھی طرح اپنا قبضہ جما لیا تھا۔ موہن کو اپنے گھر بٹھا کر ضعیف نے پکارا "بیٹی سرلا ذرا ایک لالٹین تو دینا۔"
ایک ہری کیلن لالٹین ہاتھ میں لئے ہوئے بوڑھے کی لڑکی نے اندر سے باہر آتے آتے کہا "بابا" وہ شریف شخص ہیں اگر تو — "اماں" —

ماں کے ساتھ موہن کو اندر دیکھ کر لالٹین زمین پر رکھ کر سرلا وہاں سے فوراً بھاگ گئی۔

مگر موہن کی متلاشی نگاہوں میں سرلا کا جلوہ اچھی طرح محفوظ ہو گیا اس کی آنکھیں جیسے چندھیا گئیں۔ یہ لڑکی کی شکر پارگی ہیں ہیں ایسا حسن تو عام طور پر نظر نہیں آتا۔

شنیت موہن کی کسی بات پر توجہ نہ دے کر بولے "یہاں حلوائی کی دکان کہاں کہ آج تو کچھ نہیں آ سکتا تازہ سے ہی اگر کچھ نہ ہو گا اس لئے —"

خدمت کرنے کا ایک اچھا موقع پا کر موہن نے جلدی جلدی کہا۔ "آپ مجھے ایک چھاتا دیجئے میں ابھی سب کچھ لا کے دیتا ہوں۔"

شنیت نے تکلف میں دو چار بار انکار کرنے کے بعد لا کر ایک چھاتا دیا موہن چھاتا لے کر چلا گیا

سرلا نے باہر آ کر کہا "بابا تم اس شریف شخص کے ساتھ بہت زیادتی کر رہے ہو۔ ایسی برسات میں تکلیف اٹھا کر وہ کھانا لینے گئے ہیں۔"

"کیا کروں بیٹی۔ انہوں نے تو میری ایک بھی نہ سنی۔"

— ویسے تو وہ بہت اچھے ہیں

"اُف میری عقل پر تو پتھر پڑ گئے۔" کسی قدر شرمندہ ہو کر قصور وار ملزم کی طرح ضعیف شخص نے سر کھجلاتے کھجلاتے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔

سرلا نے ہنس کر "بابا دن بدن معلوم نہیں تمہاری عقل کیسی ہوتی جا رہی ہے میں تو دیکھ دیکھ کر حیران رہ جاتی ہوں۔ خیر جو ہو۔ ان کے واپس آنے پر حساب کر کے سب کچھ دے دینا۔" ازاں بعد کسی قدر ٹھہر کر معلوم کیا سوچ کر کہا۔ "اچھا بابا ہمیں ایک نوکرانی کی ضرورت پڑے گی اس کے بغیر تو کام نہیں چلے گا۔ کیا وہ مہربانی فرما کر ہمارا یہ کام بھی کر دیں گے۔"

— "اچھا بیٹی کہہ دوں گا"

اسی طرح یہ تماشا [illegible] ہوتا رہتا [illegible] دیکھا سکے کی [illegible] کو [illegible]
[illegible]

ب

[illegible]

[illegible]

— [illegible]"

پھر اس نے چپکے چپکے کچھ سوچا [illegible] رکھ کر کہا "تم [illegible]"
"— اس کا کیا مطلب؟"

"اس کا [illegible] کی [illegible] ہوگی [illegible] کے بعد — [illegible] کل [illegible]
[illegible]"

موہن نے [illegible] تمام حالات [illegible] دئیے۔
پھر [illegible] موہن کی پیٹھ ٹھونک کر کہا "تم [illegible]
[illegible] ہوا ہے [illegible] کا کچھ پتہ چلا؟"
"— ہزاری باغ"
"— دات؟"
"— ہم تو [illegible] ہیں"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اور سادگی [illegible]
ہوگیا ۔

[illegible]

[illegible]

"بات ٹھیک رہے گا یہ کوئی موقع ہے نوکرانی سے لیدا ساتھ ہے۔ وہ شاید کوئی عورت
تلاش کر لائے گی، اُسے ساتھ لیکر پیچھے تمہاری ماں سے گھر جانا ہوگا"
"اس حالت میں تو میرا پیچھے لگتے ہیں کہ لگانا ہی مناسب ہے [illegible]
[illegible] تم بھی چلو۔ تمہاری ماں کے ساتھ ناچ پہن کر آئیں گے"
"[illegible] تو ہم کبھی جا سکیں گی لیکن آج ملاقات و مصائب میں شمار ہو گئی"
[illegible]

وہ رستہ [illegible] اور لڑکی نے کہا [illegible] کی [illegible] کیا ہو
[illegible] اگر وہ [illegible] سے [illegible] بھولی ہوں
[illegible] اس لئے [illegible]"

[illegible] وہ باہر نکلے [illegible]
[illegible] طاؤس کا [illegible]

[illegible] کر دیا اس کے [illegible]
[illegible] باہر آ کر [illegible]
[illegible]

[illegible] نام [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

کہ مراری بابو گانے بجانے کے بڑے شوقین ہیں اس سے اُسے بہت خوشی ہوئی
کیونکہ وہ بھی بچپن سے گانے بجانے میں بہت دلچسپی لیتا تھا اُس کی آواز قدرتی طور
پر نہایت شیریں تھی احتیاط اور مستانی سے اسوقت میں نہایت دلکشی آگئی تھی۔

مراری بابو کمرے میں آئے موہن نے تمام باجوں کی طرف انگلی دکھا کر کہا
"آپ کو گانے بجانے کا شوق بہت معلوم ہوتا ہے"

مراری بابو نے ہنستے ہوئے سر ہلاتے ہوئے کہا "معمولی سا ہے [illegible]
[illegible] اسوقت میں [illegible] کو
تسکین [illegible] کی کوشش کرتا ہوں [illegible]"

موہن نے کہا "کیا آپ یہاں اکیلے ہی رہتے ہیں اور کوئی بھی آتا جاتا ہے؟"

مراری بابو کھڑکی سے [illegible] کی طرف دیکھتے ہوئے [illegible]
بولے "[illegible] میرا [illegible] اور کون [illegible]
[illegible] اسوقت صرف [illegible] ایک لڑکی ہے [illegible]
[illegible] دونوں برابر ہے"

"کیوں؟"

"[illegible]"

[illegible] اسوقت [illegible]
[illegible] معلوم [illegible]
[illegible]

مراری بابو [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] کیا اگر آج میں [illegible] تو [illegible] ہو گئی [illegible]
[illegible] مرتا کو کون کھینچگا [illegible]
[illegible]
[illegible] والوں میں [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible] کی کچھ [illegible]
[illegible] قراری [illegible] اٹھایا
[illegible] گفتار [illegible]
[illegible] رہتے ہیں ۔
[illegible] سے گفتگو کر رہا [illegible]
[illegible]
[illegible] اسکا [illegible]
[illegible]

[illegible]

ہیں۔ برابر کنارا ہوں۔ آپ کی ایک ہی بہن تھی اسی وجہ سے آج کل کے نوجوان لڑکیوں سے دور بھاگتے رہتے ہیں۔"

موہن کو لگ رہا تھا کہ مراری بابو اس سے کوئی ایک بات چھپا رکھنا چاہتے ہیں پہلی ملاقات کے وقت مراری بابو سے اپنے کاموں کا نام بتلانے کو تیار تھے۔ اس وقت بھی ان کی لڑکی نے انہیں خفا کر دیا تھا۔ انہیں تمام وجوہات سے مراری بابو کے حالات جاننے کے لئے موہن کے دل میں نامعلوم ایک ایسی خواہش پیدا ہوئی تھی مگر اس جذبے کو فی الحال دور روک کر کہا "میں انکار کرنے کے اس وقت آپ سے اجازت لینا چاہتا ہوں۔"

نمسکار کرنے کے بعد موہن نے اٹھنا چاہا مگر مراری بابو نے ہاتھ پکڑ کر کہا "موہن بابو! مجھ سے میری غلطی ہوئی۔"

"کیا؟"

"ہم تو [illegible] کار حقیقی سلام [illegible] "[illegible]"

"کیوں"

"میرا [illegible] کہ میں آپ کو کچھ [illegible] جانے دوں۔ [illegible] ہوں [illegible] مراری بابو [illegible]"

"کل میں نے آپ کو [illegible] دی ہے آج اگر آپ [illegible] اسکے بدلہ لینا چاہیں تو لے سکتے ہیں۔"

موہن کسی [illegible] ہوئے پھر بیٹھ گیا۔ مراری بابو [illegible] میرا بیچاری اکیلی کھانا کھا [illegible] ایک [illegible] خاموش [illegible] گیا۔ مجھے اس لئے [illegible]" کیونکہ انہوں نے پھر طاؤس [illegible] لگانا شروع کی شرمندگی [illegible] اور [illegible] ہی [illegible] دل [illegible] کے ساتھ ساری [illegible] رہنے لگی۔

ج

اُس دن مراری بابو کے مکان میں ناشتہ کرتے ہوئے موہن کے دل میں جو رنج آمیز مسرت کا جذبہ پیدا ہُوا تھا۔ آج اُسے نہیں بھولا تھا گھونگھٹ کی آڑ سے اُٹھے کھانا ضرور لا رہی تھی۔ مگر پیچھے سے کاکلِ خمدار کی سیاہ لٹیں چھپا کے پھولوں کی مانند جسم کا آدھا بی رنگ جھلکی ہوئی بادۂ شباب سے سرشار آنکھوں کی تحمل بذ نہ ہو کی جھلک ــ کپڑے کے پردہ میں یہ سب باتیں پوشیدہ نہ رہ سکیں اور وہ جو دونوں چھوٹے چھوٹے نرم و نازک ہاتھ جن دونوں ہاتھوں سے کھانے کا تھال لاکر اس کے سامنے رکھا تھا۔ وہ دونوں ہاتھ کیسے سڈول اور خوبصورت تھے اُن کا رنگ پھولوں کی پنکھڑی کی طرح اور ملائم ملائم انگلیاں انگلیوں کے کنارے کنارے گلابی رنگ کے ناخن یہ تمام باتیں موہن کے صفحہ دل پر پیار کی تصویر کی طرح مستقل ہو گئیں سامنے ڈاکٹری کی کتاب کھلی ہوئی تھی کتاب کے حروف کی آڑ میں اُس دن کی تصویر نے موہن کی نگاہوں میں اپنا گھر بنا کر ایک عجیب وطرب ہمار ایسا پیدا کر دیا تھا اس کے دل میں پر لطف گدگدی ہونے لگی اسی درمیان میں کب ہرن کمرے میں آ گیا۔ موہن کو ذرا بھی پتہ نہ ملا

ہرن نے معمولی تیز نگاہوں سے کچھ دیر تک اُس کی جانب دیکھتے ہوئے دھیمے سُروں میں گانا شروع کیا۔

کِس کا دھیان لگائے موہن!

ــ کیوں جی موہن! معلوم ہوتا ہے تمہارا سب کو چھوڑنے کے لئے۔ دل کی تلاش میں سفر کرنا ہوگا؟"

موہن نے منہ پھیر کر تحیر آمیز نگاہوں سے دیکھا ہرن نے ہنس کر کہا "ارے تم کب آئے میں نے تو تمہیں آتے نہیں دیکھا"

ــ "یہ تو ظاہر ہے اب مجھ پہ نگاہ لطف کہیں پڑنے لگی!"

"کیوں؟ کیوں؟"

"کیونکہ عشق کا دیوتا کیوپڈ اندھا ہے۔ تم اسوقت اُسی کے زیرِ اثر ہو!"

"بھائی جان آپ نے آنکھ دی ہے۔ خواہش کی طرف سے چشم پوشی کیسے کی؟
تم پیچھے سے آئے ہو۔ اگر میں نہیں دیکھ سکا تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟"

"تمہارے دلائل بہت زبردست ہوتے ہیں خیر یہ بات جانے دو۔ اب یہ
بتاؤ کہ تم دکھائی کیوں نہیں دیے۔ کالج بھی نہیں جاتے کیا معاملہ ہے؟"

"طبیعت اچھی نہیں تھی"

"اچھا تو بتاؤ۔ اُدھر کی کیا خبر ہے کچھ اُمید پائی جاتی ہے؟"

مونس نے جھنجھلا کر کہا بھائی ان سب باتوں کے سوچنے کی ضرورت نہیں"

"کیوں؟"

"میرا یہ ہوا ہے [illegible] صاف صاف کہدیں۔

ہربن کچھ دیر تک چپ چاپ بیٹھا رہا۔ ازاں بعد بولا "جا ہے جو اب کیا ہوگا!
سب ہی سے بہتر انسان رہتا ہے مگر شادی کے بعد وہ بہت سی مانندیوں
کا غلام ہو جاتا ہے۔ تم اس خرابی سے بچ گئے یہی کیا کم ہے!"

مونس جھنجھلا کر سنجیدگی سے ڈاکٹری کی کتاب کے صفحے اُلٹنے لگا
کچھ دیر بعد یہ معلوم کیا سوچ کر ہربن نے کہا "اچھا اقراری ابو کس قسم
کے شخص ہیں کچھ کہہ سکتے ہو؟"

"تمہارے اس سوال کا مطلب؟"

"وہ قدامت پسند ہندو ہیں۔ یا نئی تہذیب کے دلدادہ شخص ہیں؟"

"یہ میں ٹھیک نہیں کہہ سکتا تاہم یہ ضرور ہے کہ اس تھوڑے سے
عرصہ میں ہی اور معمولی ملاقات میں اُن کی لڑکی میرے سامنے آ تی جاتی ہے۔
ہاں اسے یہ گھونگھٹ ضرور تھا!"

"اس سے تو صاف صاف کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ ایسے کتنے ہی لوگ ہیں جو عورتوں

کے شرم و لحاظ کو صرف گھونگھٹ سے محفوظ رکھ کر بیٹھ رہتے ہیں۔"

—"اس سے فائدہ؟"

—"اگر مُراری بابو ہی روشنی کے پیرو ہوئے۔ تو تمہیں بہت کچھ مل سکتا ہے۔"

—"کس طرح؟"

—"یہ جو سماج میں ابھی ودھوا وواہ رائج نہیں۔"

—"پھر کیا؟"

—"ہاں تمہارے سر پہ کوئی اور طاقت نہیں تمہارا کبھی [illegible] نہیں اسلئے دوسروں کے لئے جو غیر ممکن ہے۔ تمہارے لئے وہ بہت ممکن ہے۔"

موہن مدولی سے نامعلوم کیا سوچنے لگا۔ کچھ بولا نہیں۔

موہن نے کہا — مُراری بابو اگر اس تہذیب کے دلدادہ [illegible] نہ ہوں تو بھی ماتم اُن کی اندھی محبت پہ بھروسہ کر سکتے، وہ اُن کے آنکھ بند کر لے پیچھے اُن کی لڑکی کا کیا حال ہو گا۔ وہ فکر اُن کے لئے [illegible] ودھوا وواہ کی [illegible] نہیں"

—"تاہم اگر ودھوا وواہ کا چلن کیا اچھا ہو گا؟"

—"کیوں برا ہو گا؟"

اسی طرح [illegible] رہی تھی [illegible]

آواز سے پکارا بابو ٹھہرئیے [illegible]

—"[illegible]"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

—[illegible]

وہ کسی طرح بھی حرکت نہیں کرتا۔ اسی وجہ سے دیدی جی نے آپ کے پاس خط بھیجا ہے۔" یہ کہہ کر اُس نے وہ خط نکال کر موہن کے ہاتھ میں دیدیا۔

موہن نے جلدی جلدی اُس کے ہاتھ سے خط لے لیا۔ چھوٹے چھوٹے موتی جیسے حروفوں میں صرف اس قدر لکھا تھا —

"بڑی مصیبت ہے۔ مہربانی فرما کر آیئے"

موہن نے تحیّر آمیز نگاہوں سے ہرن کی طرف دیکھا۔

ہرن اُسی وقت اُٹھ کر جوتا پہنتے پہنتے بولا۔ پاگلوں کی طرح کیا دیکھ رہے ہو۔ چلو چلو۔ میں بھی ساتھ چلوں گا۔

موہن جلدی جلدی کپڑے پہن کر نکلا۔ جاتے وقت موہن نے کمرے سے ایک موٹا سا سونٹا ہاتھ میں لے لیا۔



دونوں دوست جب مُراری بابو کے گھر پہنچے۔ اُس وقت شام ہو چکی تھی۔ مُراری بابو کی بیٹھک میں نہ معلوم کون بول رہا تھا۔ "آپ میری بات پر کیوں راضی نہیں ہوتے۔ یہ میری سمجھ میں نہیں آتا"

"آپ کیا سمجھتے ہیں۔ کوئی باپ کبھی بھی اس قسم کی بات پر راضی ہو سکتا ہے بابو" یہ مُراری بابو کی آواز تھی۔

— اچھا۔ آپ تو بوڑھے ہو گئے۔ آفتاب لب بام ہیں۔ خبر ہے کیا خبر کب اجل آجائے۔ جب آپ نہ رہیں گے تو ظاہر ہے کہ آپ کی لڑکی کو چھوڑ کر اس میں کھڑا ہونا پڑے گا؟"

— "افسوس بھگوان بھلا کریں گے"

بھگوان کے نام پر کمرہ کے اندر سے اور نہ معلوم کون ایک شخص کرخت لہجہ میں قہقہہ مار کر ہنس اُٹھا۔ موہن اور ہرن اب نہیں ٹھہرے — یکبارگی کمرے

کے اندر جا گھسے۔ ایک طرف مُراری بابو متانت و سنجیدگی سے بیٹھے ہوئے تھے۔
اور ایک طرف اور دو شخص تھے۔ ایک شخص کا چہرہ شوقین شریف شخص کی طرح اور
اور دوسرا گویا مجسم شیطان تھا۔ چونکہ موہن و ہرین کو گھر میں گھستے دیکھ کر وہ
دونوں شخص کھڑے ہو اٹھے۔ جو شریف تھا وہ متحیرانہ انداز سے بولا "آپ لوگ
کون ہیں؟"

ہرین نے بات کے سنتے کو بس پہ ٹپکتے آگے قدم بڑھایا۔ اور
غصہ آلود لہجہ میں بولا۔ "جو آپ لوگ ہیں، وہی ہم لوگ بھی ہیں — یعنی —
— یہاں کیوں؟"
"— اس میں آپ کا کیا حرج ہے" کہتے کہتے ہرین سینہ اٹھا کر اس کے سامنے
کھڑا ہو گیا۔ ہرین کا وہی چھ فٹ لمبا چوڑا جسم اور غصہ والی شکل دیکھ کر دونوں
دو دو قدم پیچھے ہٹ گئے۔

ہرین نے مراری بابو سے کہا "شاید آپ ہی مُراری بابو ہیں؟"
مُراری بابو نے گردن جھکا کر 'ہاں' کا اشارہ کیا۔ ان کی حالت دیکھ کر معلوم
ہوتا تھا جیسے وہ مدہوش ہو کر کوئی ڈراؤنا خواب دیکھ رہے ہیں۔
"— کیا آپ ان لوگوں کو جانتے ہیں؟"
مُراری بابو نے ڈرتے ڈرتے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔ "یہ لوگ زبردستی میرے
مکان میں گھس آئے ہیں!"
"— اس لیے ہم لوگوں کو بھی یہی مناسب ہے کہ جبراً انہیں مکان سے باہر نکال دیں"
جو شخص شیطان کی طرح تھا وہ اس وقت شمر کی طرح ایسی بڑی بڑی آنکھیں نکالے
ہوئے بیٹھا تھا۔ ہرین کی بات سنتے ہی وہ فوراً کھڑے ہو کر بولا "کیا جبراً مکان
سے باہر نکال دو گے؟"

ہرین نے اشتعال آمیز لہجہ میں کہا "بابا جی! پہلے میری بات غور سے
سنئے۔ اس کے بعد حسب مرضی جی چاہے۔ اچھلئے کودئیے گا۔ اوّل تو میں آٹھ برس

سے لا باعدہ کشتی لڑتا رہا ہوں۔ دوسرے یہ دو من سے چار من تک بار بآسانی اُٹھا سکتا ہوں۔ میں جھوٹ کہتا ہوں۔ یا سچ کہا تم اس کی آزمائش کرنا چاہتے ہو۔"

یہ کہہ کر ہیرین نے اپنی آستین چڑھانی شروع کی!

اُس شخص نے سُور کی طرح گھوں گھوں کرتے ہوئے منکو کہ لگا ہوں سے ہیرین کے چہرے کی طرف دیکھا ہیرین نے کہا۔ موہن! لاٹھی کو ذرا تم پکڑو میں ان دونوں کو پکڑ کر دیوار سے دبا رکھوں گا پہلے لاٹھی ٹوٹے۔ یا ان دونوں کی ہاں اس کے بعد پھر اُن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ہماری باتیں آپ نے سن لیں اب میدان عمل میں آنے سے پیشتر ایک بار پھر آپ سے لجاجت آمیز لہجہ میں پوچھتا ہوں۔ آپ لوگ رہنا چاہتے ہیں۔ یا جانا چاہتے ہیں"

ہیرین کی بات حیثیت کا اندازہ دیکھ کر وہ دونوں شخص شعلہ زن آگ کی طرح کھڑک اٹھے۔ اس کے بعد ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے جھٹ سے باہر گھر سے باہر نکل گئے۔

ذرا دیر بعد راستہ سے آواز آئی "اچھا بچہ ابھی ایک پوسن ملا ہے گری نہیں بھاگی جاتی۔ ہم بھی بدلہ تمہیں چھوڑ نہ دینگے۔ دیکھا جائیگا!"

ہیرین نے بھی کھڑکی سے سر نکال کر انہیں سنا کر کہا۔ "تم لوگ چھوڑ دو بار چھوڑے مگر یہ خوب سمجھ لینا کہ پھر اگر ادھر کا رُخ کیا تو تمہیں زندہ نہ چھوڑوں گا سیدھے پولس میں پہنچاؤں گا۔ یہ ایسی ویسی دھمکی نہیں۔ کاملہ ہے!"

باہر سے اور کوئی جواب نہ سنائی دیا۔

مُراری بابو اب تک بے زبان ہو کر بیٹھے ہوئے تھے۔ اب وہ اُٹھ کر پُر جوش لہجہ میں بولے "میں آپ لوگوں کا شکریہ کیسے ادا کروں محض آپ کی بدولت ہی آج میں بچ گیا!"

موہن نے کہا "مُراری بابو یہ کون لوگ ہیں!"

"یہ شیطان ہیں انہیں کی وجہ سے آج میری یہ حالت ہوئی ہے مگر یہاں

بھی یہ ہمارا اچھا نہیں چھوڑتے!!

"مُراری بابو! آپ ہم لوگوں سے کوئی بات نہ چھپائیں ہم لوگوں کی ذات سے آپ کی کوئی حرج نہ ہوگی کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ کیوں آپ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ اور آپ کیوں دس چھوڑ سے پریشان رہتے ہیں؟"

مُراری بابو کچھ دیر تک پس و پیش کرنے کے بعد بولے "میں آپ لوگوں کا احسان گرانبار ہوں آپ لوگ میرے بڑے خیرخواہ ہیں یہ بھی میں جانتا ہوں۔ اس لئے آپ سے کچھ پوشیدہ نہ رکھوں گا۔ تمام باتیں صاف صاف کہہ دوں گا مگر کیا آپ لوگ استقلال سے کام لے سکیں گے؟"

"ضرور آپ بیان فرمائیے۔"



مُراری بابو نے جو کہا اس کا خلاصہ یہ ہے۔

میرا وطن شاہی پور ہے۔

میرا بیٹا جب چار برس کا تھا اس وقت میری بیوی کی موت ہوئی یہ آج سولہ سال کی بات ہے۔

میرا بیٹا میری بیوی کی اولاد ہے اسی وجہ سے بہت پیارا ہے۔ اس کے علاوہ میرے کوئی اور اولاد نہیں ہوئی۔

اس ماں کے پیار سے محروم لڑکے کو میں نے اپنے ہاتھوں پال پوس کر اتنا بڑا کیا ورثہ میں جو کچھ ملا تھا اسی میں اپنے گھر گرہستی کا کام کاج چلاتا آرہا ہوں کسی۔ کسی طرح اپنی زندگی کے دن بیتا رہا ہوں ... اب یہ ہے کہ بغیر جوش انتظامی کے رہا بھی نہیں جاتا

میری سرپرستی و سلیقے میں ... کی طرح ہے میں نے اسے لکھا پڑھا سکھا میں بھی کوشش کی ... سواری سے کام نہیں لیا گھر گرہستی کے کام کاج میں

اُسے خود ہی ملکہ حاصل کرلیا ہے۔ اُس کے ہات کا کھانا اتنا اچھا ہوتا ہے کہ
دروودی سے تشبیہ دینے کو طبیعت چاہتی ہے۔

میں نے اس لڑکی کو اچھے گھر میں بیاہنے کی کوشش کی ہے بہت چھان بین
کی اپنی جائداد کا نصف حصہ فروخت کرکے ایک نہایت ہی دی رسوخ خاندان میں
اس کی شادی کی ہے میرے داماد کا نام سریندر سوم آنا چودھری ہے
مگر شادی کے کچھ دنوں بعد ہی معلوم ہوا سریندر نہایت آوارہ مزاج اور
شرابی کبابی شخص ہے۔ اور سٹے کا دیوانہ ہے۔ وہ یہ کہ میری سونے کی
پتلی سرما پر وہ حد درجے کا ظلم روا رکھتا ہے۔

شادی کے دو برس بعد ہی بدقسمتی سے سرما کا سسر اس دنیا سے رخصت
سفر باندھ کر عالم بالا کو سدھارا۔ سسر کے مرتے ہی سریندر اور اُس کے بھائیوں کے
مقدمہ بازی شروع ہوئی۔ اس ناچاقی کا نتیجہ ہوا کہ بہت تھوڑے عرصے میں دولت
کثیر ہات سے نکل گیا جو کچھ تھا۔ وہ سریندر نے ہتھیلی پر رکھ کر پھونک مار دی۔

شادی کے بعد سرما مشکل سال گذشتہ الگ رہی۔ اس کے بعد پھر اُس نے
میری پناہ لی۔ سریندر اس کے نام سے کھاتا تھا زندگی بھر اُس نے اس کا ساتھ نہیں
دیکھا تمام خاندان ناراض کرکے اُس نے مجھ سے بار بار روپے کی درخواست کی مگر میں
نے کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ میں اُس کی خواہشات پوری کرنے کے سخت خلاف تھا
اس کے بعد کچھ دنوں تک سریندر کی کچھ خبر نہیں ملی شریمان امروت کا مکان بھی
رہ گیا۔ آیا کہاں رہتا تھا کسی کو علم نہیں۔ بہت تلاش کی مگر کوئی
خبر نہ ملی شوہر کی جیسا بھی حال ہو دن کاٹنے کا موقعہ بھی عورت سرما کو نہیں ملا شوہر
کی یاد بھی اُس کے لئے تو تکلیف نہیں تھی اُس کی دلبستگی اور اطمینان کے لئے
میں نے اُسے طاؤس اور ستار دلوا دیا ہے گھر گرہستی کا کام اور موسیقی اور لکھنے
پڑھنے میں اُس نے کتنے ہی سال گذار دیے۔

سال بھر سے پہلے کا ذکر ہے کہ ناگہاں کاسی سے ایک خط آیا سریندر کے ایک

ایک دُور کے رشتے کے کوئی صاحب کالونی میں رہتے تھے۔ یہ خط اُنہوں نے
ہی لکھوایا تھا۔ اُسی سے معلوم ہُوا۔ کہ سرمد رے شراب کے نشے میں گنگا میں کود
کر جان دی۔ سادہ لوح لڑکی پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ مر اسکا نام شوہر تھا۔ وہ
بھی مر گیا۔

اس کے بعد اور ایک ہنگامہ برپا ہُوا۔ پہلے سے محلہ میں ایک دولتمند زمیندار
رہتے تھے۔ اُن کی فاسد نگاہیں شریا پر پڑیں۔ اُسی ظلم سے تنگ آ کر میں یہاں آیا
اور آج جو کچھ آپ نے بچشم خود دیکھا ہے۔ اُس کے اعادے کی دوبارہ ضرورت نہیں
ہوتی۔ یہ ظالم شخص میرے سامنے — میں باپ ہوں — میرے روبرو ہی شریا
کے ساتھ بدسلوکی کی تجویز کرتا ہے — اس کے پیسے میں اسماعیل نذیر
ہوں۔ ابھی پہلے اُس نے بہت کچھ دست درازی کی۔ مگر اُس کے بعد ہی اُس نے
ظلم شعاری سے کام لیا۔ میرا گھر بھی مفلس وہ اہل دول اکیلا کر دیا۔ وہاں سے بھاگ
کر یہاں آیا۔ سماج کے لوگ تو صرف برادری سے خارج کر دیا جاتے ہیں — مصیبت
میں مدد کرنا نا معلوم۔ دولتمند کے ساتھ جوں صاحب ہوتے ہیں۔ ایسے دُکھ کی
بات کیا کہوں — جو غریب ہے۔ وہ بھی ظلم سہے۔ دولتمند کے زور پر دست سوال
دراز کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ قسمت کی بات انصاف کا معاملہ — بالآخر اس کے
ظلم کا دائرہ اس قدر وسیع ہوگیا کہ مجھے مجبوراً گردشِ روزگار کی سوجھی۔ مال
گھر واہ ہوئے اور حد جائیداد چھوڑ کر یہاں آیا۔ مگر اُس ملا نے بدستور پیچھا نہ
چھوڑا۔ اتنے پر بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ صاف نظر آرہا ہے کہ اب بھی سایہ کی طرح پیچھا کیا مجھ سے
پیچھے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔

یہاں معلوم ہوا کہ بھگوان کو کیا منظور ہے۔ اس ضعیف العمری میں بھی وہ مجھے
اور کتنی سزا دینا چاہتے ہیں۔"

(۹)

مُرادی بانو اسی تمام داستان کو سُن کر عجیب انداز سے چپ چاپ بیٹھے رہے

موہن اور ہرین کے منہ سے بھی کوئی بات نہیں نکلی۔
مگر بہت دیر تک اس طرح خاموش بیٹھنا ہرین کے لئے ناقابل برداشت ہوگیا
سب سے پہلے اسی نے قفل سکوت توڑا۔ سخت برہم شکل کر وہ بول اٹھا۔ "اف!
اس کمبخت کو آج اچھی طرح سزا دینی تھی تاکہ بچہ کو چھٹی کا دودھ یاد آجاتا"
مُراری بابو تفکرات میں کچھ اس قدر غرق ہوگئے تھے کہ ہرین کی باتوں پر انہوں نے
قطعی توجہ نہیں دی۔ اسوقت ہرین کی پُرگرم تقریر سُن کر جیسے انہیں ہوش آگیا شرمندہ
ہوکر بولے "آپ نے میری بڑی مدد کی ہے۔ مگر کیا تعجب کی بات ہے کہ میں نے آپ کا
نام پتہ بھی نہیں پوچھا اس لئے"
— اس لئے میں اپنی ذاتی آپ ہی بتاتا ہوں۔ میرا نام ہے شری ہرین ناتھ
بوس بی۔ اے میڈیکل کالج میں تعلیم پاتا ہوں شری بُت موہن لال موزمدار جی
میرے دوست ہیں۔ فرمائیے آپ کچھ اور بھی جاننا چاہتے ہیں؟"
— ہرین بابو! آپ کے احسانات کا معاوضہ میں کسی وقت بھی نہیں دے سکونگا"
— کیوں؟ دے سکینگے ضرور دے سکینگے۔ آپ سے یہ جو فرمانا ہے کہ آپ کی لڑکی کھانا
پکانے میں دروپدی سے مشابہ رکھتی ہے اس کا ثبوت جلد ہی مجھے مل جائیگا۔ اسی دن
آپ میرے بار احسان سے سبکدوش ہو جائینگے"
— مُراری بابو نے ہنسکر کہا "اگر ایسی ہی بات ہے میں آپ کے احسان سے سبکدوش
ہو سکتا ہوں تو کیا کہنا ہے۔ میں ابھی انتظام کرتا ہوں یہ کہہ کر وہ آہستہ آہستہ
مکان میں داخل ہوگئے
موہن نے منہ پُھلا کر کہا "تم نہایت بے تہذیب ہو تمہیں ہر جگہ اپنے پیٹ بھر نے
کی سوجھتی ہے کھانے باتوں کے لئے تمہیں کوئی اور موقعہ نہ ملتا" ۔
ہرین شرارت آمیز ہنسی ہنستے ہوئے آہستہ سے بولا "تمہارے منہ سے سادا دوپہر
ہو رہا ہے۔ اتنا سے کھانا پروسی ہے۔ میں اسے اپنی آنکھوں دیکھنا چاہتا ہوں — صرف
کھانا پروسنا اور کچھ نہیں"

مُراری بابو نے واپس آکر کہا۔ "ہرپن بابو! اسر ماتے آپکی باتیں اُس کمرے سے سُن
لی ہیں ۔۔۔ اس لئے ۔۔۔"

"۔۔۔ اس لئے اُس نے میرے کہنے سے پیشتر ہی انتظام کر لیا ہے"

ہرپن کا مطلب یہ تھا کہ وہ کسی طرح یہ جان لے کہ مُراری بابو کس قسم کے شخص
ہیں اس نے بہت سی باتوں کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا۔ کہ مُراری بابو بہت سادہ
لوح اور شریف شخص ہیں۔

باتوں باتوں میں ہرپن نے کہا۔ "ہمارے سماج میں بدہواؤں سے سلوک روا رکھا
جاتا ہے۔ کیا آپ نے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے ہم عورتوں کو دیوی کہتے ہیں شاید
اسی وجہ سے اُن کی مورتی پتھر کی طرح سنگدلی سے تیار کی گئی آخر وہ بھی انسان ہیں اُنکے
جسم میں بھی انسانی خون اور ہڈی ہے۔ دُنیا کی تمام حالتیں اُنکے دل و جگر پر اثر انداز
ہوتی ہیں جیسے ہوا کے جھونکے سے ٹھنڈ جسم میں لگتے ہی گل بوٹوں میں شگفتگی کا
سماں دکھاتے ہیں اُسی طرح جذبات آلودگی کو بھی انسانی دل کے جینوں میں شگفتگی
پیدا کر سکتی ہے مُراری بابو! کیا یہ ممکن نہیں؟ انہیں دیوی کہکر ہم نے اپنے دلوں میں
ایک آدرش تصور کر لیا ہے۔ مگر اس آدرش میں حقیقت اور مجاز کی حد فاصل پر جو دِتّہ
ہم اسے تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہوتے اُس آدرش کو محفوظ رکھنے کے لئے اُس کی
پوجا کرتے ہیں لیکن اگر نگاہ غائر سے دیکھا جائے تو یہ پرستش نہیں بلکہ اور ستم
ظلم ہے دیوی ہیں ہماری عقیدت ضرور رہے مگر بانوی کو دیوی کہکر کھائی کرنے
ہم تیار نہیں

مُراری بابو نے سر ہلاتے ہلاتے کہا "مگر سماج ۔۔۔"

ہرپن اسے اندرونی حالات کے زعم میں جھنجھلا کر بول اُٹھا "سماج؟ سماج
انسان کو ایک خاص دائرے میں محدود رکھ سکتا ہے مگر ناکردہ گناہ پر ظلم کرنا
یہ کہاں کا انصاف ہے۔ انسان حقوق سے انسان کو محروم رکھنا سراسر اپنے بیوائیں
کس قصور کی وجہ سے اس قدر دقتوں کا مقابلہ کریں؟"

"وہ کہتے ہیں پچھلے جنم کے کرموں کا پھل ہے"

"مُراری بابو! ضمیر کے برخلاف کچھ سہ [illegible] کہاں دیکھتا ہوں کہ [illegible] انسانی دلائل [illegible] صادق ہیں [illegible] دوسروں [illegible] قسمت کو [illegible] کرموں کے پھل میں اس کی تاویل کرتا ہے [illegible] کسی طرح پر بھی قصور وار نہیں مگر وہ [illegible] مرد کی [illegible] عورتوں کو مرد کے تمام مظالم برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اگر وہ مرد ہوتیں تو وہ کبھی سینکڑوں شادیاں کر سکتی نہیں ہزاروں [illegible] سکتا تھا [illegible] نہیں — مردوں [illegible] سماج کو صرف [illegible] طرح [illegible] پیش کر دیا گیا ہے۔ مگر اس کے [illegible] چھپا ہوا ہے [illegible] دل سے [illegible] کی آہ آتش شعلوں آگ کی طرح اُن کے دل [illegible] کو جلا کر [illegible] مُراری بابو آپ اپنے دل کو [illegible] کی طرح سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں [illegible] آپ [illegible] ہو سکیں گے؟ آپ تو [illegible] اپنی [illegible] کی طرف دیکھئے"

مُراری بابو [illegible] خیالات [illegible] جوش سے [illegible] اٹھے [illegible] ہوں مگر [illegible] پریشان [illegible] سماج [illegible] تو [illegible] نہیں [illegible] اسمار [illegible] کی طرح [illegible] کسی حرکت کو [illegible] کرے گی

"[illegible] جوش [illegible] کہا" سماج معاف نہیں کرے گی تو میں چاہتا ہوں [illegible] ایک نیا سماج بنا [illegible] مقدس کی [illegible] نئی روشنی کے [illegible] اس [illegible] ایک نیا سماج بنانا ہوگا اگر ہم میں کوئی نئی بات نہ ہوئی تو [illegible] مگر مراری بابو! ہم [illegible] نہیں [illegible] دوست کی [illegible] مراری کے [illegible] اس قسم کی گفتگو کی [illegible] اسی وجہ سے [illegible]

نے مُراری بابو کے دل میں ایک خاص قسم کا جذبہ پیدا کر دیا۔ ہرین کی باتوں میں اُنہوں نے جیسے اپنی تمام تکالیف کی دوا موجود پائی۔ اور اُس کی آواز بازگشت نے رحم و کرم کا دروازہ کھول دیا۔ وہ جیسے کسی منتر کی طاقت سے اپنے معصوم دل کے اندر کی تمام پوشیدگی کو باہر لا رہے تھے

مُراری بابو کچھ اسقدر بدحواس ہو رہے تھے کہ بہت دیر تک اُن کے مُنہ سے کوئی بات نہیں نکل سکی۔ سر جھکائے ہوئے چُپ چاپ بیٹھے رہے۔

بہت دیر بعد اُنہوں نے سر اُٹھا کر ایک گہرا سانس لیا اس کے بعد اُٹھ کر ہرین کو محبت سے آغوش میں لپٹا کر کہا "تعجب ہے۔ اس کمسنی میں آپ کے حالات اسقدر شستہ اور باتیں نہایت سنجیدہ ہیں۔ یہ سب آپ نے کہاں سے سیکھا؟"

ہرین کو جواب کوئی بڑا اچھا سا ملا کہنے۔ وہ گھبرانے والا شخص نہیں تھا۔ اُس نے ہنس کر جواب دیا "مُراری بابو! میں بنگالی ہوں۔ بنگالی سماج کی خرابیاں دیکھ کر میرے دل میں ایک ضرر رساں درد ہوتا ہے۔"

مُراری بابو نے کہا "آپ لوگ کبھی کبھی یہاں ضرور آیا کریں۔ میں بہت خوش ہونگا۔"

"ہاں، ہم دونوں ضرور کبھی کبھی آتے رہینگے ورنہ وہ دونوں بدمعاش شاید آپکو چین نہ لینے دینگے۔"

مُراری بابو کا مُنہ خشک ہو کر ذرا سا رہ گیا۔ موہن اب تک چُپ چاپ بیٹھا ہوا تھا اس وقت اُس نے موقع دیکھ کر کہا "مُراری بابو! میرے مکان کے پاس ہی ایک چھوٹا سا مکان خالی ہے۔ اگر آپ اُس مکان میں اُٹھ چلیں تو پھر کسی قسم کا خوف باقی نہ رہیگا۔"

مُراری بابو نے خوش ہو کر کہا "اس سے اچھا اور کیا ہوگا۔ مجھے بے بار و مددگار کی آپ نے بڑی مدد کی بالخصوص جب وہ لوگ اس مکان کو پہچان گئے ہیں۔ تو کیا عجب نہیں وہ لوگ یہاں تک آ جائیں۔ اس کا ٹھکانہ نہیں۔"

پھر کو نہایت ہی سنجیدہ سا کر ہرین نے کہا "مگر یہاں سے ایسے آپ کو پہلے سے ہی



ڈرتا ہوں کہ میں ... دروپدی ٹھاکرانی کو تکلیف دوں گا۔
... نے کہا۔ "بہت اچھا جو مرضی آپ کی۔"

ایک

شرناتی باتیں

نئے مکان میں پہنچتے ہی دیکھا۔ دروازے کے پاس ہی شگفتہ مزاج موہن بابو
کھڑے ہیں۔ انہوں نے بابا کو نمسکار کرکے میرا راستہ چھوڑ کر ایک کنارے ہٹ گئے
تا اور وہ دونوں گاڑی سے اسباب وغیرہ اتارنے لگے۔ ہم آہستہ آہستہ مکان میں
داخل ہوئی۔

مکان اگرچہ چھوٹا موٹا تھا۔ مگر نہایت خوبصورت۔ مکانیت کے لحاظ سے بہت
اچھی۔ چار کمرے اوپر اور چار نیچے تھے۔ ہم لوگ پہلے جس مکان میں تھے۔ وہ اس سے
بھی چھوٹا اور پرانا تھا۔ اس کے علاوہ اس کا کرایہ بیس روپیہ تھا۔ اور اس کا صرف
بیس روپیہ۔ کس قدر تعجب ہوئی۔ اس قدر کم کرایہ ہونے کا باعث کیا ہے؟ پیدا
ہوئے لئے موہن بابو نے ایسے مکان کا کرایہ کم دیا۔ ہم لوگوں پر ان کی اس قدر
مہربانی کیوں؟ کون جانے؟

اس نے جنوبی حصے کے کمرے مجھے بہت پسند آئے۔ میں نے تجویز کی کہ ایک
میں تو بابا رہیں گے اور دوسرے میں میں رہوں گی۔ جلدی جلدی میں جس طرح ہو
سکا۔ میں نے اسے سامان سے آراستہ کر لیا۔

میرے کمرے کے سامنے ہی برآمدہ تھا وہاں جاکر دیکھا۔ مکان کے پاس
ہی موہن بابو کا مکان ہے۔ اسی کے پیچھے ہی ایک چھوٹا سا باغیچہ ہے۔ پھولوں کے
ہی مالا سا ہے وہ بھی بہت خوبصورت۔ صرف کھڑکی کے ذریعے پھولوں کی
شام جان کو معطر کرنے والی بھینی بھینی خوشبو آ رہی تھی ۔ بس تصویر سے کے بعد
کی طرح پر ودھوش دیہیں ملی تھی سرد رات کی ... ایک دن بھی آنکھوں سے

یہیں گذری تھی — جیسے آج دل کا ایک ایک کونا احساس [illegible] پھولوں کی [illegible]
جیسی مہک کے ساتھ ہی دل میں خود بخود گاؤں کی زندگی کا [illegible]
سے ترتیب کچھ مگ پگڈنڈیوں سے لدے ہوا اور پرندوں کے چہچہوں اور نغمہ سرائیوں سے
معمور ہوا کے جھونکوں سے لہراتا ہوا باغیچہ اس کے ایک طرف گاؤں سلوں کے چوپٹے
کی جگہ — وہاں رود و مہرکو برگد کے سایہ میں بیٹھا اور ہلکی ہلکی دھوپ سے چھائے
ہوئے لق و دق [illegible] نور تاکنا [illegible] جیسے کالی گھٹاؤں کے ساتھ ساتھ
اس کی [illegible] اور ایک طرف قطار در قطار اودی دستبوٹے
کے درختوں کے [illegible] درختوں کے تنکے دودھ کی طرح [illegible]
ہیں جیسے ہاتھ ڈال کر نقش و نگار سا ہوئی شکل کی آڑ [illegible] معلوم کہاں چلی گئی
تھا۔ [illegible] وہ [illegible] کبھی [illegible] کھولی تھی [illegible]

اور اس حال [illegible] اپنا گھر بار
چھوڑ کر کس [illegible] آتے ہیں [illegible] کام [illegible]
میرے پیر شرمی کی چھاپ [illegible] کا ام [illegible]
[illegible]
[illegible] یاد آگئے

[illegible] کبھی ہی [illegible] سوچ رہی [illegible]
اوپر آئے [illegible] امکان ہے [illegible]

— [illegible] اچھا ہے۔
— مگر [illegible] اس [illegible]
— دیکھو بابا [illegible] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ [illegible]
[illegible]
— ہاں بیٹی مجھے بھی ایسا معلوم ہوتا ہے — مو [illegible] بڑا اچھا لڑکا ہے — [illegible]
— ہاں [illegible] سامنے [illegible] کہ [illegible] بات

میں انہیں تکلیف نہ دوں۔"

مگر کون کس کی بات سنتا ہے۔ یکایک موہن بابو کا باغیچہ دیکھ کر طبیعت اس قدر متوالا ہو گئی۔ دیکھیے نا دیکھیے پھول کیسے دلفریب معلوم ہوتے ہیں ان کی خوشبو سے خوش دل و دماغ کو کس قدر طراوت پہنچتی ہے۔ اس لیئے"

بار بار "اس لیئے" کا لفظ کہاں موزوں تھا میں دنگ رہ گئی سوچا۔ یہ تو گھنٹے دو گھنٹے اسی طرح کی باتیں کرتے رہیں گے اس خیال سے انہیں وہاں ہی چھوڑ کر میں گھر گرہستی کے کام میں لگی۔

شام کے بعد میں کام کاج ختم کر کے اپنے کمرے میں داخل ہوئی

اس دن بڑی گرمی تھی کمرے میں گھستے ہی جیسے حبس دم ہوتا تھا۔ جلدی جلدی کمرے کی کھڑکیاں اور دروازے کھول دیئے۔ موہن بابو کے مکان کی طرف بھی دروازہ تھا اس لیے کھلتے ہی روشنی کی چادر سے میری آنکھوں پر ایک نورانی پردہ آ گیا کھڑکی سے موہن بابو کا کمرہ دکھائی دیا۔ اس کے کمرے میں بجلی کی روشنی تھی ایک طرف دو الماریاں تھیں جو کتابوں سے بھری ہوئی تھیں۔ اس کے سامنے ہی ایک نہایت خوبصورت چھوٹی سی میز تھی جس پر سبز ساٹن لگی ہوئی تھی۔ موہن بابو اسی میز کے سامنے ایک کتاب پر جھکے ہوئے تھے۔ بجلی کی روشنی میں ان کا چہرہ دمکتا نظر آتا تھا۔ موہن بابو کا مزاج کچھ اس قدر متحمل تھا۔ کہ اس کا عکس ان کے چہرہ پر ہویدا تھا۔ بڑی بڑی آنکھیں سندور [illegible] کے بال گھونگر والے تھے

موہن بابو نے ذرا منہ کو ادھر ادھر پھیرا گھوم کر دیکھا —— میں تو سامنے سے جلدی جلدی ہٹ گئی۔

موہن بابو کو دیکھ کر دل نے کہا۔ وہ نہایت شریف شخص ہیں . مگر ہم مردوں کی نسبت اس قدر جلد فیصلہ کر دینا مشکل ہے۔ اگرچہ زندگی میں بہت سے مردوں کے ساتھ ملنے جلنے کا اتفاق نہیں ہوا مگر شستہ اچھی طرح پہچان ملکی بھی [illegible] ایسی راکھشس کہہ سکتی ہوں —— دیکھا چاہیے۔

میرے شوہر ــــ باہر سے اُنہیں دیکھ کر اُن میں کوئی کسی قسم کا کوئی نقص نہیں نکال سکتا۔ وہ بہت خوبصورت شخص ہیں۔ تعلیم یافتہ ہیں۔ اچھے گھر میں پیدا ہوئے خاندانی ہیں مگر اُن کے دل کی اندرونی حالت ! اسے کیا کہوں ــــ اس وقت وہ پرلوک میں ہیں مگر اس وقت بھی جیسے اُن کا نام لیتے ہی میرے جسم کا ایک ایک حصہ کانپ اُٹھتا ہے! عورت کے لئے شوہر محض رانی جہاں بابا ہے ــــ مگر جو بدنصیب ظلم و ستم کو بھی نگاہ لطف و کرم سے نہیں دیکھ سکتے رشی اُن کے لئے کیا کر گئے ہیں؟ کہ جو میرے نصیب میں شوہر کے بدرد حوتوں کے نشان ہمیشہ کے لئے موجود ہیں۔ کیا یہ ۔ جسم عورت کے اقبال کا نشانہ ہے؟ اس خشک خار میں ہاتھ لگا کر کیا مجھے کیسا ہوگا۔ سوامی! میں تمہاری یاد کے استھان کو پرستش کرتی ہوں ــــ یہ یاد کیا نقد عشق تمہارے پاس آتی ہے؟

روز رات کو اُن کی آمد کا راستہ دیکھتے دیکھتے بیدار رہتی ہوں مگر اُن کے پلے ٹھیکے صاف معلوم ہونے والے قدموں کی آہٹ میرا سینہ دھڑک اُٹھتا ہے۔ ہفتہ میں پانچ چھ دن تو وہ رات رات بھر باہر ہی رہا کرتے تھے جب کبھی بہت رات گئے گھر آتے تھے۔ اس دن بھی میری آنکھیں شرافت کا وہ آثار باقی تھیں۔ جو انسان کے لئے سب ضروری ہے شراب پی کو گھر میں آ کر بلاوجہ مجھے کتنی ہی صلواتیں سناتے تھے۔ کسی دن جوڑا پکڑ کر بڑی مار مارتے تھے زیادہ تر وہ اپنے آپ سے گذر جاتے تھے تمام رات میں اللہ اُن کے سرہانے بیٹھی ہوئی پنکھا جھلا کرتی تھی سر پر پانی کے چھینٹے دیتی اور اپنے دل ہی دل میں پھوٹ پھوٹ کر روتی تھی۔ اس طرح کچھ دن میرے سسرال میں کٹتے تھے

بچپن میں شوہر کے شکر کی سست جو بات سی تھی جس کے لئے روز صبح کو مٹی کے مہادیو کو بیل پتر چڑھایا کرتی تھی۔ اور گنگا جل سے اشنان کرائی کیا یہ وہی شوہر کا سکھ ہے؟ محلہ کی ہم عمر لڑکیاں موقعہ میرے شوہر کی باتیں دریافت کرتی تھیں اُس وقت میں اپنی زبان سے اپنے شوہر کی شکایت کر سکتی تھی۔ اُن سے شوہر کی بات دریافت کرلیے رکھتی تھی وہ اپنی زبان سے نہ نکالتی۔ کیونکہ ان میں سے کسی کسی کا شوہر

میں بخوبی سمجھ لیتی تھی۔ کہ شوہر کی تکالیف اور حقارت کرکے وہ اپنے اعمال
میں شائستگی پسند نہیں کرتی عیسائی گھرانوں میں دستور ہے۔ اسی کے مطابق انہوں نے
خاموشی اختیار کی ہے۔ دُنیا ہمیں ابلا کہتی ہے" مگر کیا کہے الحقیقت ابلا ہیں۔ عورتوں
کے سوکو دیکھ کر جو عورتیں اپنے دل کو اس طرح سرکشی پر آمادہ کرتی ہیں۔ کیا؟ وہ ابلائیں ہیں
مگر میرے نصیبوں میں تو آگ لگی ہوئی ہے۔ یہ خاموشی کا رتبہ مجھ سے تو برداشت
نہیں ہو سکتا تھا شاستروں کی روک ٹوک دھرم کا خوف نرک کا ڈر سب میری نگاہ
میں حقیر ہوگئی ہیں۔ میں باغی ہوں کیونکہ میں نے اپنا برت توڑ دیا ہے۔
وہ رات مجھے کبھی نہیں بھولیگی۔ اس دن بھی وہ بہت رات گئے شراب پی کر آئے تھے
کمرے میں گھستے ہی انہوں نے میرا جوڑا پکڑ کر میرے دھکیل دیا تھا ہو رہی تھی۔
یہی مجھ سے قصور ہوا۔ جب انہوں نے میرا جوڑا پکڑا تو میں چلا کر رو اٹھی تھی میرا
رونا سن کر اور بھی غصہ آگیا۔ بولے "کمبخت روتی کیوں ہے"؟ —
یہ کہہ کر انہوں نے زور سے میرے پیٹ ایک لات ماری دونوں ہاتھ سے اپنا
کلیجہ تھام کر تڑپتی ہوئی میں زمین پر بیٹھ گئی۔ انہوں نے کہا "اٹھ الماری سے ایک
گلاس نکال دے"!
نہیں جانتی اس دن میرا دل کیوں برگشتہ ہوگیا۔ اس زمانے کے خادموں کی
آدرش ستی کی طرح میں شوہر کے جھڑکوں کی دھول اپنی پیشانی سے نہ لگا سکی میں نے
صاف جواب دیا "نہیں اُٹھوں گی"!
وہ گرج کر بولے "کیا نہیں اٹھیگی"؟
— نہیں جو کر سکتے ہو کرو" اس دن مرنے کے لیے اتنا عذر وسہ کیسے ہوگیا
تھا آج بھی اچھی طرح نہیں سمجھ سکی میری بات سے ناراض ہو کر وہ پاگلوں کی طرح
کھڑے ہو کر بولے "تو جا" یہ کہہ کر انہوں نے خوب دل کھول کر مجھے گالیاں دیں اور
مارے لاتوں کے گھر سے باہر نکال دیا۔
اس بدرد چوٹ سے میرے دل میں دبی ہوئی اسی نیچر کی فطرت نے ایک بار ابھار اٹھی

اس ظالمانہ ظلم کو جب برداشت نہ کر سکی۔ انہوں نے پھر پاؤں اُٹھایا مگر وہ پاؤں میرے جسم پر لگنے سے پیشتر بجلی کی طرح کڑک کر اُٹھ کھڑی ہوئی اس سے پہلے کہ [illegible] سوچ کر میز سے لیمپ اٹھا کر بولی اگر پھر تم نے میرے جسم پر ہاتھ اُٹھایا تو اسی روشنی سے [illegible] کے کاٹتے کاٹتے ہیں میں نے اسی شیشے کے لیمپ کو اپنے سر [illegible] کر لیا۔

انہوں نے خوف سے میری طرف دیکھتے دیکھتے آہستہ آہستہ کمرے سے باہر کا راستہ لیا [illegible] بہت دیر تک میں کٹی ہوئی شاخ کی طرح پڑی رہی۔ رفتہ رفتہ میرا تمام جسم بے حس و حرکت ہوتا گیا لیمپ میرے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا چکنا چور ہو گیا

[illegible] اس پہلو کا میں نے مچھ کر [illegible] ایک دن [illegible] کر سو [illegible] ہمارے ہوش و حواس دیکھتے دیکھتے سویرا کر دیا تھا۔

[illegible] ساری رات روتے گذاری پڑی سسرال میں میری اپنی [illegible] رات بھی [illegible] کہ وہی میرا آخری روز تھا دوسرے دن شوہر کے حکم سے میرے [illegible] کے گھر والیں آئی ماں نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی [illegible] کہا [illegible] سے کچھ نہیں کہا سب کچھ سن کر غصے سے میرے سر پر ہاتھ [illegible] تو نے بہت اچھا کیا اگر مرد اپنے آپ کو مرد سمجھ کر عورت [illegible] عورت [illegible] برداشت کرتی جوہر [illegible] قائل [illegible] ہو جائے اسے [illegible] سکینگے۔

[illegible] اور کبھی دکھوں کی [illegible] شوہر کی بات سوچ کر [illegible] بات [illegible] آئی [illegible]

[illegible] ایسا ہے

اس [illegible] میں آ رہا ہے میری شادی کی [illegible] گذر [illegible] ایک [illegible] ہوئے ہوا کی طرح [illegible] دنیا [illegible] کی [illegible]

یہ سب میری زندگی میں مشغول اور ناکارہ ہو گئے ہیں تو یہ حال میں بھی نہیں لا سکی اگر سوچوں تو پھر کیونکر زندہ رہ سکتی ہوں؟ رہ رہ کر سوچتی ہوں۔ عہد گذشتہ کے رشتہ داروں کو پا کر جس جگہ موجودہ مستقبل کے راہوں کا نشان پڑے گا وہاں میرے لئے بھی زندگی کا مسرت بخش آغاز کشاکش کے ساتھ نکلے گا۔

۲
دو

مہیش کی ماں

مُراری بابو میرا باغیچہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

مکان کے پچھلی طرف کچھ کشادہ زمین پڑی ہوئی تھی جس میں گھاس بکثرت اُگی ہوئی تھی۔ بیچ میں جو ایک ٹوٹا پھوٹا تالاب تھا۔ اُس کی حالت [illegible] خستہ اور ابتر تھی۔ اُس میں کوئی بھی [illegible] کر اگر اس باغیچہ کو میں [illegible] مرضی [illegible] جو [illegible] پھولوں کے درخت لگائے [illegible] [illegible] [illegible] میں آگے دل کھول کر روپیہ خرچ کر ڈالا مگر [illegible] کسی قسم کی [illegible] [illegible] اسی وجہ سے میرا باغیچہ اس پاس کے بڑے بڑے باغیچوں سے [illegible] دلفریب نظر آنے لگا۔ صرف [illegible] خرچ کرنے سے ہی کام نہیں چلتا۔ بلکہ اس میں [illegible] کی بھی بہت ضرورت ہے۔ ہر ایک درخت [illegible] ہر وقت اسی غور و فکر میں رہا کرتے تھے کہ کون درخت کہاں لگایا جائے۔ ہمارے پاس بس ہر وقت یہی چرچا رہتا تھا۔

جیسے بہت کوتہ نظروں سے [illegible] انسان اس سے بہت خوش ہوتا ہے۔ مُراری بابو کے منہ سے اپنے باغیچہ کی تعریف سن کر میں [illegible] [illegible] کہا "حضور آپ کا ہی چاہتا ہے۔ آپ خوشی خاطر اس باغیچہ میں تشریف لا سکتے ہیں۔ آپ کے مکان سے میرے باغیچہ کا [illegible] ہے۔ وہیں کھول دوں گا۔"

مُراری بابو بچوں کی طرح فرط خوشی سے بولے "سچ! کھول دیں گے؟"

"کیوں نہ کھول دوں گا؟ اس باغیچہ کو آپ اپنا ہی سمجھئے گا۔ پھول اور پتے کو بھی

چاہیے۔ پوشوں سے توڑ لیجیئےگا — کسی قسم کی جھجک سے کام نہ لیجئےگا"

— یہ عجیب ہے پھول توڑنے سے آپ ناراض نہ ہوں گے"

— کیوں؟ یہ کثرت پھول کھلتے ہیں آپ پودوں سے جس قدر طبیعت چاہے توڑ لیجئے میرا کوئی نقصان نہیں"

میری باتیں سُن کر مُراری بابو کے چہرہ کے رنگ میں جو تبدیلی ہوئی وہ کون دیکھے! اس سادہ لوح بزرگ کے چہرے کی جانب جس قدر دیکھتا تھا اُسی قدر مضمون ڈھونڈتا جاتا تھا۔ بعض عمر میں پہنچ کر لوگ چڑچڑے ہو جاتے ہیں اور اُن کے مزاج کی حالت بدل جاتی ہے۔ اُس عمر میں اُن کا یہ حال بالکل بچوں کی طرح سادہ مزاجی۔ بالحقیقت ایسا انسان کیا ذات ہے!

دوسرے دن صبح جس وقت آنکھ کھلی اُس وقت باغیچے سے نہ معلوم کہیں کے پرندے لہجے کر نہ اور بلبل کی دلکش آواز طلوع سحر کی ہواؤں کے ساتھ ساتھ آ رہی تھی کر یوں واضح ہوئی سمجھ گیا کہ مُراری بابو کا بنگلہ ہے۔ بڑے بڑے یکسوئی سے بہت دیر تک اُس کا لطف لیتا رہا۔ اُس دلکش سحر کے ساتھ ساتھ میرے جذبات کی رنگینی بھی دوچند ہو گئی۔ اور عضو عضو جیسے اُس روح پرور لذت سے سرشار ہو اُٹھا۔

بستر چھوڑ کر منہ دھو کر جب باغیچہ میں گیا اُس وقت بھی مُراری بابو کا بلبل انہی دلکش اداؤں سے بالوں میں آب حیات کی بارش کر رہا تھا بالا ... کے کنارے سنگ مرمر کے چبوترے پر ... رکھے ہوئے مُراری بابو آس جمائے بیٹھے تھے۔ اُن کے بال ... کی طرح صاف شفاف سپید بال ہوا کے جھونکوں سے لہراتے ہوئے نظر آ رہے تھے اور ... جذبات سے ... ہو کر بل رہا تھا جیسے اس وقت دنیا کا تمام درد و غم بھول گئے تھے۔ جب تک اُنہوں نے مجھے نہیں دیکھا میں بھی یکسوئی سے چپ چاپ ... بہ حیرت ساکت ہوا کھڑا رہا۔

ایک سانس لے کر مُراری بابو نے گانا بند کیا میں نے قدم بڑھا کر انہیں سلام کیا۔ مُراری بابو نے چونک کر کہا "میرے بھائی ابھی آپ آرام میں خلل تو نہیں پڑا؟"

"علی! آپ یہ کیا فرماتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے بجانے میں وہ لطف حاصل ہوا ہے کہ دل و دماغ دونوں پر ایک فرحت انگیز نشہ طاری ہو گیا ہے۔"

"کوئی کام نہیں تھا۔ اسی وجہ سے میں ملا اٹھا کر باہر نکل آیا۔" یہ کہہ کر وہ مُراری بابو نے پھر طبلے پر انگلیاں چلانی شروع کیں — جیسے وہ ایک ساتھ ہی کومل سُروں میں جھمسا کر شور و سر مچانے لگا — جیسے وہ سُر کی کلی تھی!

میں نے کہا "مُراری بابو! آپ سے میری ایک درخواست ہے۔"

مُراری بابو نے سادہ انداز سے کہا — "مجھ سے آپ کی درخواست! فرمائیے فرمائیے!!"

"اگر آپ کچھ اور خیال نہ فرمائیں تو کہہ سکتا ہوں"

"کہیے کہیے شوق سے کہیے"

"میں آپ سے طاؤس سیکھنا چاہتا ہوں۔ اس میں آپ کوئی تکلیف تو محسوس نہیں کریں گے؟"

مُراری بابو قہقہہ لگا کر ہنس اٹھے۔ بہت مشکل سے اپنی ہنسی ضبط کر کے بولے "واہ! عجب! بس یہی آپ کی درخواست ہے؟ اس میں تکلیف کا کیا ذکر؟ — واہ — اس میں تکلیف کا کیا ذکر! یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے!!"

اتنے میں وہاں ہری پد آ موجود ہوا۔

مُراری بابو نے بے حد خوش ہو کر بولے "آئیے آئیے۔ ہری پد بابو آئیے۔"

ہری پد وہیں گھاس پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اپنی سچائی کرتے کرتے بٹن کھولتے کھولتے بولا۔ بولا "مُراری بابو! کیا اس خوشی میں کچھ حصہ لے سکتا ہوں؟"

مُراری بابو نے پُر جوش لہجہ میں کہا "ضرور ضرور! خوشی کی بات کیا ہے جانتے ہیں؟ موہن بابو کو طاؤس سیکھنے کا شوق ہے۔ کیا آپ بھی سیکھنا چاہتے ہیں؟"

ہری پد بابو اپنی دونوں آنکھیں پھاڑ کر خوف سے بول اٹھا "بیٹھو بیٹھو! خوف نہ کرو۔ اگر ایسا موقع ہاتھ آیا۔ تو پھر کیا کہنا ہے!"

مُراری بابو جیسے آسمان سے گر پڑے۔ اس قسم کے تذکرے سے انسان کو خوف ہو سکتا ہے یہ بات جیسے اُن کے حواس سے بعید تھی تحقیر آمیز لہجہ میں بولے "کیا علم موسیقی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی اور علم بھی ہے؟ اس لئے ۔۔۔"

ہرین نے زور سے سر ہلا کر کہا "جی نہیں اس لئے اس سیکھنے کا کیا کام؟ بچپن میں مجھے اُستاد رکھ کر گانا سیکھنے کا شوق پیدا ہوا تھا مگر سال بھر میں سوائے سارے گاما کے اور کچھ نہ آیا تو میں نے اُستاد جی کو دور سے ہی سلام کیا۔ مجھے گانا بجانا سننے کا تو اگر شوق ہے مگر خود گانا بجانا نہیں چاہتا۔ میں چٹنی کھانا تو پسند کرتا ہوں مگر چٹنی کا گھولنا بنانا پسند نہیں کرتا۔"

میں نے کہا "مُراری بابو! ہرین کو آپ نے ابھی تک اچھی طرح نہیں پہچانا۔ عجیب الخلقت شخص ہے۔ وہ اپنی جسمانی طاقت کے زور سے دنیا بھر کی دیوی کو اپنی پرستش کرانا چاہتا ہے مگر آپ اسے بیلے کے سُروں میں مست کیجئے مگر میرا خیال ہے کہ شاید وہ اپنی تمام عمر یکسو کر کے ایسی ہی بسر کرے گا۔ کہ یہیں سے ہیں اور کوئی چیز باقی نہ رہے گی۔"

"مُراری بابو! میں نے مجھے اچھی طرح پہچان لیا ہے اس لئے میں اس کی کسی بات کی تردید کرنا نہیں چاہتا۔ اقبال یا ادل لوبس جیسے مورخ سنگر میدان میں آ کھڑا ہوتا ہے۔ میں بھی اسی طرح پہلوان سنگر موجود ہوں۔ مُراری بابو! آپ سمجھئے گانا بجانا میری قسمت میں نہیں ہو نہیں گانا آتا ہے۔ گانا اگر آپ سے سیکھ جاؤں تو خوش ہوں۔"

مُراری بابو نے میری طرف تحقیر آمیز نگاہوں سے دیکھ کر ستار بجانا شروع کیا۔

میں نے ہر چند اصرار کیا مگر وہ تمام اصرار خس و خاشاک کی طرح نہ معلوم کہاں بہہ گیا بالآخر میں نے مجبور ہو کر ایک گانا گایا۔ مُراری بابو ساتھ بجاتے بیٹھے گانا ختم ہوتے ہی مُراری بابو نے جوش میں آ کر کہا "آپ تو اچھا گا لیتے ہیں۔ کیا کہوں اب تک مجھے آپ محروم رکھا۔ میں جا کر سب سے کہوں گا۔ وہ گانا سننے کی بڑی خواہش رکھتے ہیں۔"

اس رنگین طبع صحبت کے ساتھ آج کی وقت انجمن کس طرح ختم ہو گئی نہ جان سکا۔

* * * *

وہ پورنماشی کی رات تھی
کمرے میں جا کر میں نے کھڑکی کھول دی۔ حنا کے پھولوں کی خوشبو سے تمام کمرہ معطر کر دیا۔

کرسی کھڑکی کے پاس کھینچ کر میں بیٹھ گیا —— ایسی ٹھنڈی چاندنی رات۔ یہ رات رشاد کام ہونے کی ہے —— سو کر کاٹنے کی نہیں اب چاندنی خاموشی سے متوالی لہروں کی مانند جھومتی ہوئی سرہانے آکر جواب صادق کی طرح کھڑی ہے تو اس کا لطف اٹھائے بغیر ہو سکتا ہے۔ لہذا وہ نامنا ہے۔ اور یہ جذبات و احساسات حالی حامل مطلق ا

میرا چھوٹا سا خاموش باغیچہ دور سے ہو بہو تصویر کی طرح نظر آ رہا تھا —— حوض باغیچہ میں درختوں کے پتوں پر چاند کی وہ بکھری ہوئی کرنیں جیسے جوا سدہ سایہ۔ تالاب کا تھرتھراتا ہوا پانی سفید سنگ مرمر کی سیڑھیوں پہ پانی کے بہاؤ کا ٹکرانا۔ اور لہر لہرا کے آپس میں ملنا اور ہٹ جانا ان سب کے ساتھ روشنی اور سایہ کی آنکھ مچولی کا کھیل ہو رہا تھا۔

کنارے سے ابھری ہوئی زمین کے بیچوں بیچ میں وینس دیوی کی ایک سنگ مرمر کی مورتی سجی ہوئی تھی یوں لگ رہا تھا کی رتی دیوی تھی اور روشنی اور تاریکی میں آج کی رات میں اس کے سنہرے چہرہ میں جیسے زندگی آگئی تھی!

اس پتھر کی مورتی کے سامنے کون کھڑا ہوا ہے؟ اچھی طرح سے دیکھنے کے لئے میں اور بھی جھکا —— یہ تو عورت ہے امراری ماتو کی لڑکی —— ثمریا!

ثمریا کے چہرے پر چاند کی بے نقاب شعاعیں بار بار پڑ رہی تھیں اور اس کے نورانی چہرے کی لٹیں آزادی سے ٹیڑھی ترچھی لہراتی ہوئیں —— سانپ اور ٹشپ پر لہرا رہی تھیں اس کے سر —— نازک اور گداز جسم پر وہ دہانی ساڑھی کی جالی جیسے ٹک ایک پر لطف و دلکشی کا سماں پیش کر رہی تھی۔ دور سے دیکھنے پر ایسا معلوم ہوتا تھا گویا چشمہ آفتاب سے نکلی ہوئی ندی سبزہ زار کی روشوں میں بل کھا رہی ہے۔ آنچل ہاتھ میں تھا۔ اور اس آنچل میں پھول بھرے ہوئے تھے —— کتنے ہی پھول زمین پر

گلدستے جا رہے تھے یکایک دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا جیسے اس چاندنی سے کھوتر پر
سکون رات میں سخت پتھروں کو کروسیس کی اصلی مورتی ایک خاص شکل میں منتقل ہو کر باہر
آ گئی ہے - اور اسی کے دو لو پاک اور بے عیب تلووں کا لمس پا کر یہ جو ستیوں سے بھرپور
تختۂ زمیں شاخ گلہائے بہار سے لگ گئی ہے۔

مسز پاٹس مورتی کو متحیر و ششدر نگاہوں سے دیکھنے لگی اس کے بعد اسی مورتی
کو اپنے جسم سے کچھ دیر کے لیے حرکت میں لا کر چپ چاپ کھڑی رہی . . کھڑے
کھڑے آنچل سے جھٹ پھول نکال کر سونگھنا شروع کیا اس کے بعد اس نے
بھرپور ہونٹوں کو جھکا کر پھولوں کی پنکھڑیوں کا ایک نہایت پرسوز بوسہ لیا وہ
پھول اس کے ہاتھ سے گر کر زمین پر لوٹنے لگا — وہی سوہاگ سے بھرپور پھول ایک
لوٹنے سے ہی کیا اپنی زندگی کو ختم کر گیا؟ اور کچھ دیر تک کھڑی کھڑی مسز پا آہستہ
آہستہ اپنے مکان کی طرف چلی گئی — جہاں سے گذری نور اُجالا نور کر دیا جہاں سے
گئی اندھیرا کر گئی اُسے کھو کر باغ کی چاندنی کا وہ پُرلطف منظر جیسے بالکل بے رس اور
پھیکا ہو گیا

اُس رات کو میرا مکان مجھے ایسا معلوم ہوا گویا وہ ایک بھیانک جنگل ہے میں نے
تنہائی کی یہ وحشت اس سے پہلے کبھی نہیں محسوس کی

ناولوں میں پہلا عنصر محبت کا دیکھا جاتا ہے نقاد اگر اس میں پہلا نیا کی کمی یا عدم
موجودگی دیکھتے ہیں تو چونک اٹھتے ہیں میرا خیال ہے کہ اگر ناول کی پہلی سطر سے
ہی بجائے اس کے کچھ اور ہی دیکھا ہے جو دم بھر کے لئے، پیچھے پڑ کر دربار تک آنکھوں میں
قائم رہنے کی خواہش کرے وہ — نقاد اگر دنیا میں نوا - [illegible] کی جانب نظر کریں - تو وہ
دیکھ سکیں گے اس کے صفحے صفحے پر سطر سطر میں نایک و نایکہ کی نگاہ اور ان کے ملاپ کا
افسانہ رقم ہے - اس نگاہ اولیں میں اگر محبت کا اثر پوشیدہ نہ ہو - تو اس میں ہر رنج ہی کیا ہے
ہمارے مودہ محبت کا پہلا زینہ ہے اور پہلی کوشش ہے جو پہلی بار ہی میں ہمت ہار کر گر پڑتا ہے
اور اپنی قوتوں کو جواب دے دیتا ہے اس کے لئے محبت الٰہی ہے - [illegible] قدر سکے لئے

اور پیچھے دوراہے کی زنجیر؟

سترہا نے پہلے دن سے ہی میری توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیا تھا اس لئے میری زندگی کے راستے میں وہ بالکل غیر متوقع مہمان ہے۔ پہلے پہل میں نے آسان سمجھا تھا۔ اس وقت اُسے مشکل تر اور گہرا سمجھنے پر بھی اپنے اس کم راہ دل کو راہ پر نہیں لگا سکتا۔ دل اس وقت بے لگام گھوڑے کی طرح ہے۔ اور ایسے اس کو راہ راست پر لانا میرے لئے بہت مشکل ہے۔ سترہا نے ایک ہی دن میں میری زندگی کی رفتار میں تبدیلی پیدا کر دی۔

مگر نہیں جانا کہ اس تبدیلی کا انجام کیا ہے اور کیسا ہے؟ شمع تو خود نہیں جلاتی پروانہ خود بخود اس پر دیوانہ وار نثار ہوتا ہے وہ تماشہ دیکھنے آتا ہے مگر شمع کو اس تماشے کی کیا پرواہ؟ اس کے تو کام جلنے کی حرکت سے سب کچھ خاک ہو جاتا ہے — آگ کی لو کا ہی ہے مگر بجھتی نہیں۔

سترہا کیا شمع ہے؟ اور میں سو سو بار پروانہ نہیں ہونا ہو گی اور میں سمندر ادھر بیٹھے بیٹھے میں نے بہت کچھ سوچا مگر وہ غور و فکر دروپدی کی ساڑھی کی طرح — جس کی ابتدا ہے انتہا نہیں جس قدر کھینچا گیا۔ اتنی قدر بڑھتی گئی۔

دماغ کی نیرنگیاں ویسی موسم بسنت کے گلہائے شگفتہ کی طرح ہوتی ہیں جن روح ساس کی خوشبو سے اس کے رنگ و روغن میں کمی آ جاتی ہے پھر بھی ہنسی بھی کیا اسی طرح جاری رہا دیکھا اُدھر ہے کیا یہ صرف نگاہوں کا جرم اور سرور ہے؟ دل لے اور شکی نہیں؟

رفتہ رفتہ دماغ میں ایک خلش اور سوزش سی ہونے لگی درد مند ہو کر بستر کا سہارا لیا۔

خواب میں بھی جسے دیکھا وہ سترہا تھی —

تین

مراری بابو کی باتیں

کیسے تعجب کی بات ہے۔ اس موہن نامی لڑکے پر جس قدر نگاہ ڈالتا ہوں اسی قدر حیرت ہوتی ہے۔ اس میں ضرور کوئی نہ کوئی عجیب و غریب روح ہے۔ موہن کی خواہش ہے کہ میں اسے طاؤس سکھاؤں اور وہ مجھے کچھ ماہوار بطور نذرانہ پیش کرے

میرے انکار کرنے پر اس نے کہا "مراری بابو! اس میں شرمندہ ہونے کی تو کوئی بات نہیں۔ آپ بلاوجہ میرے لئے وقت کیوں ضائع کریں گے؟"

میرا کوئی عذر تسلیم نہ کیا گیا۔ بالآخر یہی طے پایا کہ میں اس سے کسی قسم کا کوئی معاوضہ نہیں لوں گا۔ جس مکان میں رہتا ہوں اس کا کرایہ ایک پیسہ بھی مجھے نہ دینا ہوگا۔ اگرچہ میں نے ہاتھ پھیلا کر روپیہ لینے میں اس سے اپنی جان بچائی تاہم میرا سر نیچا ہو گیا اور شرمندگی ہوئی۔ وہ بدولت پھر بھی اس نذرانہ خوشگوار نہیں تھا

موہن نے جب مجھے اپنا استاد تصور کیا تو وہ مجھے ہمیشہ تعظیمانہ الفاظ سے مخاطب کرے گا۔

آج کل میرے دن بہت اچھی طرح سے کٹتے تھے۔ روز شام کو جب ہرن بابو آتے تو ایک محفل کا سماں بندھ جاتا تھا اور وقت کس طرح گزر جاتا تھا۔ اس کا پتہ بھی نہ چلتا تھا۔ ہرن بابو بالکل برعکس مزاج اور ظریف طبع شخص تھے۔ جب ہر سے ایک بار کی گزر جانے سے مردہ دلی اور غمگینی آندھی کی رو میں خشک پتہ کی طرح اڑ جاتی تھی۔

ہرن بابو بھی میرے دل میں خوب جگہ پا گئے۔ اس بوڑھے کے جسم میں جان ہے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ ظاہری طور پر جیسا مزاج اور کشادہ ان کا جسم ہے اس کا دل بھی اسی طرح وسیع اور بے پایاں ہے۔ پہلے دن سے انہوں نے میرے دل کو اسی طرف کھینچ لیا تھا۔ اس کی وہ باتیں مجھے آج تک نہیں بھولیں۔ مدتوں اسکے خیال رہ رہ کر ان کے دل میں بڑا درد رہتا ہے۔

مگر شادی کر دینے پر دکھوں کا خاتمہ ہو جائیگا یہ بھی تو نہیں۔ سہاگن ہو یا بیوہ اُبرے
طریقے کی شادی کس قدر خوفناک ہے اس کی نسبت تو عمر شادی شدہ رہنا کہیں بہتر ہے
۔ بلکہ بیوہ رہنا بھی نہایت مناسب ہے سرلا کی بھی تو شادی ہوئی تھی اگر کنواری رہتی
تو بھی آج اطمینان ہوتا اس وجہ سے کبھی کبھی خیال آتا ہے کہ یہ بیوہ ہو گی تو اُس کے لئے سراپ
میں بھی بر ہے ا۔

دیس میں آج کل بدھوا واہ پر خوب بحث مباحثے ہو رہے ہیں اور ہر جگہ ہی
تحریک نظر آ رہی ہے مگر دیکھتا ہوں کہ نئے خیالات اور نئی روشنی کے محرک لوگوں نے
فتح حاصل کی ہے تاہم بیواؤں کی شادی ابھی تک ظہور میں نہیں آئی اس کا سبب
خوف عملی کمزوری ہے سینکڑوں برس سے ہم جس آدرش کی نقل کرتے ہیں مشتاق ہو گئے
ہیں اب چند سالوں کی تحریک سے وہ مشق چھوڑنی بہت مشکل ہو گئی ہے تاہم وہ اس
وقت رزکا غلام بنا رہتا ہے کوشش کرتے بھی کامیاب نہیں ہوتا ہو تو اس کی بھی
یہی حالت ہے۔

ہر پن بابو کے ساتھ بھی انہیں یہی باتیں ہو رہی تھیں
بابو نے کہا۔ مُراری بابو! اس میں ایک اور بات بھی ہے جو بدھوا کے ہمدردوں میں
وہ بھی معراج ملنے کے دام میں پڑ کر اپنی اداریت کھو بیٹھے ہیں۔ دُنیاوی دلچسپیوں اور
ماں باپ کے اُلٹ اوا بات سے بیوا اپنی عزت کا پالن کر سکی۔ بہت اُو کہا درست
ہے میں کہتا ہوں جو اسی مرضی سے ماں باپ کا آدرش حوالے کر کے اور انسانی فرائض
کو درست سرلی میں منتقل کر سکیں وہ دیوی ہو سکتی ہیں۔ یہ تو ٹھیک بات ہے مگر
بہت سی بیوائیں۔ جو عمر سی میں بدقسمتی سے اپنا سہاگ کھو بیٹھتی ہیں وہ بھوک
بلاس کی خواہشات کو ترک نہیں کر سکتیں جب انہوں نے ابھی زندگی کی ملاس کی تمام
ح سے نہیں کی۔ اور شوہر کو کھو بیٹھیں انسانیت اور زندگی ملی میرا [illegible]
[illegible] سب لڑکیاں اپنے شوہر کی محبت سے محروم ہو گئیں ان کے باوجود [illegible] پر
[illegible] جیسے زبردست اور اہم [illegible] کا بار چھوڑنا غلطی ہیں [illegible] اپنی

کیا فائدہ ہوگا ہم بھیڑیوں کی حکومت سرکش اور منہ زور جذبات کی وجہ سے اُن کے ذہن نشین نہیں ہو سکتی اس کا انجام بھی ضرر رساں دیکھا جاتا ہے فائدہ کی بجائے نقصان ہوتا ہے سماج کے ماہر ہم جو بیشمار آوارہ مزاج اور حامل اعتراض عورتیں پڑی ہوئی ہیں اگر آپ اچھی طرح ان کی تحقیقات کریں گے تو اُن کی گراوٹ کے آثار زیادہ تر نفسانیت پر مبنی نہیں بلکہ شوہر کے مظالم یا موگی کی بکالت پر اُن کا انحصار ہے

اس کے سچ ہونے میں کسی قسم کا شک نہیں۔ بحث مباحثہ میں ہم اسے اُڑا دیتے ہیں مگر دل ہی دل میں اسے نامنظور نہیں کر سکتے میں چپ چاپ یہی سوچنے لگا۔

ہربنس بابو نے یہ کہہ کر اپنی بات ختم کی "آپ کو معلوم ہو کہ جو آورش کی مٹی ہوئی ہے وہ بہت زبردست ہوتی ہے۔ دنیان کی لافانیت اُسی کی جڑ ہے خیالی آورش میں۔ اور جو معمولی ہے اُسے تو آورش نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ اسی وقت آورش کہلا سکتا ہے جب اُس میں غیر معمولی بات ہو۔ ملند و بالا آورش ہمالہ کے گوری شنکر کی طرح ہے دُور سے دیکھنے میں بھلا معلوم ہوتا ہے۔ مگر جب اُس کے پاس جاؤ تو ایک معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے اور دُنیا کے ساڑھے تین حصّوں میں انسان جس وقت عوام کے گروہ میں ملتا ہے۔ اس وقت باقی کا نصف حصّہ غیر معمولی نظر آتا ہے۔ مگر اُسے ذبح کرنے سے تو کام نہیں چلتا۔

میں حیران رہ گیا اس نوعمر شخص کے خیالات کے عمق اور کشادہ دلی کی انتہا نہیں کسی عمدہ سمجھ پائی جاتی ہے جس سے بڑے بڑے مہاتما یا دھیانیوں کو بھی شرم آئیگی یہ تمام سچائی ہے مگر دور خیالات کو کھول کر بھی اُن کے ذہن میں نہیں آتے۔ وہ شاستر کے حصّہ اور مقصد کے دائرہ سے ایک قدم بھی آگے نہیں نکلنا چاہتے۔ بلکہ وس سے قدیم مشکریہ دار ڈرتے ہیں کہ دلائل کی مدد کے لئے بغیر صرف شاستروں سے علم کے موجب کبھی اسے مراتب کا فیصلہ نہیں کریں گے۔ اس سے دھرم پر تشدد لگتا ہے

— سٹرو لدہ مگر آپ شروع سے ہی ایک غلطی کے شکار ہو رہے ہیں اگر آپ اچھی طرح سوچ دیکھا کریں ہم لڑکی کی شادی کریں گے تو شاید وہ ایسے مرشد شوہر کے مظالم کا شکار ہو

"— پہلی بار جو نہیں کر سکا شاید اس مرتبہ بھی وہ نہیں کر سکوں گا اسی وجہ سے مجھے
خواہش ہونے پر بھی ستر ما کی شادی کرنے میں خوف دامنگیر ہو رہا ہے۔"

"— مرزا جی! آپ ایسا سوچ کرنے سے تو کام نہیں چلیگا آپ اسے ہر لحظ انجام دیکھئے! انسان
مستقبل کو سوچ کر کام کرتا ہے اُسے دیکھ کر نہیں — اگر مستقبل نظر آتا تو نظام کائنات
میں فرق آجاتا اگرچہ آپ کو مستقبل نظر نہیں آتا۔ مگر آپ اُس کا تصور کر کے سوچ تو سکتے
ہیں اب — بہرحال! میں تو مستقبل کے خیالی تصور سے ہی ڈر رہا ہوں اس سے جیسے میرے
ہاتھ پاؤں اندر ہی اندر پھول اُٹھتے ہیں اگر آج میری آنکھیں بند ہو جائیں۔ تو کل سُرما
کہاں جائے گی؟ وہ بدھو ہے دُنیا کو نہیں پہچانتی وہ بن تنہا اس وسیع کائنات میں ہے
اور عمر بھی تھوڑی ہے — دُنیا لالچ اور فریبوں سے بھری پڑی ہے مستقبل تاریک ہے!"

"— اس وجہ سے آپ اپنی لڑکی کو برہمچریہ برت کا پالن کرانا چاہتے ہیں؟"

"— یہ تو غیر ممکن ہے!"

"— پھر"

"— اگر مرضی کے مطابق لڑکا مل جائے تو پھر اُس کی شادی کر دینا چاہتا ہوں"

"— تو پھر اسی وقت سے لڑکے کی تلاش کیجئے!"

"— مگر کوئی اچھا لڑکا کہاں پاؤں گا؟"

"— اس کی تلاش تو ضروری ہے دیکھئے ہمارے موہن بابو اسی قسم کے لڑکے ہیں
آپ کی لڑکی سکھ سے رہیگی — یہ کہکر ہری نے ایکا ایک بات چیت بند کر دی رخصت
لے کر چلے گئے"

موہن جیسا لڑکا علم و فضل اور چال چلن میں ممتاز۔ ایسا لڑکا کہاں ہے؟ وہ صلاح بری
نہ جانے ہمیں۔ بیوہ سے شادی کرنگا؟ ہری اُسے جوڑتا ہے۔ یہ کتنی بڑی غیر ممکن بات ہے
شاید اُنہوں نے اس پر اچھی طرح غور نہیں کیا!"

مگر آپ زیادہ دیر کرنے سے تو کام نہیں چلیگا۔ دن دن وقت گذرتا جا رہا ہے لڑکی کا
کمرہ ہوتی جاتی ہے۔ اتنا خواب دیکھتے جا رہے ہیں۔ کب پیام اجل آجائے ایسے کون

جان سکتا ہے ؟ آج وقت ہے اگر آج نہ سمجھ سکا۔ تو کل شاید کف افسوس ملنا پڑے۔
اس صاف شفاف پھول کی مانند تقدس آب سُشما آج بھی وہ ہر طور دیوتاؤں کے چڑھاوے
قابل ہے مگر کل؟ آج جو دیوتا کے قابل ہے شاید کل وہ راکشس کا بھوگ بنے گی؟
"... آج وہ روشنی ہے۔ اور کل تاریکی ہوگی!
ہاں پھر ایک بات ہے! میں خود تو اسقدر سوچ رہا ہوں مگر کیا سشما
کی جانب سے بھی کچھ سوچا ہے؟ اُس کی توجہ کس طرف ہے؟ وہ کیا چاہتی ہے؟ ایک
عورت کے دیپی اور خیالی جذبے سے اُس کی تمام زندگی کو کیسے کھنڈر کر سکوں گا
کیا نہیں کر سکوں گا؟
پہلی شادی کے وقت اُس سے کسی بات کے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہوئی
تھی اُس وقت وہ بالکل کمسن تھی ۔۔۔ اسا تر کچھ نہیں سمجھ سکتی تھی مگر اس وقت وہ
لڑکی نہیں ہے نابالغ بھی نہیں اس وقت وہ اپنے آپ کو پہچان سکی ہے اچھے برے کو بھی
سمجھ گئی ہے عقل کی سمجھ آ گئی ہے۔ اس وقت سب کے روبرو اُس کی رائے لینا ایسی ضروری
ہے اگر وہ اُس سے انکار کر دے تو میں مجبور ہو کر اُس کو کیسے راضی کروں گا۔
میں وہ سوچ رہا تھا جس کا کنارہ نہیں جبھی اسی وقت پیچھے سے دو نرم و نازک
ہاتھ میرے گلے میں آ پڑے یہ کون؟ اور کوئی نہیں ۔۔۔ میری دل و جان سے عزیز سشما رانی تھی!
سشما نے نہایت پیار و محبت سے میرے سر پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ دیئے۔ اور بولی
ہاں ماموجی! اس طرح بیٹھے بیٹھے کیا سوچ رہے ہو ذرا بتاؤ تو سہی!"
میں نے دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ پکڑ کر اپنے پاس کھینچ لیا اور بولا بیٹی! کیا
بتا سوچ رہا ہوں کیا سنو گی؟"
سشما متعجب ہو کر اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے میری طرف دیکھتی رہی ۔۔۔ مجھے نہیں بھولی
ہے ری قسمت! یہ بڑی بڑی دونوں آنکھیں جن میں اتنک بچپن کی جھلک صاف
طور پر نظر آ رہی ہے!
اس سادہ لوح نظروں سے میری سشما کیا دنیا کی تاریکی کو دیکھ لیتی ہے؟ کیا یہ ممکن ہے؟

دُنیا کی خوشیوں کا جام ہے۔ جس نے آبِ حیات کی طرح نوش کیا ہے۔ اسے میں ناپاک ہو کر
کس طرح کہوں گا کہ وہ آبِ حیات نہیں — بلکہ زہر ہے! اُس کا جو گھونٹ پی چکے اسے بھی
کیوں تلخی میں ملا دوں گا؟

"ثمرا نے کہا۔ چپ چاپ کیوں ہو گئے؟ کیا سوچ رہے ہو ماموں جی! لاشعوری طور پر"
میری زبان سے فوراً نکل گیا۔ "بیٹی تمہاری بات ہی سوچ رہا تھا!"

ثمرا کے چہرے کا رنگ اس طرح بدل گیا کہ آنکھوں کی نور سے معدوم ہو گئی —
اُس کے دل میں مشعل کی جو بار بھی گہری ہوتی جا رہی تھی۔ جیسے اُسی کی جھلک سے اُس کا
منور اور روشن چہرہ سیاہ ہو گیا اور یک کر لڑکی رکتی بولی "میری — میری بات!"
— نہیں۔ نہیں — بیٹی اس کچھ نہیں سوچا تھا۔ کہکر میں فوراً وہاں سے بھاگ
آیا۔ ہائے کمبخت! یہ بات کیا منہ پھوڑ کر اس سے کہنے کی ہے!

چار

ہرسدرہ ٹنی کی باتیں

مُراری ماؤ جیسے ابا۔ بہرا اللہ بھی تھے۔ بس وہ صفت بھی تھے اور بچہ بھی مہیا دل
کی معقول پسندی اور بچوں کی سادہ لوحی! یہ دونوں خوبیاں اُن میں مدھم ہائے موجود تھیں
اور اُس کا دل، او وہ تو کبھار کی دنیا ماما سے پھر لوٹ پڑا تھا۔ اُس دن ایک معمولی بات سے میں نے
اُس کا یہ حد یہ دیکھ لیا تھا۔ اُن کے گھر جا کر میں بات چیت کرتا تھا۔ لکا یک میرے پیچھے سے کوئی
ایک جانور بول اٹھا۔ میں نے پیچھے کی جانب نظر ڈالی کہیں کوئی بھی نظر نہ آیا — میں نے پھر
پیچھے مڑ کر دیکھا مگر پھر بھی کچھ نظر نہ آیا۔ ذرا دیر بعد پھر وہی آواز سنائی دی۔ میں
نے پھر کر دیکھا — مگر کچھ بھی نہیں — مجھے متحیر دیکھ کر مُراری ماؤ نے کہا — آمر یہ کیا؟
کہا — "میں مانو الماری کے اندر ہے۔ میں ؟"
— "کمرے کے اندر سے کسی کی آواز آ رہی ہے؟"
— "وہ تیتّر کی آواز ہے!"

— "مگر کتا کہاں ہے۔ دکھائی تو نہیں دیتا!"

— "اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو آیئے ادھر سے دیکھئے"

کھونٹی سے ایک اوورکوٹ لٹکا ہوا تھا۔ اُس کی ایک جیب میں کُتّے کا بچّہ اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے تاک رہا تھا۔ جیب کی قید سے آزاد ہونے کے لئے وہ ہاتھ پاؤں مارتا ہوا چیخ رہا تھا۔ مگر کسی طرح بھی باہر نہ آسکتا تھا۔

— "کوٹ کی جیب میں کُتّے کا بچّہ۔ کیا بات ہے؟"

مُراری بابو نے ہنستے ہنستے اُسے جیب سے باہر نکالا۔ یہ دیسی کتے کا بچہ ہے ایک مہینے کا ہوگا۔ تمام جسم مٹی اور کیچڑ سے بھرا ہوا ہے۔

مُراری بابو نے بڑی پیار بھری نگاہوں سے اُس ننھی سی جان کی طرف دیکھ کر اس کے جسم پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا "کل شام کو گھر آرہا تھا۔ راستے میں دیکھا کہ ایک کتے کا بچہ بارش میں بھیگ رہا تھا۔ اُف! وہ اس قدر چلّا رہا تھا کہ رحمدل شخص کا کلیجہ پھٹتا تھا ——— اس لئے ———"

— "اس لئے آپ نے اُسے جیب میں رکھ کر اُس کی جان بچانے کی کوشش کی"

— "جی ہاں! میں نے سوچا کھلا پلا کر اسے تندرست بناؤں گا"

— "مُراری بابو! آپ بھی کیا ہیں۔ کیوں نہ کھلائیں پلائیں۔ کتا تو آخر کتا ہی رہے گا"

— "کیا آپ سمجھتے ہیں کہ بہت سے انسان کتّے سے بھی گئے گزرے ہیں۔ اگر اچھی طرح سے اس کی پرورش و پرداخت کی جائے تو انسان سے بھی زیادہ کام آسکتا ہے"

مُراری بابو کی بات ٹھیک ہے! احسان فراموش ہے انسان۔ خوف کرتا ہے مگر محسن کو کوئی نہیں چھوڑنا چاہتا یہی تو دنیا کا اصول ہے!

لڑکی کے معاملے میں مُراری بابو بہت پریشان رہتے تھے اور بے انتہا سوچ بچار کیا کرتے تھے۔ اُن کا کوئی ایسا رشتہ دار نہیں جو اُن کی عدم موجودگی میں سرپرستی قبول کرے۔ ٹھیک یا بتاتا تھا کہ سر کے سامنے ہی شادی کر دیں۔ موہن سے دل کو بیٹی قبول ہی ہے اور سے اس سمجھتا تھا۔ مگر اس کے دل میں اس طرح رحم کا گوارا سکتا ہے یہ خیال

مجھے خواب میں بھی نہیں تھا۔ بیچارہ یکبارگی غرق ہوگیا۔ تنہا، رنجور، مغموم و ملول رہتا تھا۔ پڑھنے
لکھنے میں قطعی توجہ نہیں۔ بات بات میں سرما کا نام لیتا تھا — محبت میں پڑ کر دراصل انسان
کی بھی یہی حالت ہو جاتی ہے۔ اس مرتبہ وہ امتحان دے کر بھی پاس ہوگا یہ مشکل تھا۔

مگر موہن نے اپنی توجہ کی باگ ڈور اسی طرف رکھی۔ سرما میرے سامنے نہیں نکلی تھی۔؟
موہن بھی حسن و جمال میں کچھ کم نہ تھا جب سرما کو دیکھ کر موہن از خود رفتہ ہوگیا تو موہن کو
دیکھ کر سرما بھی کیوں نہ بیخود ہو جائیگی یہ تو دلی کشش ہے دو نوعمر دل جب باہم رو برو ہو جائیں
تو میل ملاپ قدرتی ہے شکار ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی اور دام سے خود نہیں جائیگا
اگر ایسا ہو تو موہن کی خوش نصیبی میں کیا شبہ ہے!

اس دن موہن نے کئی بار یہی بات کہی۔ وہ کسی بدھ چونک اٹھا، ہونٹوں پر مسکراہٹ
نمودار ہوئی — مگر زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکلا۔

کچھ دیر بعد اس نے کہا "حیرت ہے تم بھی اب جوان ہوگئے اب شادی کی کوشش کرو"

— "بھائی! معاف کرو۔ مجھ سے شادی کا جھنجھٹ نہیں ہوگا"

— "کیوں؟"

— "اس سے میں ہوّا کی طرح خوف کھاتا ہوں"

— "سبب؟"

— "بہت سی کتابوں کے مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس جھگڑے سے
جہاں تک دور رہوں بہتر و مناسب ہے۔

— "پھر لوگ شادی کیوں کرتے ہیں؟"

— "شادی دراصل دلّی کا لڈو ہے جو کھائے وہ پچھتائے۔ نہ کھائے وہ بھی پچھتائے"

— "تمہاری یہ باتیں بالکل بے دلیل اور فضول ہیں"

— "درست! میں بھی پسند کرتا ہوں۔ سماج میں تم لوگ جسے "سچ" کہتے ہو۔ اس میں
کتنے ہی شرمناک روایات کا شمول رہتا ہے — لوگ جسے سب کی نسبت آسان سمجھتے ہیں
اگر وہ اس کی گندگی اور چھان بین کی جائے تو محض ڈھول کا پول نظر آتا ہے۔ اسی وجہ سے

میرا یہ حال ہے کہ دُنیا میں جھوٹ زیادہ تر سچ نہیں ہے۔ تمہاری نظروں میں جو جھوٹ ہے
میری نگاہ میں وُہی سچ ہے۔"

— "تو کیا تم شادی کرنا نہیں چاہتے؟"

— "نہیں! شادی کرکے میں اپنی آزادی کو ہاتھ سے کھونا نہیں چاہتا۔"

— "پھر تو تم بڑے خود غرض اور تنگ حال ہوا"

— "کیسے؟"

— "جو اکیلا رہنا چاہتا ہے وہ خود غرض نہیں تو اور کیا ہے؟"

— "بھائی! خود غرضی میں ایک بڑا زبردست فائدہ ہے۔ محض اسی کے ذریعے سے شخصی
[illegible] بچا سکے۔"

— "ان دنوں تمہاری حالت نہ معلوم کیسی ہوتی جاتی ہے۔ میری باتوں کے جواب میں
تم صرف فلسفہ سے کام لیتے ہو، جو میرے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔ صرف یہی نہیں —
بلکہ تکلیف دہ بھی ہے۔" —— یہ کہہ کر وہ ناراض ہو کر وہاں سے چلا گیا۔

کل جس وقت ثریا بانو کے گھر گیا اُس وقت دُور سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ دو
شخص ثریا بانو کے مکان کے سامنے چور کی طرح کھڑے ہیں۔ اُن کے پاس پہنچنے سے
پیشتر ہی وہ سایہ کی طرح شام کی تاریکی میں کہاں غائب ہو گئے۔ جب میں ان کو دیکھ
پھر مجھے کوئی شبہ نہ ہوا مگر دل ہی دل میں نہ معلوم ایسا ایک کھٹکا لگا رہا۔ شہر کا یہ حصہ
کتنا غیر آباد اور سنسان ہے کہ اگر کوئی خون بھی ہو جاتا تو کسی کو کانوں کان
خبر نہ ہوتی۔

دوسرے دن شام ہوتے ہی میں ثریا بانو کے مکان کی طرف گیا تو وہ اُس
گھر کے پاس ہی پاس کھڑے ہوئے۔ معلوم ہوتا تھا تعاقب کر رہے تھے۔

[illegible] وہ لوگ [illegible] جونہی میں آگے بڑھا تو [illegible] طرف دیکھتے
آگے بڑھے [illegible] ثریا بانو کے [illegible] دروازے [illegible]

یہ کون ؟ جو ہوں — ان کا ارادہ کچھ اچھا نہیں ضرور یہ لوگ کسی بُرے کام کیلئے
موقع تلاش کر رہے ہیں!

گلی کے اندر سے باہر نکل کر آہستہ آہستہ قدم جاتے اُن کے پیچھے جا کھڑا ہوا۔ اس کے
بعد موقع پا کر دونوں ہاتھوں سے اُن دونوں کا گلا دبا لیا

وہ چونک اُٹھے — میرے ہاتھ چھڑانے کے لئے خوب خوب زور آزمائی کرنے لگے
مگر میں نے اُنہیں اس زور سے دبایا کہ وہ کٹھ پتلی کی طرح کھڑے رہے!

گیس کی روشنی کی طرف واپس آ کر اُن دونوں کا چہرہ دیکھ کر سمجھ گیا۔ اُس دن
جو دو شخص مُراری بابو کے یہاں زبردستی گھس آئے تھے کہ وہی تھے۔

جس شخص کا چہرہ چوہوں کی طرح تھا اُس نے گڑگڑاتے ہوئے کہا "مہاشے چھوڑ
دیجئے۔ سخت تکلیف ہو رہی ہے!

میں نے خوب زور سے دھکا مار کر چھوڑ دیا — وہ لڑکھڑاتے ہوئے گر پڑا!

"تم لوگ بڑے بدمعاش ہو۔ کلکتہ جیسے شہر میں ناچ یہی کرنے آئے ہو جاؤ جہاں
سے آئے ہو وہیں چلے جاؤ۔ اگر پھر کبھی یہاں نظر آئے تو اسے آپ کی بدقسمتی سمجھنا!

وہ بغیر کوئی جواب دئے جیسے جلاتے وہاں سے چلے گئے!

دوسرے شخص سے مخاطب ہو کر اُس کا منہ کھڑا اپنے ہونٹ ہلا کر کہا "کہو تو
ابھی تمہیں کیا دوں، لاٹھی۔ گھونسہ۔ تھپڑ۔ ان سب میں سے تم کیا پسند کرتے ہو؟"

اُس نے لجاجت آمیز انداز سے کہا "مہربانی فرما کر مجھے بھی چھوڑ دیجئے!"

مُراری بابو کے منہ سے اُس زمیندار کی بات سنی تھی یہ بھیا یہ وہی ہو گا میں نے پوچھا
"تمہارا نام کیا ہے؟"

نام پوچھتے ہی اُس نے جھنجھلا کر کہا۔ نام کی کیا ضرورت ہے؟ چھوڑ دیجئے!"

گلا دبا کر میں نے کہا — "بغیر نام بتائے چھٹکارا نصیب ہو گا!"

آہستہ سے اُس نے کہا — "روپ چندر پال!"

— "روپ بابو! تمہیں کس قدر سزا دینے کی ضرورت ہے!" یہ کہہ کر میں مُراری بابو کو بلانے گیا

مُراری بابو کے باہر آنے پر میں نے دیکھا کہ سخت متحیر ہیں۔ بولے "یونس بابو!

— "ہاں! اب واقعی میں آ گئے ہیں!"

— "معاملہ کیا ہے؟"

— "بعد میں معلوم ہو گا۔ پہلے گاڑی پر سوار ہو جیے!"

— "آہا! انہیں تکلیف ہوتی ہو گی۔ ہرین بابو! چھوڑ دیجئے۔"

— "میں اس کی مرضی کے برخلاف بھی نوین کو گھر کے اندر لے گیا!"

— "سرمار سوئیں جانے کے سامنے ہی کھڑی تھی — مجھے دیکھ کر فوراً آگے دبک نکال کر جانے کی کوشش کرنے لگی — مگر میں نے کہا "ذرا مدد ہی ٹھاکرانی! جاؤ نہیں دعا کرو۔ وہ ذرا ٹھہرا ہو گا!"

مسز پاشا متحیر ہو کر کھڑی رہی

میں نے نوین کا گلا چھوڑ کر کہا "نوین جلدی جاؤ — اُن کے پاؤں پر ناک رگڑ کر پرنام کر کے کہو۔ ماں! میں تمہارا لڑکا ہوں۔ اب کبھی ایسا کام نہیں کروں گا۔ اتنا نہیں سکے۔ جاؤ — جاؤ سنتے ہو!"

نوین نے پھر بھی سُنی نہیں کی — سر جھکا کر کٹھ پتلی کی طرح کھڑا رہا۔

— "معلوم ہوتا ہے تمہارے پاپی منہ سے 'ماں' کا نام آسانی سے نہیں نکلے گا۔ دیکھو میرے ہاتھ میں لاٹھی — اس کی ایک چوٹ سے ہی تمہارا کام تمام ہو جائے گا —

یہ کہہ کر میں نے سوٹا اٹھایا۔

مُراری بابو نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا — "ہرین بابو! ایسا نہ کیجئے۔ چھوڑ دیجئے، چھوڑ دیجئے۔ مجھے بہت رحم آتا ہے!"

— "جو ماں کہنا نہیں جانتا، اُسے چھوڑ دوں۔ مُراری بابو! آپ کیا کہتے ہیں؟ نوین! بہتر ہے۔ ابھی جو کہتا ہوں کہو!"

اُس نے آہستہ آہستہ سامنے کی طرف دیکھ کر سر جھکایا۔

— "ناک رگڑو — پرنام کرو۔ کہو ماں! میں تمہارا لڑکا ہوں۔ اب کبھی ایسا کام

نہیں کروں گا!"

نوین نے گڑگڑاتے ہوئے پھر سے الفاظ دہرائے ۔

میں نے کہا "یہ نہیں ہو گا۔ اچھی طرح کہو"

وہ چلا چلا کر کہنے لگا "ہاں ہاں میں تمہارا لڑکا ہوں ایسا کام ——"

دیکھا۔ سر تا پا عضو عضو سے ہنسی کی لہریں رواں ہیں۔ اُس نے [illegible] گیا —— نوین کی بات ختم ہونے سے پیشتر ہی منہ میں کپڑا ٹھونس کر کسی طرح اپنی ہنسی روک کر وہ وہاں سے چلی گئی۔ اس کے بعد کمرے کے اندر سے سنائی دیا کہ وہ اپنی دبی ہوئی ہنسی ہنس رہی ہے ۔

نوین کا حسرتناک منہ دیکھ کر مُراری بابو آہستہ آہستہ اُس کے پاس گئے اور بجھے ہوئے لہجے میں ایک بار اُس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر بولے —— نوین بابو! کچھ اور خیال مت کیجئے گا"

نوین اب رو پڑا۔ دکھ درد سے بے بس ہو کر بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ آنسوؤں میں اُس کا سب [illegible] ہو گیا"

مجھے بھی اُس پر رحم آ گیا۔ مراری بابو [illegible] شریف شخص ہے۔ اس سے کہہ دے [illegible] بولا "بھائی معاف کر دو"

میں ان سے معافی مانگوں گا۔ شاید اُسے ابھی [illegible] کہ نوین نے پُر آب نگاہوں سے میری طرف دیکھا تھا۔ اور پھر کچھ کہے بغیر سر جھکا کر آہستہ آہستہ کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

اُس وقت میں نے مُراری بابو سے تمام ماجرا صاف صاف کہہ دیا تھا۔

"مراری بابو نے [illegible] نگاہوں سے میری طرف دیکھ کر کہا "آپ کے جسم میں اس قدر زہر ہے؟" —— اس کے بعد ہی [illegible] نوین کی جانب [illegible] مغموم ہو کر بولے "مگر اس قدر سخت سزا دینا آپ کے لئے واجب نہیں تھی [illegible] لڑکا ہے [illegible] کی حد ہو گئی!"

— تمہاری انو! اگر آج اُسے یوں ہی چھوڑ دیتے تو کل وہ بدلہ لینے کے لئے پھر آجاتا۔ مگر
جو ترقی کی گئی ہے اس سے وہ کچھ اور جرأت نہ کرسکیگا۔ خیر! اب یہ سب باتیں جانے
دیجئے بہت کچھ محنت کی ہے۔ اس لئے دروپدی ٹھاکرانی سے کہئے میری آقا کی صدا
کا معاوضہ ساتھ ساتھ ہی ادا کردیں میں اتنا مہاجن نہیں کہ سود کی خواہش کروں"

پانچ

سُریالی باتیں!

اماں! باؤ کو کیا ہوگیا یہ کتّے کا بچّہ کہاں سے لے آئے؟ وہ رات دن اُسی کے
ساتھ ساتھ ہی گھومتا پھرتا رہتا ہے۔ جب وہ کھانے بیٹھتے ہیں تو وہ کبھی دُور بیٹھا ہُوا
زبان لپلپاتا رہتا ہے جب وہ سونے جاتے ہیں تو وہ اُنہیں کے پاؤں کے پاس ہی
سکڑ سکڑا کر پڑا رہتا ہے۔ پیار و محبت کی وجہ سے اُس کا نام "ٹومی" پڑا!

اچھا باؤجی آج کل جب کبھی اس قدر سنجیدہ کیوں ہوجاتے ہیں؟ متفکر چہرہ بنا کر
بار بار میری طرف دیکھ کر گہری سانس کیوں لیتے ہیں؟ نہ معلوم رات دن کس فکر میں غرق
رہتے ہیں؟ وقت بے وقت مجھ سے کچھ کہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر دیکھتی ہوں کہ اُن
کے منہ سے بات نہیں نکلتی۔

یہ اور کچھ نہیں — میرے جیسے لوگوں کی بات سوچ سوچ کر اُن کو رنج ہوتا ہے
مگر وہ مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہیں؟ کیوں نہیں کہہ سکتے؟ وہ بات سُن کر کیا میرے دل کو
کوئی خاص تکلیف ہوگی؟ ایسی کیا بات ہے؟

اُس دن میں نے باؤجی کو مخاطب کرکے کہا۔ "ہاں باؤجی! تم کیا سوچتے رہتے ہو۔
مجھ سے کہنا ہوگا!!"

باؤجی کے چہرے کا رنگ فق ہوگیا پس و پیش کے ساتھ بولے۔ "کیوں بیٹی!
میں کچھ نہیں سوچتا!!"

میں باؤجی کے کندھے پر جھک کر بولی "نہیں باؤجی! تم مجھ سے چھپاتے ہو مگر

میں آج تمہیں کسی طرح بھی نہ چھوڑوں گی۔ تمہیں کہنا ہی ہوگا!"

باؤجی میرے چہرے کی طرف خاموشی سے دیکھتے رہے۔ ذرا دیر بعد میں نے دیکھا کہ اُن کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ رہی ہیں!"

"باؤجی! تم رو رہے ہو ― یہ کہکر میں نے جلدی سے اُن کے سینہ میں اپنا سر چھپا لیا۔ ایسا معلوم ہونے لگا۔ جیسے اُن کا دل رہ رہ کر کانپ رہا ہے۔

بہت دیر تک اُنہوں نے بھی کوئی بات نہیں کہی ― میں بھی چپ! اس کے بعد اُنہوں نے میرے سر پر دونوں ہاتھ رکھ کر آہستہ آہستہ کہا: "بیٹی سرلا! آج میں تم سے جو بات کہوں گا۔ اُسے ذرا سنجیدگی سے سُننا۔ جو دُکھی ہے وہ اُسا دُکھ درد جتنی دیر کے لئے بھول سکے۔ اُس کے لئے یہی اچھا ہے۔ عورتوں کے لئے جو سب سے بڑا دُکھ ہے تم اُسی کو برداشت کر رہی ہو۔ ایسی حالت میں تمہارے دُکھ کی یاد بار بار تازہ کرنا میرے لئے مناسب نہیں ― مگر کیا کروں اس کے بغیر کوئی تدبیر نہیں!"

باؤجی کسی قدر خاموش رہ کر پھر کہنے لگے "میری عمر ڈھل رہی ہے۔ جوانی اب کم نہیں ہوتی ― دُنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہونے کا وقت آگیا۔ میرا ایسا کوئی بھی عزیز و رشتہ دار نہیں ― جو تمہارا ہاتھ پکڑ سکے۔ اگر میں اس وقت چل بسوں۔ تو تم اس دُنیا میں اکیلی ہو جاؤ گی۔ تمہاری عمر ― اس پر طُرّہ یہ کہ تم عورت ذات ہو۔ اس حالت میں تجھے کچھ ایسا کرنا ہوگا جس سے میں بے فکری کے ساتھ مر سکوں!"

باؤجی پھر رک گئے ― میرے دل کا اندرونی حصّہ نہ معلوم کیسے دھڑکنے لگا!

"بیٹی سرلا! مگر ایک تدبیر کے سوا مجھے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ آج کل سماج میں "پُنرودواہ" ہو رہا ہے۔ پنڈتوں کی بھی یہی رائے ہے۔ تمہاری بھی شادی کئے بغیر مجھے اور کوئی تدبیر نظر نہیں آتی۔ اس معاملہ میں تمہاری کیا رائے ہے؟ میں وہی جاننا چاہتا ہوں۔ بغیر تمہاری رائے لئے ہوئے میں کچھ نہیں کرنا چاہتا۔ ― کچھ بھی نہ کر سکوں گا ― اچھی طرح سوچ سمجھ کر مجھے اپنی رائے بتا دو۔ بیٹی! مجھ

سے ڈر ابھی نہ سرمایا۔ کیونکہ ابھی یہ تمہاری ہر ایک بات کا دارومدار ہے!"

۔۔۔ یہ بات کہہ کر باپو جی آہستہ آہستہ وہاں سے اُٹھ کر باہر چلے گئے!

باپو جی کی آج کی باتوں نے جیسے مجھے اتھاہ چوٹ کی طرح بیہوش کر دیا! اپنی ذہنیوں سے خالی زندگی کی تکالیف اگرچہ اتنی نہیں بھولی۔ تاہم اپنی از سرِ نو شادی کی بات تو میں نے بھول کر بھی کبھی نہیں سوچی ۔۔۔ اس غیر ممکن بات کے امکان کا خیال تو کبھی خواب میں بھی نہیں آیا۔ یہ ۔۔۔ ہو ۔۔۔ لو ۔۔۔ وہ امری اور ڈولی آتما جیسے چونک اُٹھی! ایک شادی کا پھل تو بھوگ رہی ہوں۔ اس پر شادی! ۔۔

دوبارہ اسے مرسے اس عورت کے دل کے اندر بیٹھ نہ معلوم کون جیسے کہنے لگا ۔۔۔ یہ ظلم ہے۔ ظلم! ظلم!! سر سے ظلم!!!

سوامی کی تصویر یاد آگئی۔ اس چہرے میں شکوہ کی ادا ذرا بھی نہیں جھلکتی تھی درد تھا کچھ بھی نہ تھی۔ مگر تاہم ۔۔۔ تاہم ۔۔۔ وہ تو میرے شوہر تھے۔

باپو جی نے یہ کیا کہا! دیس میں جب عورت کا دوبارہ بیاہ ہو جاتا ہے ۔۔۔ مگر کیا یہ ہو سکتا ہے؟ ایک پھول کیا دو دو دیوتاؤں کو چڑھایا جا سکتا ہے؟

ہائے بھگوان! تمہاری مردوں کی دنیا میں کیا عورت بالکل بے بس ہے! مرد کے لیے ہی دنیا میں سلطنت کریں؟ آسکتی؟ اور اکیلی عورت اگر اپنے کو بس میں اپنے آپ کو کھو دے۔ تو کیا اس پر بھی وہ باہر نکلا ہوا ہیں۔ اپنی رکشا نہ کر سکے گی؟ اس کی حفاظت کے لیے جب تک مرد نہ ہو۔ کام نہ چلے گا۔

صرف اپنے آپ کو بچانے کے لیے پھر شادی ۔۔۔ اپنے آپ اور دل کو پھر غلام بنانا پڑے گا۔ مگر پھر جو آئیں گے وہ بھی اگر میرے کشٹ نہ ہوں۔ ایک ستیا ہو سکیں۔ تو ان کے ہاتھ سے مجھے کون رہائی دلائے گا؟

بھگوان! دنیا میں عورت کی مانند کمزور ہستی کی پیدائش تم نے کیوں کی؟ کیوں؟

بستر پر پڑے پڑے منہ چھپائے میں رونے لگی!

بہت دیر بعد منہ اُٹھا کر آنکھوں کے آنسو پونچھتے ہوئے میں نے دیکھا — دروازے کے پاس چپ چاپ کھڑے ہوئے موہن بابو میری طرف تحیر آمیز نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں! کیسے شرم کی بات! جلدی جلدی الگ ہٹ کر بیٹھ گئی۔ موہن بابو جیسے چپ چاپ آئے تھے اسی طرح چلے گئے!

وہاں انہوں نے کیا خیال کیا ہوگا؟ اور بھی کچھ دیر تک بیٹھے بیٹھے طرح طرح کی باتیں سوچنے لگی۔ سوچتے سوچتے سر میں نہ معلوم کیسا درد ہونے لگا۔ بستر چھوڑ کر دروازے کے پاس جا کھڑی ہوئی۔ باغیچے کی طرف دیکھتے ہی موہن بابو پر نظر پڑی۔ انہوں نے مجھے نہیں دیکھا۔ سر جھکا کر وہ گھاس پر چہل قدمی کر رہے تھے۔

ایک درخت کی شاخ میں جا بجا پھول کھلے ہوئے تھے۔ موہن بابو اس کے پاس پہنچ کر یکایک چونک کر کھڑے ہو گئے۔ ان میں سے ہو کر انہوں نے ایک پھول توڑ لیا۔ اس کی ایک ایک پنکھڑی انگلی کے اشارہ سے بکھر گئی۔ تھوڑی دیر تک وہ اسی طرح چہل قدمی کرنے لگے۔ پھر وہ ایک بیٹھ گئے۔

نہ جانے کیوں آج صبح سے میرے سر کا درد کسی قدر کم ہوا۔ گھر کا کام کاج ختم کرنے کی غرض سے میں وہاں سے چلی آئی!

تمام دن بابو جی کی باتوں کی یاد آ آ کر دل میں ایک ہلچل سی پیدا ہونے لگی۔ شادی — پھر شادی! کیوں نہیں جاتی — تعجب! شادی کی بات آتے ہی موہن بابو کا سوال آ جاتا! ان دونوں میں کیسا تعلق؟ یہ خیال میرے لئے عذاب جان ہو گیا۔ بار بار دل کو روک کر سمجھانے کی کوشش کرنے لگی کہ یہ غیر ممکن — میری شادی غیر ممکن! مگر دل کو جس قدر سمجھاتی تھی اسی قدر آنکھوں کے سامنے موہن بابو کی شکل آ جاتی تھی۔ کیوں ایسا ہوتا تھا؟ یہ مجھے کون بتاتا؟

شام کے وقت دل اور جسم دونوں نہ معلوم کیسے مضمحل ہو گئے — جیسے بدن میں آگ لگ گئی۔ یکایک بابو جی نے میرے سر پہ ہاتھ رکھ کر تشفی آمیز لہجہ میں کہا "سرلا! یہ کیا؟ تو نے تو مجھ سے کچھ نہیں کہا۔ بڑے تعجب کی بات ہے۔ سخت بخار ہے۔ تیرا تمام جسم جلا جا رہا ہے۔"

٦
چھ

موہن کی باتیں

میں نے دیکھا ہریش ایسی ہی بات پر اڑا ہوا ہے ہر چند سمجھایا بجھایا۔ مگر وہ کسی طرح نہ مانا مجھے برا معلوم ہوا۔ اس لئے چلا آیا۔

اس کے بعد جب دوسرے دن ہریش سے ملاقات ہوئی تو اس نے خود ہی ایسا ذکر چھیڑا۔ اور کہا "کل تم ناراض ہو کر کیوں چلے گئے؟"

میں نے کہا "کسی لڑکی کی وجہ سے تمہارے جسم کے ساتھ ساتھ دل بھی پتھر کی طرح سخت ہو گیا ہے ورنہ ---"

میری بات کاٹ کر اس نے کہا "موہن! مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ تم نے نہیں سنا چلے آئے اصل بات کیا ہے جانتے ہو میں نے اپنے دل میں بیوی کی نسبت جو معیار قائم کیا ہے ہندو سماج میں وہ بات حاصل ہونی مشکل ہے۔ اسی لئے میں شادی کرنا نہیں چاہتا"

"ہریش! نہیں سمجھانا بہت مشکل ہے۔ کل بھی تم نے نہ معلوم کیا کیا باتیں کی تھیں آج پھر ویسی ہی باتیں کر رہے ہو"

"موہن! دراصل میں گری کا پجاری نہیں ہوں تعلیم یافتہ شخص کے ساتھ غیر تعلیم یافتہ عورت کی شادی کر دینا گویا اس کی گردن پر چھری پھیرنا ہے اسی وجہ سے میں شادی کے برخلاف ہوں"۔

— لیکن اگر ہندو سماج میں خوب اچھی طرح تلاش کی جائے تو تمہاری طبیعت کے موافق کسی دوسری قوم کی بیوی مل سکتی ہے

— میں تو خود ہی کہتا ہوں کہ یہ بہت مشکل ہے ہماری سماج میں جو دو چار شخص لڑکیوں کو لکھنا پڑھنا سکھانا چاہتے ہیں وہ بھی تعلیم کا اصلی مقصد نہیں سمجھتے کسی طرح قاعدہ ختم کرا کے عورتوں کو کتاب پڑھا دینا تو لکھنا پڑھنا نہیں ایسی تھوڑی

سی تعلیم تو جہالت سے بھی بدتر ہے۔"

— میرا تو خیال ہے کہ ہمارے دیس کی عورتوں میں جہالت کی جڑ صرف عورتوں کی آزادی کی کمی ہے۔ دیکھو جن تمام ملکوں میں عورتوں کے چہرے پر برقع پڑا ہوا نہیں ہے ان ملکوں کی عورتیں گرہستی کے کام کاج ساتھ ساتھ ہی بہت عقلمند اور گانے بجانے میں بہت ہوشیار ہوتی ہیں۔ گھر باہر غرض ہر جگہ وہ یکساں رہتی ہیں۔ ملنے جلنے میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہوتی بلکہ بحرستی خاطر ملتی جلتی رہتی ہیں۔ اسی لئے اُن سب کو مجبور ہو کر اس آزادی کے مطابق اپنی زندگی بنانی پڑتی ہے۔

ہریش کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد سیٹھ جی نے کہا ... یکایک لالہ ... بیچ میں بات کاٹ کر بول اٹھا "ہمارے دیس میں آزادی نہیں ہے اُس کا اصلی سبب یہ ہے کہ عورتوں کی آزادی کے معنی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ عورتوں کی تقدیس ضائع کرنا ہے۔ ہم لوگوں کا مستحکم خیال ہے کہ گھر سے باہر عورتیں آکر گھونگھٹ اٹھا دیں۔ غیر مردوں سے گفتگو کریں تو اُن کا پاک چال چلن بگڑنے لگ جائے گا ... اس طرح ... نہیں دیکھ سکتا غیر مردوں کے سامنے بھی جو جاتی ہیں ظلم ہے۔ شوہر نے اگر ... کچھ کیا تو بھی اُن کے منہ سے بات نہیں نکلی — ہمیں یقین ہے کہ اوّل نمبر کی ستی دیوی ہیں۔ اس لئے جن کو ہم ستی سمجھ کر پرستش کرتے ہیں وہی ستیا ساوتری دمینتی دروپدی وغیرہ عورتیں بے پردگی سے باہر آئیں، غیر مردوں سے گفتگو کرنے میں ذرا بھی پس و پیش نہیں کرتیں ... اشخاص کا منہ بند کر دیتے تھے ہم لوگ جب سے شہرۂ آفاق پاکدامن ستی عورتوں کی تعریف کرنا چاہتے ہیں مگر ہماری عورتیں کیا ویسی ہی پاکدامن بننے کا موقع پاتی ہیں؟ پھر اس میں مردوں کی ایک اور بات ہے کہ یہ سب جھوٹے ... شاستروں کا ... لمبی لمبی ... عمر ... بانگ ... کر ... آنکھ کے ... دنوں تک ان بیکاروں کے گروہ کو ... دنوں تک ہماری ماں بہنیں ... لڑکیاں ... سمجھیں گے ...

کی خدمت کے لئے ہے"

"دوست میں ایلی کے درخت کے نیچے کھڑے ہوکر انگور کی اُمید کر رہا ہوں بالکل بے سود ہے
اگر تم ایسی پسند کی عورت جیسا کہ تم ابھی کہہ چکے ہو تلاش کرو گے تو یقیناً تمہیں تمام عمر کنوارا
رہنا پڑیگا" مگر ہیرین نے میری بات پر توجہ نہیں دی پُرجوش لہجہ میں کہا "ہمارے گیان
کی ادھشٹاتری دیوی جسے سرسوتی ماتا کہا جاتا ہے وہ عورت ہی تھی اس لئے اسی عورت
ذات میں جنم لے کر ہماری لڑکیاں اگر اچھی طرح پڑھ لکھ کر ناچ اور گانا بجانا سیکھیں۔ تو
اس سے صرف یہ ہمارا ہی ناپاک نہیں ہو جائیگی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ہی گرہستی
کے کام کاج بھی چھوڑ دیں گی۔ شوہر کی رائے میں یہ جلیبی طور واطوار بگڑ جائینگے۔ آخر
کسی عقل دلیل ہے۔ اس لئے اگر شادی کرنا ہو تو آنکھ رکھتے ہوئے بھی اندھے
زبان رہتے بھی گونگے جان رہتے ہوئے بھی مُردہ بننا پڑے گا بہو گھر میں لاؤ۔ قسم
لے کر کہتا ہوں کہ جو اپنے آپ کو نغز ستی ثابت کئے ہوئے ہیں لیکن ہستی کے حقوق
میں بڑی عقیدت اور کسی سے کم نہیں ہے ــــ مگر میں زبانی جمع خرچ کرنے والی عورتوں
سے دُور رہنا چاہتا ہوں"

ہیرین کی جتنی باتیں تھیں وہ سب جیسے میرے ہی دلی خیالات تھے۔ تاہم میں نے
اُسے چڑھانے کے لئے کہا ستی عورت کو محض زبانی جمع خرچ کرنے والا کہتے ہو اور دیا
دوست! تمہاری زبان ابھی کٹ کر گر پڑے گی

ہیرین نے اپنے فولادی ہاتھوں سے میرے دونوں شانے پکڑ کر کہا جب تک میری
زبان کٹ کر گر نہ پڑے گی میں یہی بات کہتا رہوں گا موہن! کیا تم نہیں جانتے کہ عصر
تعلیم یافتہ عورتیں جو کرتی ہیں۔ وہ صرف اندھا دُھند وشواس کے رو سے کرتی ہیں؟
اگر کسی طرح ان کا اس اندھا دُھند وشواس کی جڑ کاٹ دی جائے تو دیکھو اس کا اثر
کس قدر خوشگوار اور پائدار ہوتا ہے مگر جو عورتیں کہ بیرونی دُنیا سے ہی ربط ضبط رکھتی
ان کی عقل و تمیز میں کسقدر غیر معمولی ترقی ہوتی ہے ـــ یہ میری اندھا دُھند وشواس
میں کبھی نہیں ہوں اسی وجہ سے آزاد رہتے ہیں عورت کی بات قائل ہو کر وہ کشش نہیں

جسے بیٹے بگڑنے کا خوف زیادہ ہے۔ اسی وجہ سے ان کی عصمت و عفت کو میں نے مصنوعی
اور زبانی جمع خرچ بنایا۔ ممکن ہے میں غلطی پر ہوں — مگر میری یہی رائے ہے!"

میں نے اسی طرح مضحکہ خیز لہجہ میں کہا "ہرن! کیا تم ابھی جسمانی طاقت کے زور
سے اس عجیب و غریب رائے سے مجھے متفق کرنا چاہتے ہو؟"

میرے منہ کے سامنے دونوں ہاتھ کی مٹھی باندھ کر ہرن نے گھونسہ چڑھا کر کہا "آہ
موہن اگر ایسا کر سکتا تو تمہیں کیا دکھا دیتا!"

بحث مباحثہ کے وقت ہرن کو برانگیختہ کرنے سے اس کی باتوں کے ساتھ ساتھ
ہی لات گھونسوں کا بھی حال تھا۔ اسی لئے جو بات کہی جاتی ہے بہت سوچ سمجھ کر اور
ایک خاص انداز سے۔ ان تمام باتوں کو مدنظر رکھ کر میں نے کہا "ہرن! ہوا سے لڑنا بے سود
ہے۔ لو ایک سگریٹ پیو اور مطمئن ہو جاؤ!"

ہرن کچھ دیر تک چپ چاپ بیٹھا ہوا سگریٹ پیتا رہا اور جلدی جلدی کش کھینچ
کھینچ کر اس نے تمام سگریٹ جلا ڈالا اس کے بعد پوچھا "موہن! مراری بابو کا کیا حال
ہے؟"

— "وہ اچھا ہے!"

— "دیکھو موہن! اسرا کی شادی تمہارے ساتھ ہو جائے ایسی تدبیر کرو اس میں
تساہل یا کسی عجلت سے کام نہ لو! اسرا حسین ہے وہ تمہاری ہے، اور ایسی لڑکی ملنا
بڑی خوش قسمتی ہے۔ سمجھے؟"

— یہ کہہ کر ہرن میرے جواب کا انتظار کئے بغیر کمرے سے باہر چلا گیا۔

* * * *

آج صبح مراری بابو کے گھر میں جا کر کیا دیکھا!
[illegible] پڑی ہوئی [illegible] سے رو رہی تھی!
پہلے اس نے مجھے جہاں دیکھا میں نے بھی یہ مناسب سمجھا کہ اس کے دامنے سے
[illegible] دیکھ کر [illegible] معلوم کیا ہو گیا

اُسوقت وہاں سے نہ آسکا۔ اُس نے مجھے دیکھ لیا دیکھتے ہی وہ سنبھل کر اُٹھ بیٹھی۔ میں بھی وہاں نہ ٹھہرا۔

سرماکنوں روتی ہے؟ جس دن سے اُسے دیکھا ہے ہمیشہ خنداں پیشانی اور شگفتہ مزاج دیکھا۔ اس طرح مغموم ملول اور آبدیدہ کبھی نہیں دیکھا اُسے اس حالت میں دیکھ کر میری ہمدردی اُس کے ساتھ بہت بڑھ گئی۔ مُرادی بابو مجھے اپنے بچے کی طرح پیار کرنے لگے ۔۔۔ وہ بھی میرے سامنے برابر نکلتی تھی۔ کسی قسم کا پردہ نہیں کرتی تھی۔ میرا گانا سننے کے لئے باربار اصرار کرتی تھی۔ مگر اُس کے دل میں دکھ کی آگ اس طرح شعلہ زن ہے۔ وہ دلی درد کو بیرونی ہنسی اور مسکراہٹ سے چھپائے ہوئے ہے۔ یہ میں نہیں سمجھ سکا۔

ہائے!! اس بنگال دیس میں گھر گھر بدھوا لڑکیاں ہیں شاید ان سب کو اس غم کی آگ میں جل جل کر خاک ہونا پڑتا ہوگا۔ اُن کے دل آگ سے تپی ہوئی کڑاہی کی طرح ہو رہے ہیں۔ مرد آزاد ہیں۔ اسی وجہ سے اپنی بدقسمتی سے وہ آوازِ بلند سماج کو بُرا بھلا کہہ سکتے ہیں اور اپنے دُکھ درد کو بھی کسی نہ کسی طرح بھلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر ہمارے سماج میں عورتیں اس سے محروم ہیں۔ اسی وجہ سے ستم دیکھ کر بھی اُن کے منہ سے کوئی بات نہیں نکلتی ۔۔۔ اپنی بدقسمتی کے دباؤ سے وہ خود ہی جھکی پڑتی ہیں وہ دل کا دُکھ دل ہی میں دبا رکھتی ہیں۔ اسی وجہ سے تو سمجھ میں آتا ہے کہ ایسے سماج میں صرف اس قسم کے روشن خیال مردوں سے ہی کام نہیں چلیگا ۔۔۔ اُس کے ساتھ سرکش عورتوں کو بھی بہت بڑی ضرورت ہے جو بے انصافی کے خلاف اور مردوں کی آزاد چال چلن کے متعلق جنگ کر سکیں!

رات کے وقت میں گھر میں بیٹھے ہوئے طاؤس بجا رہا تھا میں اُسی وقت پھر ستار، مغموم چہرہ لئے مُرادی بابو آ گئے۔

اُس وقت دیکھ کر میں نے طاؤس رکھ دیا۔

مُرادی بابو نے اپنے ہاتھ پر ایک لڑکی کے [illegible]

"مصیبت! کیا ہوا؟"

"سرا کو روز کا بخار ہے!"

میں دوڑا دوڑا کہ مراری بانو کے ساتھ ساتھ اُن کے گھر آیا

سر سے پاؤں تک اوڑھے ہوئے سرا پڑی ہوئی تھی۔ مراری بانو جھلا کر سرا کے

سرہانے جا کھڑے ہوئے۔"

سرا کے سرہانے بیٹھ کر میں نے کہا "ذرا آپ منہ تو کھولیے"

میری آواز سنتے ہی اس شدید بخار میں بھی سرا چونک اٹھی [illegible]

سرا نے کچھ نہیں کہا۔ منہ بھی نہیں کھولا۔ سادہ سرم ہے!

"اچھا منہ مت کھولو۔ ذرا ہاتھ تو باہر نکالو"

سرا کے جسم کی چادر میں حرکت ہوئی۔ خیال آیا ہاتھ کا باہر نکالنا تو دور رہا۔

جیسے وہ اپنے دونوں ہاتھ اور بھی سینے کے پاس لے آئی ہے۔

"مراری بانو نے کہا "سرا بیٹی [illegible] ہاتھ دکھا دو"

[illegible] آہستہ آہستہ [illegible]

[illegible] وہ ہاتھ چھپائے ہی [illegible] کیوں؟ [illegible] معلوم [illegible]

[illegible] ہاتھ بھی [illegible] سرکا [illegible] شرم [illegible]

[illegible] گھر جا کر [illegible] ایک دوست [illegible]

ڈاکٹر [illegible] ٹیلیفون کیا

ڈاکٹر نے سرا کو دیکھا۔ [illegible] ہاتھ [illegible]

ڈاکٹر کے سامنے سرا نے کیسی شرم سے کام [illegible]

[illegible] ہاتھ دکھانے اس قدر شرم کیوں!

ڈاکٹر نے غلط تشخیص کی۔ سرا کی بیماری [illegible] بڑھتی گئی

مراری بانو بچوں کی طرح گھبرا اُٹھے۔ [illegible] رات بات میں [illegible]

[illegible] کوئی [illegible] [illegible]

ملتا تھا۔ وہ مُراری بابو کو جیسے سمجھتا تھا وہ اُسی طرح اور گھبرا گئے تھے۔ اُس دن وہ
رو رہے تھے بولے ہرین بابو! آپ نہیں جانتے میری بیکس لڑکی ہے اُسی کو دُکھ
کر دیا تھا یہ کیا ہو گیا؟ اتنے دنوں سے [illegible] معلوم ہوتا ہے اُسی رنج و
غم سے بیچاری کو بخار آ گیا ہے [illegible] بات کیوں کہی؟"

ہرین نے بھی چپ لگا دی۔ میری طرف دیکھا میرا دل دھڑک اُٹھا مُراری
بابو نے شادی کی بات چھیڑتے ہی رما کو بخار آ گیا تو کیا میرا دوسری شادی کے [illegible]
[illegible]!

رما ایک دن سے بخار میں بے ہوش ہو گئی [illegible] بھی [illegible]
اور بخار بھی بڑھتا جا رہا ہے

میں آج [illegible] دل سے [illegible] سو سکا۔ [illegible] رات مریض کے پاس بیٹھا رہا
کہا مُراری بابو نے [illegible] کا کام [illegible] مریض کی تیمارداری دوا دارو
یہ سب [illegible] بھی کرنا پڑتا تھا [illegible]
[illegible] میری نگاہ [illegible]

بہت رات گئے ہیں اور مُراری بابو دونوں مریض کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے
سٹول پر لیمپ جل رہا تھا مریضہ کی سانس آج [illegible] کی حالت بگڑ
رہی تھی۔

میں نے کہا مُراری بابو! آج ذرا آپ سو رہیے
— "نہیں! یہ کبھی ہو سکتا ہے [illegible] اور تم جاتے رہو۔ اس
[illegible] کہ تم سو رہو"

"اچھا میں [illegible]
[illegible]
[illegible]

کرن نے وہیں جانا شروع کر دیا۔ جو کیا ہے تمام مرا سارا کام اتنا نہ کرتا
محنت، کوشش، غرض کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا۔ اُمّ سے
مجھے اپنی زنجیر ہمیشہ ایک بار پکڑ لیا ہے۔

ہماری ماں تو یہاں بات کہ سرمایہ کی کون ہے۔ میری ان کوششوں میں آنکھیں
صرف ایک پکار کی جھلک ڈالی۔ مگر کیا صرف یہ پکار کی حالت میں اس قدر کر سکتا تھا
یہ بات تو نہیں۔ سرمایہ کے ساتھ تو میری زندگی کا سب سے [illegible] ہے
جو کر رہا ہوں۔ یہ میری دلی کوشش کر رہی ہے۔

مگر یہ تمام دلی خیالات اس قابل تو نہیں کہ ان کا اظہار کیا جائے۔ لکھا۔ وقت
کے پردہ سے ان کو ڈھانپ دینا تھا۔ اسی وجہ سے مرا ان اوس کے سوال کے جواب
میں یہی کہا۔ "وہ آپ یہ سب کیوں دیکھتے ہیں۔ انسان اسی لئے تو آیا ہے کہ
وہ دوسروں کے لئے وقت اس کام آئے جائے۔ اس وقت آپ سو رہے تھے"
کچھ دیر کا سپید پیش کرتے کے بعد مرا ان کی ماں اچھی [illegible] اُٹھی کر کے
میں لیٹ رہتے۔

میں چراغ کے سامنے بیٹھا ایک کتاب پڑھنے لگا
کچھ دیر بعد تکیہ میں ایک کھٹکا ہوا میں نے اٹھا کر دیکھا۔ سرہانے کی طرف سے [illegible]
میں اُسی کی طرف دیکھتا رہا۔ بیگم کے ایک اُس سے [illegible] اور کہا "ذرا پانی"
پانی کا گلاس اُس کے ہاتھ میں دیا۔ اُس نے پانی پی کر [illegible]
کہا۔ "تم جاگتے ہو اس وقت کیسے ہو؟"

روشنی میرے سامنے تھی اور وہ سرہانے پانی پیتے ہوئے مجھے دیکھ رہی تھی
تھا مگر اس وقت اس کی آواز میں ایک جھجک سی تھی۔ آنکھیں کھول کر اس نے
مجھے میری طرف خاموش [illegible] تاکتی رہی۔ اس کی آنکھ [illegible] کو دیکھ کر
ایسی نگاہ کبھی نہیں دیکھی تھی۔

"[illegible] ... [illegible]"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

دل ہی دل میں [illegible] پھر پوچھا [illegible] کو [illegible]؟"

[illegible]

[illegible] کہیں [illegible] [illegible] نکھا [illegible]

[illegible] کا [illegible] ہوتا!

کچھ دیر اسی طرح خاموش رہنے کے بعد [illegible] کیا [illegible] کر [illegible]

اٹھو! آپ اتنی رات گئے کیوں جاگ رہے ہیں؟"

کیا کہوں کہ کیوں جاگ رہا ہوں؟ [illegible] آپ [illegible]

میں نے [illegible] کسی طرح کہا "اس کی گہرائی و عملداری کے لئے ہمیشہ ایک شخص کا

جاگنا ضروری ہے"

[illegible] کر [illegible] کیا [illegible] کوئی ضرورت نہیں!"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سات

سرا کی باتیں!

شدت کا بستر پر جس وقت بیہوش تھی اس وقت خواب کی طرح دل میں خیالات آتے [illegible]
معلوم کون میرے بستر کے پاس کھڑا تھا ہے، اور کون درد سہلا رہا ہوں ۔ میرے چہرے پر
پلک نہ جھپکنے والی نگاہیں [illegible] لگائے ہوئے ہے اس کا [illegible] نظر آتا اور [illegible]
معلوم ہوتا تھا ۔ تاہم بچانے کی کوشش نہ کرنے پر بھی جیسے پہچان سکی [illegible]
کی اوٹ میں چھپ گیا!!

جس دن پہلے پہل ہوش آیا، اس دن میرے بستر کے پاس [illegible]
میرا تمام جسم کانپ اٹھا ۔ [illegible] جیسے سر کو لپیٹا ہوا [illegible]
[illegible] ہوش آیا [illegible] جسم کا لباس [illegible]
[illegible] اور کیا کہوں [illegible]
آدمی تھے، میرے بستر کے پاس ایک شخص کو بٹھا دیا [illegible] ان کی [illegible]
[illegible] کا پردہ [illegible] آ گیا تھا"

[illegible] آیا ہوں [illegible] پیچھے کرتے [illegible] کہا کر [illegible]
وہاں سے [illegible] دیکھ کر [illegible]
[illegible] پھر چھوڑ گیا۔

[illegible] آنکھ کھل گئی [illegible] جاگ رہی ہوں [illegible]
میرے پاس آکر [illegible] آ گئی ہو؟"

"ابھی ہوش آیا"

"اُف [illegible] وہاں آ گئی۔ مجھے ہوش میں دیکھ کر [illegible]
چہرہ [illegible] کس طرح [illegible] اس کا [illegible]"

— "ہاں باؤجی! کیا موہنی کی بیماری نے کچھ خطرناک صورت اختیار کر لی تھی؟"

— "اُف اللہ، وہ مانتے نہ پوچھو۔ جسم اور دماغ میں کھنچاؤ سا پیدا ہو رہا تھا۔ خون بھی سے موہن بابو نہ ہوتے تو میرے خاطر ہونے کی مجھے کوئی بھی امید نہ تھی!"

— "موہن بابو؟"

— "خالہ جی! اِن کئی دنوں کی تیمارداری میں [illegible] انہوں نے اپنا خون پانی ایک کر دیا۔ [illegible] اب جانے موہن بابو کہاں گئے؟ شاید گئے۔ اُن کا [illegible] اتنا اثر [illegible] کی وجہ سے ان پر پڑ گیا ہے۔ بیچارے میرا سرہانے بیٹھے [illegible] بھی زیادہ اُنہیں ناقرار رہتے۔ اسی وجہ سے کل ڈاکٹر نے کہا تھا کہ اگر وہ موہن بابو نہ ہوتے تو مریض بہت خطرناک ہو جاتا۔ آیا! موہن کیسا اچھا لڑکا ہے!"

سوچا تھا باؤجی پر خوب ناراض ہونگی، بڑا بھلا کہونگی مگر اُن کی باتیں سُن کر میرے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکلا۔ بلکہ دل ہی دل میں سخت افسوس معلوم ہونے لگا۔

باؤجی میرے سر پر ہاتھ پھیر کر کہنے لگے۔ "[illegible] کی طرح اگر کوئی بیٹا ہو تو آج تمہیں [illegible]" — کہتے کہتے وہ یکایک میری طرف دیکھنے لگے!

آج تمام دن موہن بابو ہمارے گھر نہیں آئے۔

شام کے وقت باؤجی نے کہا۔ "تعجب ہے! موہن آج ایک بار بھی نہ آیا!"

موہن بابو کو بلانے کے لئے نوکرانی بھیجی۔ اُس نے واپس آ کر کہا "موہن بابو دوپہر کو باہر نکلے ہیں ابھی تک نہیں آئے۔"

باؤجی نے دبی زبان سے کہا "تعجب ہے!"

مگر میں سمجھ گئی۔

شام کے وقت باہر [illegible] آئے [illegible] کیسی ہوں یہ جاننے کے لئے۔ موہن بابو کا پتہ اُن سے کچھ بھی نہ چلا!

باؤجی نے سر جھکا کر پھر کہا "تعجب ہے!"

وہ رات گزر گئی اُس کے دوسرے دن شام تک کسی خاص ذریعے سے [illegible] کہ موہن بابو مدھو پور گئے ہیں۔

سمجھ گئی، وہ صرف بہانہ ہے۔ اور پھر کئی دنوں تک میں بابو جی کا نام دل میں سے کھرچ [illegible]
یکا یک اندر سے کوئی کہہ دیتا ہے۔ بابو جی شک کر سکتے ہیں، اسی طرح ہو سکتا ہے بابو کا خیال سے [illegible]
گئے ہوں!

معلوم ہم میری احساس [illegible] کو [illegible] لائی ہی چوٹ پہنچی!

x x x

دن دن میں اچھی ہونے لگی

بابو جی بڑی طرح متوجہ ہیں بابو کی [illegible] کر رہے ہیں اگر تو دیا نام دل ہی میں سے
کھرچ [illegible] وقت کا احساس [illegible] جیسے وہ ابھی [illegible]

اس دن بابو جی نے مجھ سے کہا بیٹی [illegible] دل میں کچھ اس طرح [illegible] سالی ہے
کہ مجھ سے رہا نہیں جاتا۔ مگر [illegible] بات کرتا ہوں [illegible] تیسرے پہر ہی وہ نکال [illegible]
گیا کوئی خاص بات نہیں آتا ان کا کہنا [illegible] کہیں پڑوس میں جا کر اس کی طبیعت تو کچھ
خراب نہیں ہو گئی

بابو جی سے سب باتیں کہوں گی میں نے دل میں پورا ارادہ کر لیا تھا۔ مگر ایک بات
بھی زبان سے نہیں نکلی [illegible] لگا دیا [illegible] اس وجہ خیر خواہ کے
[illegible] اس کا اظہار کروں گی!

بابو جی اکیلے بیٹھے ہوئے [illegible] بکھر رہے تھے [illegible] احساس لگا [illegible]
معلوم ہوتا تھا [illegible] کے ساتھ [illegible] معلوم [illegible]
[illegible] شاید کسی [illegible] کسی [illegible] پایا ہوگا!

آج صبح بابو جی [illegible] اور ایک [illegible] لائے۔

میرے سامنے اسے لا کر بولے۔ کپڑے کے اندر کیا ہے بتا سکتی ہو؟

میں ذرا بھی نہ سمجھ سکی۔ بولی "کیا ہے بابو جی؟"

بابو جی نے ہنستے ہنستے کپڑا ہٹایا۔ دیکھا۔ ایک چھوٹی سی بلی!

اس کے جسم پر ہاتھ پھیرتے پھیرتے بولے "اس کا نام کیا رکھا ہے کیا تو جانتی ہے؟"

— اچھی تو یہ چڑیا باوجی نے نام بھی رکھ لیا"

— نام ہم نے رکھا ہے کام کیسے چلے اس کا نام منّی رکھا ہے"

اتنے میں باوجی کی سیٹی سن کر ٹام [illegible] موجود ہوا مگر باوجی کی گود میں بلی کا بچہ دیکھ کر وہ [illegible] رہ گیا منّی کو گود سے اتار کر باوجی نے کہا "ٹام [illegible] کھیلنے کے لئے ساتھی لا دیا ہے"

مگر [illegible] ٹام اور منّی دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر خوش نہ ہوئے ٹام نے منّی کو کاٹ [illegible] ٹام کو بہت ڈانٹا۔

منّی باوجی [illegible] دیکھی ہوئی بول اٹھی [illegible]"

باوجی ہنس [illegible] کر بولے "[illegible] انسان کی طرح سب کچھ سمجھتی بوجھتی ہے"

پندرہ دن گزر گئے موہن باؤ کی کوئی خبر نہیں ملی موہن باؤ کے گھر میں ایک عورت تھی وہ ان کی نوکرانی تھی میں نے اس کے پاس بھی نوکرانی کو بھیجا مگر کوئی خبر نہیں ملی — موہن باؤ کا کوئی خط بھی نہ آیا۔

میری [illegible] کی باتوں نے موہن باؤ کے دل کو کیسی تکلیف پہنچائی اتنے دنوں میں یہ بات میری سمجھ میں آگئی [illegible] دل [illegible] میں چھپا کر [illegible] سوچتی تھی کہ آج وہ آئیں گے — مگر کہاں؟ وہ تو نہیں آئے۔ اس دن باؤ کے [illegible] سے جو [illegible] اسے سوچ کر [illegible] یاد آتا۔

[illegible]

کیا اب وہ واپس آئیں گے؟ کیا اب وہ پھر میرے پاس آئیں گے؟

آج صبح کی کام [illegible] موہن باؤ کے مکان کی کھڑکی کھلی تھی [illegible] معلوم ہوا کہ موہن باؤ کے کمرے کی کھڑکی جو اتنے دنوں تک بند تھی — وہ آج کھلی ہوئی ہے

ذرا جوش میں آکر آگے بڑھی۔ اُن کے کمرے میں ایک بڑا آئینہ تھا۔ اُس پر نظر گئی۔ اس میں ایک
شخص کا عکس پڑ رہا تھا۔ دیکھتے ہی چونک اُٹھی۔ ارے! یہ تو موہن بابو!

وہ بستر پر بے حواسی کی حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ کب آئے؟ ہم لوگوں کو تو کچھ معلوم نہ
ہو سکا۔ کھڑکی کے پاس گئی --- انھیں پکارنا مناسب ہے یا نہیں --- کھڑے کھڑے یہی
سوچتی رہی!

ٹھیک اسی وقت انہوں نے سر اُٹھایا مگر آئینہ کی طرف نظر پڑتے ہی چونک اُٹھے
آئینہ میں وہ میرا عکس دیکھ کر وہ فوراً ہی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اُس کے بعد فوراً کمرے سے
باہر چلے گئے۔۔ دیکھا جاتے وقت اُن کے چہرے پر جھنجھلاہٹ کی جھلک تھی!

میرے اُوپر انہوں نے اس قدر کیوں غصہ کیا ہے؟ دل بے معلوم کیسے ہونے لگا

کچھ دیر تک وہاں کھڑے رہنے کے بعد پھر میں وہاں سے چلی آئی

بابوجی ٹوم اور منی کو لئے ہوئے برآمدے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اُن کے پاس جا کر بولی

"بابوجی! موہن آئے ہیں!"

"--- کہاں ہے؟"

"--- اپنے گھر میں!"

بابوجی اُسی وقت موہن بابو سے ملنے گئے

ذرا دیر بعد جب میں رسوئی خانہ میں بیٹھی ہوئی تھی۔ بابوجی واپس آکر پاس ہو بیٹھے
بولے "ہاں بیٹی! موہن آیا ہوا ہے!"

میں نے بے تابانہ انداز سے پوچھا "کیوں وہ یہاں نہیں آئے؟"

"--- نہیں بیٹی! کہتے تھے۔ دل میں بڑی کلفت ہوئی ہے۔ طبیعت خراب ہے!"

فوراً بول اُٹھی "میں کیسی ہوں۔ کیا انہوں نے یہ بھی نہیں پوچھا؟"

"--- نہیں۔ میں نے ہی کہا تھا کہ سرلا اب بہت اچھی ہے۔ موہن نے کچھ بھی نہیں کہا
صرف لمبی ٹھنڈی مسکرا دیا۔ اُسے دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ پہلا سا موہن نہیں رہا
ہے۔ بہت لاغر و کمزور ہو گیا ہے۔ کیوں بیٹی؟"

مہ تقا آنکھ اٹھا کر آ گئے شاید باجی دیکھ لیں اسی خوف سے میں چو لھے کے پاس چلی آئی

جاروں کی دیگچی چو لھے پر چڑھا کر سر پیٹنے لگی

سوچیں بانو اٹھی ہو گئے یہ بات اور بہت دور اپنی شدہ نے پہلی بار تو جی اور پھر اچھی کو وقت یاد معلوم ہوئی کہ جو بانو کچھ بار اس طرح اس وقت کیا ہو گا وہ لوگ میری بابت کیا خیال کر رہے ہوں گے

وہ کس پچھلے دنوں بار بار سوچتی اس پر سے کہ یہ مشتاق نگر بار ہا ہیں ہر سے مگر میں اُن کی بات پر عمل یہ کیا میں نے دل ہی ملکی ہو گئی ہو شمار ہر سے طور پر بُرا بنا کر آتا جاتا تھا جس سے بہر طور بری بات کی دردی دار جانے میں جنہوں نے اپنی کوششوں کا کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا ہو جہاں آپ آ ہی انہیں کا دل میرے طرف سے اس دن کچھ شستہ ہو گیا تھا انہوں نے یہاں تک آئے یہ کبھی میرے گھر میں تمام یہاں رکھا۔ اگر بار بار کی میرا نام ان سے یہاں لائے کیوں آتے تھے اور کیوں میرا نام لیتے ہیں میں تو بھول چکی ہوں ۔۔ میں سب کچھ بری طرح کہتی ہوں ان کو کہہ کر انہیں رخصت کر دینا چاہئے

تیز سوچتے سمجھتے میں نے آخر میں اپنے دل کی بات کیوں کہی وہ رات کو جب گھر آئے تھے اسی وقت میں نے ان پر عقدہ کیا ہیں کہ ان ۔ علاوہ سکہ کیا ہے یہ بات کیا وہ کبھی بھول سکیں گی

" آئیے آپ مجھ کو بھول جاؤ کھول جاؤ اس جان و دل سے تمہارے روبرو کہتا ہوں ہوں ۔۔۔ آؤ جی تم آؤ ۔۔ مجھے معاف کرو ۔ تم بھول جاؤ "

مگر وہ نہیں آئے ۔۔ مجھے معافی مانگنے تک کا موقع بھی انہوں نے دیا تمام دن اپنے دل کو سمجھاتی ہوئی ان کا راستہ دیکھتی رہی ۔۔۔ وہ نہیں آئے

ہر کار گئے تم پھولوں سے باغیچہ بھرا ہوا تھا ۔۔۔ بانو سارہ نگاہوں سے اسی طرف دیکھتے ہوئے کھڑکی کے پاس بیٹھ گئی ۔ یکا یک دیکھا باغیچہ کے ایک کونے میں ۔۔ جہاں

سبزہ زار بیلوں کے بیچ میں گھاس کے اوپر پھولوں سے لدی ہوئی شاخوں کا سا ماں کا سایہ تھا ـــ اسی جگہ بے حس و حرکت پتھر کی مورتی کی طرح وہیں اونٹنی سہا بیٹھے ہوئے ہیں ۔۔ بالا سے کے سیاہ پانی میں کتنے ہی راز ہیں اپنی گردن ہلا تو سوئے شہر سے پیر چھے ہو کر کھیل پہنچے تھے وہ اس سے ہو کر چپ چاپ سی دیکھ رہے گیا سوہنی بابو دیکھ کر کہ مجھے ہے وہ بلا ہوں کیا آہستہ آہستہ آتے کوئی ہوئی باہر کے کمرے سے پھر طاؤس کی آواز کانوں میں آتی ایک بار چونک کر سوچتی ۔۔ ہم کہیں جا رہی ہوں ـــ کیا یہ سب سچ ہے؟ ابھر چلے تھے ۱۰ ہی سال آیا ہے شعور کا یہ نو پچھلی باتیں ہیں کہ گزر گیا کل ۱۹۴۳ [illegible] کا عطر [illegible] کا [illegible] ۔۔ [illegible] کھڑکی کے دروازے سے باہر نکل کر باغیچے کی طرف [illegible] ہوں

دو نور کنارے میں چوری پر ہی گھاس اُگی ہوئی تھی ـــ [illegible] چھوٹا سا کنکر [illegible] تھا جانے کا دو سلسلہ نہیں ہوا ـــ مگر [illegible] کسی طرح تھی نہیں اُڑی ـــ نہ معلوم کیوں اسے سمجھ کی آس سے [illegible] پیچھے سال [illegible] تھا ـــ [illegible] طرح چلتے چلتے میں اُسی بیل کے پیڑ کے پاس جا کر کھڑی ہوئی۔

وہاں جا کر خیال آیا کہ پھر واپس جاؤں ـــ یہ کیسی حماقت کر رہی ہوں مگر اس کے بعد میں سوچا کہ [illegible] تو اسے اداس ہو گیا سب پہلے پیچھے کے پاس ہی جہاں اُنہیں دیکھا تھا ـــ وہ پیار سے [illegible] ـــ وہ تم جانتی ہو [illegible] آواز دی "سوہنی بابو!"

اسی نے جواب نہیں دیا

سامنے کی جانب جھک کر یا تو سامنے لگا ہوا ہے دیکھا سوہنی بابو جہاں بیٹھے ہوئے تھے وہاں کوئی نہیں ہے وہ کب کے اُٹھ کر چلے گئے۔

سر جھکا لیا ہے ـــ دونوں آنکھیں بند کر کے وہیں بیٹھ گئی۔
دل کے اندر سے جیسے نہ معلوم کون درد آلود لہجے میں بول اٹھا ـــ اور بس [illegible]
دل ہی میں واپس آ گیا تیرا عورتوں کا غرور آج عرفان ہو گیا!

* * * *

رات کو سونے سے پہلے میں ماں جی کے پاس جا بیٹھی!
ماں جی نے کہا "کیوں بیٹی! آج اب تک جاگ رہی ہو؟"
میں نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "ماں جی آپ سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی؟"
ماں جی نے کچھ رنجیدہ لہجے میں کہا "وہ ہم سے بہت دور چلی گئی ہے اب وہ پہلا سا [illegible]
اب تو کیا ہو گیا ایسے ہی جائے!"
"تو کیا ملاقات نہیں ہوئی؟"
"نہیں"
"یہ ماں جی! وہ ہم سے اور ہم ان سے ناراض ہیں؟"
"وہ ناراض ہو گئے اور ہم لوگوں نے تو کوئی ایسی بات نہیں کی"
"ماں جی! تم نے تو کچھ نہیں کیا مگر اس نے دل کو صدمہ پہنچایا ہے"
ماں جی نے آسمان سے گر پڑنے والے لہجے میں کہا [illegible]
میں نے [illegible] نہیں چھپائی ـــ اس دن کی ایک ایک بات [illegible]
کی [illegible] ماں جی [illegible]
[illegible]
[illegible]
ماں جی کی گود میں سر رکھ کر بچوں کی طرح [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

آٹھ

مرادی بانو کی پالیسیاں

مرزائی کے منہ سے یہ الفاظ سن کر مجھے تمام رات اس طرح نیند نہیں آئی [illegible] صورت
شہر کے لوگوں کی نسبت کیا سوچا۔ اور فکر سے [illegible] میں شرم سے پانی پانی ہو گیا۔
مگر یہ تو میرا ہی قصور ہے۔ ایک معمولی سی بات سے یہ باتیں ظہور پذیر ہوئی۔ مجھے
[illegible] مگر اس کا پھل مجھے بھی بھگتنا پڑا۔ دیکھ بیٹی ایسی تیرا اپنا ہوں جو
میں برداشت کر لوں گا۔ دوسرا اسے کیونکر پسند کرے گا؟

صبح کے وقت جیل کو [illegible] کے بولنے سے پہلے ہی میں موہن کے گھر گیا تو میں
اس وقت ناشاد ہو کر پیچھے مڑ آ رہا تھا — مجھے دیکھتے ہی وہ سب سے آخری سیڑھی
پر ٹھہر گیا۔

میں نے [illegible] کے سامنے جا کر بولا "موہن! تمہارے سامنے [illegible] بات پیش کرنی ہے!
[illegible]
موہن [illegible] میری بات [illegible]
[illegible] اطلاع [illegible]
[illegible] مرادی بانو [illegible] موہن [illegible]
[illegible] کیا!

— موہن! آج اتنے سویرے آ گئے؟"

— [illegible] احسان فراموش موہن کو [illegible]
رہنا [illegible] آپ دیکھتے ہیں [illegible] گیا مگر ایک
خط بھی نہ لکھا!

موہن بانو سے کچھ پوشیدہ [illegible] ایک [illegible] سی [illegible] — وہ موہن [illegible]
[illegible] بالکل ان [illegible] باتیں ہوئیں۔ [illegible]

ابھی میں بولا۔ ہریش بابو آج موہن مجھ سے ناراض ہے!"

موہن نے چونک کر میری طرف دیکھتے ہوئے اپنا سر جھکا لیا۔

ہریش بابو کچھ دیر تک بات کرتے رہے [illegible] اس کے بعد آہستہ آہستہ بولے "ناراض" [illegible] ابھی بالکل بچہ ہے بیماری کی وجہ سے اس کے ہوش و حواس ٹھکانے نہیں تھے [illegible] منہ سے نکل جاتا تھا۔ اس کی باتوں کا برا [illegible] نہیں [illegible] سے آج کیا بات ہوئی [illegible] تم جانتے ہو [illegible] یہاں نہیں تھے [illegible] باتیں کر رہی تھی [illegible] ایسی باتوں کی خبر بھی [illegible] قدم [illegible] اس وقت [illegible] صورت [illegible] اور اس نے تمام [illegible] [illegible] موہن [illegible] [illegible] ایسی حالت [illegible] معافی [illegible]

پھر [illegible] آپ کو [illegible] آپ کی [illegible] بیماری کی حالت [illegible] کچھ کہا [illegible] موہن نے کچھ [illegible] میں سمجھتا ہوں کہ اس [illegible]

[illegible]

میں نے کہا [illegible] اور [illegible] کو معافی دو [illegible]"

[illegible] موہن [illegible] کہا [illegible]

[illegible]

کہا [illegible]

ہریش [illegible] کہا [illegible]

پلینگ۔ پہلے موہن کو سزا ملنی چاہئے۔ اس کے بعد جو ہوگا وہ ہوگا۔ موہن ہمارے لئے پہرا ہے۔ کہ تم مسز ملتی مترا سندری کے پاس جا کر معافی مانگو۔ اٹھو دیر مت کرو اٹھو۔

"کیا اگر مگر کی ضرورت نہیں۔ موہن! تمہارے یہ تمام چیلے چھوڑ دے تو پلینگ [illegible] ہر ایک بات [illegible] بچوں کی طرح موہن کو پکڑ کر کہو تم جاؤ پہلے معافی مانگو۔۔۔ ورنہ میں تمہارا سر نہیں دیکھوں گا۔ جاؤ۔ فوراً جاؤ۔ تب تک ہم لوگ یہاں بات چیت کرتے ہیں جلدی جاؤ۔ اسے یہ کہہ دو"

۹
نو

موہن کی باتیں!

مسز گپتا کے اس دن مجھے کیفیت [illegible] ہوئی تھی۔

[illegible] پہلے سے اور بعد میں مسز گپتا کو دیکھتے مجھے نہیں رہا جاتا تھا۔ [illegible] مالک [illegible] سے چاہتا تھا مجھے نہیں چاہتی۔ میں کبھی اسکول جاؤں گا مگر [illegible] مجھے اس قدر [illegible] تھی۔ [illegible] کیا آسمان [illegible] آنسو [illegible] آثار [illegible] نہیں چاہتی اور جس [illegible] دل پر ایسی [illegible] سادے [illegible] ہیں جو کبھی نہ مٹنے والی ہو [illegible] کی کوشش کی جاتی [illegible] بھی باتیں دہرا پڑتا ہے!

[illegible] ہیں کہ یہ دو [illegible] کس طرح اور کہاں [illegible] جاتا ہوں۔ اور بادشاہ [illegible] کو کسی کا انتظار نہیں کرتے [illegible] جاتے ہیں [illegible] اور نا امید شخص سے [illegible] کے ساتھ [illegible] دل کی [illegible] آہستہ [illegible] ہو کر [illegible] جاتا ہے!

مسز گپتا کو [illegible] کر کہا [illegible] اگر چہ اس کی [illegible] دل کی [illegible] پھر سے دل [illegible] اٹھا تاہم نہیں جانتا کہ [illegible] کالکتہ [illegible] آ گیا۔

واپس آ کر کمرے میں آرام کر رہا تھا — آئینہ میں اُس کا عکس دیکھا کمرے کا پردہ [illegible]
وہ چپ چاپ مجھے دیکھ رہی تھی میرے جی میں آیا اُس کی وہ خوشی معلوم کروں سوا اور [illegible]
کیا وہ خوشی کے ساتھ یہی دیکھ رہی تھی کہ اُس کی سینہ دچوٹوں سے میرے دل [illegible]
کو تکلیف پہنچی ہے پھر میرے دل میں غرور سا اُبھرا — [illegible] چشم [illegible]
کی۔ اور جب چاپ کرہ چھوڑ کر چلا آیا۔

مگر میں نے یہ بھی [illegible] غلط اندازہ لگایا تھا۔ اُسے بھی اچھی طرح نہیں [illegible]
وہ اگر سمجھتا کہ اُس کی یہ سرتی شرم اور سوز و گداز کی خموشی ہے۔ تو کیا اسی طرح سے
پھیر کر چلا سکتا تھا نہیں ایسا تو نہیں ہو سکتا تھا!

دوسرے دن صبح جب میرا ری ان کے منہ سے نام نہیں بس اُس وقت میری سمجھ
میں آیا کہ میں نے معصوم پر بہت بڑا ظلم کیا ہے۔ میرا انام غم و غصہ، تمام [illegible] جوش کے
دریائے بیکراں میں خس و خاشاک کی طرح دیکھتے دیکھتے بہہ گیا — [illegible]
ہو کر میں شرمندہ ہے

اس [illegible] جب [illegible] وہ [illegible] [illegible] اسلئے
[illegible] افسوس میں [illegible] [illegible] کی [illegible] دلی [illegible]

کمرے میں دروازہ کے پاس سر جھکائے [illegible] حرکت [illegible]
پاؤں [illegible] [illegible] منہ اٹھا کر دیکھا اور پھر [illegible] [illegible]
اور [illegible] اس کے سامنے جا کھڑا ہوا — مگر زبان سے کوئی
بات بھی نہ نکل سکی

[illegible] چپ چاپ سر جھکائے [illegible] آنکھوں سے [illegible] اور [illegible]
کیا کہوں کیا کروں کتنی ہی باتیں دل میں آنے لگیں مگر زبان پر آتے ہی دل
کی [illegible] باتیں بھول گیں تھا [illegible] بہت دیر بعد میری زبان سے صرف [illegible]
[illegible] سر [illegible] میں نے اُسے اس سے پہلے کبھی نہیں [illegible] تھا مگر میری زبان سے
اتنا نام [illegible] [illegible] کہ وہ [illegible] میری زبان تو وہ نام [illegible]

سے ہی تیار تھی

اُس کی دونوں آنکھیں کیسی دردمند تھیں؟ اُن میں کیسی رقت بھری ہوئی تھی ۔ جیسے آنسوؤں کے مارے جھکی پڑتی تھیں۔ اُن پُرآب نگاہوں میں خود کہ درد کا اثر علاوہ بدرجہا کیا زبان سے وہ اس سے زیادہ اظہار کر سکیگی۔

میں نے لجاجت آمیز لہجے میں کہا "اس ناوابستگی میں تمہارے اوپر بہت ظلم کیا ہے اس کے لئے معافی کا خواستگار ہوں"

چنچل نرملا نے اپنا تمام زور لگا کر بات چیت کرنی شروع کی آہستہ آہستہ اُس نے دردمند لہجے میں کہا "مدہن بابو آپ نے کسی قسم کا ظلم نہیں کیا — میں نے لیا ہے معاف کرنے کا کبھی پوچھتی ہی نہیں — آپکو پتہ نہیں ہے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل غیر [illegible] براہ مہربانی آپ اپنا تمام غم و غصہ دور کر کے مجھے معاف فرمایئے —" یہ کہہ کر [illegible] شگفتہ پھول کی طرح سر اُٹھا کر دونوں ہاتھ جوڑ دیئے!

میں نے اپنے جوش کو دبا کر کہا — "دوسرا ایسا امر چھوڑ دو — جب ہم لوگوں کے دلوں سے تاریکی کا پردہ اُٹھ گیا ہے تو دونوں میں سے کوئی بھی مدارات کے گھر میں چھپا نہ کر سکے گا"

عین اسوقت پیچھے سے ہرین کی اونچی آواز سنائی دی "تم ہیں بابو امید ہے کہ تمہارا جھگڑا ادھر ہو گیا ہوگا اس لئے اب [illegible] ہونا چاہیئے"

ہرین اور [illegible] باڑا پر آ کے [illegible] ٹکٹ نکال کر ایک کنارے کھڑی ہو گئی۔

ہرین نے کہا "[illegible] آج [illegible] ہماری [illegible] حاضر [illegible] لیا ہے اس لئے [illegible]"

[illegible] نے کہا [illegible]

[illegible] آہستہ سے کہا [illegible] چکا ہے [illegible] کر [illegible] دیتی ہوں"

[illegible]

اس وقت صرف یہی میری اپنی تھی یہی نواجی اور ایک یہی ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی
انہیں بڑھاپا ہوئے بھی بہت دن ہو گئے تھے۔

نواجی میری تھالی میں کھیلنے کے پھول ترکاری پر دستے ٹولیں "ہاں رستا
اُس گھر میں تو آگے آنا جانا رہتا ہے وہ لوگ کون ہیں۔

میں سمجھ گیا۔ نواجی مراری بابو کی بات پوچھ رہی ہیں، میں نے کہا۔ نواجی وہ بہار کے ہی
ذات برادری کے ہیں۔

— "ہاں! یہ تو میں جانتی ہوں۔ اُن کے ایک بہت خوبصورت لڑکی بھی تو ہے"

— "نواجی! انہیں یہ بات کیونکر معلوم ہوئی؟"

— "سو کی ماں کی بانی!"

— "ہاں! ہے اُس کا نام سرما ہے 'سرما' سمجھو لو"

— "کیوں دیکھنے میں کیا ہرج ہے؟"

— "بہت اچھا میں کھانا کھالوں تو سرما کو بلا لاؤں"

"کھانا کھا کر میں نے سرما کے پاس جا کر کہا "میری نواجی نے تمہیں بلایا ہے آؤ گی؟"

سرما [illegible] نواجی [illegible]
[illegible] اچھی طرح دیکھا بھالا [illegible]
کی [illegible] وہ [illegible]
[illegible] کوئی سرد کا [illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible] رہی۔

نواجی نے پھر کہا "واہ! خواہ کچھ ہی ہو تجھے پھونک پھونک کر قدم رکھنا پڑے گا ابھی تمہاری عمر بہت تھوڑی ہے اللہ جانے اس عمر میں طرح طرح کی اُلجھنیں پڑیں گی مرد کی ذات پارس پتھر ہوتی ہے وہ جو کرے وہی زیب دیتا ہے مگر عورتوں کے لئے ۔۔۔"

آہ! نواجی نے کیا کیا کہا اس کا ٹھکانا نہیں اُنھوں نے کوئی بات باقی نہیں رکھی اُس سے ایسی امید ہی نہ تھی بلوا استریا اُنھیں گھر پہنچا آؤں"

نواجی کی باتوں سے سرلا کی حالت معلوم کر کے ہی ہوش ٹھکانے ہوئے ہی اُس نے فوراً نواجی کے چرنوں میں نمسکار کیا اور جلدی جلدی اُٹھ کھڑی ہوئی۔

جب سرلا کو پہنچا کر میں مکان واپس آیا۔ تو نواجی میرے پاس دوبارہ دیکھ کر بولیں

"بیٹا! ہاں ۔۔۔ ہاں سب کہا سن چکی ہوں"

میں نے تحیر اندازے کہا "نواجی! کیا بات تھی؟"

"تیری سرلا حاملہ ہے اور تو کا ہے اُس کے بھائی کے پاس تیری شکایت کرتا ہے؟"

"کس نے کہا؟"

"کیوں؟ منو کی ماں کہتی ہے!"

"انہوں نے کیسے جانا؟"

"اُن کے گھر سے وہ کھڑا دکھائی دیتا ہے۔"

"بار بار کچھ کہا ہے اُنھیں بہت کچھ صحیح ہے اور بہت کچھ غلط ہے مگر بلاشبہ اُن کو ان تمام جھگڑوں ۔۔۔ چھوڑ کر لے لیا کیا برا ہے!"

نواجی نے گال پھلا کر کہا "واہ! یہ کیسی بات ہے! اور سرلا کی ۔۔۔ ایسی یہ طریقہ ہے کہ وہ بدچلن ہے لڑکوں کا قصور ہو جائے تو اُسے کیوں نہیں ۔۔۔ ہم کیسی ہی باتیں ہوں کیا تو دھیان نہیں دیتا ہے؟"

میں نے ناراض ہو کر کہا "میں نہیں ماننا چاہتا۔ اگر پھر کبھی ۔۔۔ آگر کبھی ایسی باتیں کس ۔۔۔ ماں کو ناکید کر دینا کہ وہ گھر میں قدم نہ رکھے۔"

مجھے ناراض دیکھ کر نواجی چونک کر کچھ گھبرا گئیں ۔۔۔ ہی کہا ۔۔۔

اُوٹ پٹانگ ہے — کلجگ ہے نا! کیوں نہ ہو"

اب جاکر سمجھ میں آیا کہ آج لاڈلی نے کیوں مراری بابو کی بات پوچھی۔ اور ان کے ساتھ کیوں اس قسم کی گفتگو کی جیسی وہ شکریہ ادا [illegible] بنگالی سماج میں سب باتیں بہا ہیں جو ممکن ہیں۔ مراری بابو جیسے سادہ لوح اور ڈرپوک شخص ہیں۔ کاش ان کے کانوں میں یہ بات پہنچی تو وہ اور بھی خائف ہو جائیں گے۔ اب اس کی کیا ضرورت ہے کہ ان کا یہ جو کچھ کہا ہے۔ وہ تو ادھر ادھر کی بات نہیں ہے۔ اگر اس وقت میں سے کوئی خاص کوشش [illegible] دونوں کا کل [illegible] کوشش سے کام لوں گا۔

دس

سرلا کی اماں

اُس دن موہن بابو کی [illegible] باتیں کہی تھیں — نہیں جانتی [illegible] کیوں میرے دل میں خیال آتا ہے کہ اُن کے پردے میں [illegible] بیٹھی ہیں۔ انہوں نے صرف مجھے میری قسمت کی بات ہی کہا تھا [illegible] بلکہ اُس سے [illegible] کا مادہ اُن میں خاص طور پر [illegible] سورج [illegible] نہیں کرتی [illegible] پہلی [illegible] میں ہی [illegible] [illegible] کیوں [illegible] کہا [illegible] کی [illegible] سمجھ [illegible] دل [illegible] [illegible] لگی!

[illegible] گویا [illegible]

[illegible] لاڈلی [illegible] سرلا کی اماں [illegible] [illegible] آنسوؤں [illegible] [illegible] میری [illegible]

ہیں۔ اس کے جاننے کی خواہش ہونے لگی پوچھا "کیا کہتے ہیں؟"

ستارہ نے رسوئی خانہ میں لکڑیاں رکھتے رکھتے کہا "دو بڑی بی! وہ سب باتیں مجھ سے نہ پوچھو۔ انہیں میں زبان پر بھی لانا نہیں چاہتی۔"

—— "اگر کہنا منظور نہیں تھا۔ تو پھر یہ ذکر ہی کیوں چھیڑا؟"

ستارہ کے منہ میں جو آیا بکتی گئی "یہ بھی کہ کسی کے گھر میں کیا ہوتا ہے —— مجھے ان باتوں سے کیا سروکار ہے اور ان کہاں جاؤں؟ کیا کروں؟ تو مجھ سے بات ہی ساری تمہاری ہے"

سب سننے سے پہلے سمجھ گئی "واہ" کہہ کر بولی "دو ستارہ! چپ رہو مجھے ان باتوں سے کیا واسطہ؟"

ستارہ ڈرتے ڈرتے بولی "دو بڑی بی! آپ تو کہتی ہو میں ایسی ناسمجھ ہوں بڑے آدمیوں کی بڑی باتیں ہیں میں کون ہوں جو ان سب باتوں میں دخل دوں پھر بھی نہ معلوم کیوں اس طرح نہیں مانا اپنی زبان سے نکل جاتا ہے"

—— "تیرا تو جی چاہتا ہے کہ کرید کرید کر میرے سامنے اور کچھ کہہ" کہا "پھر اگر کوئی مجھ سے کچھ کہے تو آ کے کہہ۔ تو ٹھکانا ہے۔ بہر حال میں کسی کا دیا کھاتی ہوں۔ مجھے ان سب باتوں سے کیا واسطہ ہے۔ اور تو بیٹھ کے طرح طرح کی باتیں بناتی ہے۔ تو غصہ کی نہ ہو گی" —— یہ کہہ کر میں اُوپر چلی آئی۔

دن آدمیوں کی دس باتیں سُن کر بھی میں نے کوئی بات نہ کی۔ تاہم بھی مجھے ان کا وہی کا رشتہ بھی نہیں رکھتے دیتے تھے۔ ہم ان کے لیے تو کسی طرح بھی نہیں ہوتے تھے۔ کہ اگر وہ مجھے بڑی بی کے لباس میں دیکھیں گے تو ان کے دل کو تکلیف ہوگی جب میں دیس میں تھی۔ تو ایسی بات پر بڑی کشمکش اور جد و جہد ہوتی تھی۔ صرف یہی نہیں بلکہ کتنی ہی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ مرد وا کو دیکھ کر جس کے منہ میں جو آتا ہے وہی کہہ سُناتا ہے —— ایسی قسم کی باتیں سُنتے سُنتے میرا کلیجہ پک گیا تھا —— دس آدمیوں کی باتوں کی کیا قیمت ہے —— یہ میں کچھ بھی سمجھ گئی تھی۔

پھر اگر بالُوجی سے یہ تمام فضول باتیں سُنی تو ضرور یہی اُنہیں دُکھ پہنچیگا میرے اُدُوجی محبت اخلاقیت شخص ہیں وہ لوگوں کی باتیں سُنکر اُنہی کے برخلاف کارروائی کرتے ہیں مگر باہم لوگوں کی یہ سب باتیں سُنکر وہ ایسے ہی راستہ چھوڑنے کے لئے تیار ہو جائیں مگر میں باپُو کس گروہ کے پیروکار ہیں اُن کی سمت تو یقینی طور پر کوئی بات معلوم نہیں تھی، کیا یہ سب باتیں سُنکر اُنکے دل میں نفرت اور حقارت کے خیالات نہ آئیں گے کچھ بھی ہو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ ہر طرف سے کانوں میں تیل ڈال لینگے ۔ ۔

شام کے جھٹپٹے میں پورنماسی کا چاند آہستہ آہستہ اپنی دلپذیر شعاعوں سے عالم پر پورا ستہ کے طور کھینچ رہا تھا۔ باغیچے کے ایک کونے میں بیں بڑے بڑے ناریل کے درخت اسا سر اُٹھائے ہوئے چپ چاپ کھڑے تھے اُن کے سرا تے ٹوٹے پتے آہستہ آہستہ صاف ہو جاتی ہیں دھوپ چھاؤں کے رنگ کی نوفلیوں کا اشارہ پیش کر رہے تھے ان نظاروں کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا گویا یہ درخت آسمان کی طرف اپنی جھولیاں پھیلائے ہوئے روشنی کے ٹکڑوں کو چھپانے کی کوشش کر رہے تھے

چاند کی چاندنی، وقتی ہوا کی دلدوز ہوک، اور پھولوں کی خوشبو ہوئے خوشبو، ان تمام قدرتی نظاروں نے میرے عضو عضو میں سرور اور اس باغ کی ایک کیفیت پیدا کر دی۔ عام انسانی نگاہوں میں یہ خواب کی کرکری ہے اگر دیکھا جائے تو اسی پہنچانا راستہ اور ایسے وقت میں وہ خود بخود باہر آ جاتی ہے ― دل کی تمام تاریکی دُور ہو جاتی ہے نغمہ زندگی کے دلیں آ جاتا۔ اور لوگ آ جا رہے ہیں

من بھی آخر انسان ہوں ا

ر رفتہ رفتہ میں نے طاؤس اُٹھایا اور اس کی درد بھری راگنی نے میرے دل کے اندر کی جھونپڑی میں گھس کر آہستہ آہستہ طاؤس کے ایک ایک تار اور ایک ایک سُر میں سُر سوز پیدا کر دیا۔ آرزوئیں اور تمناؤں کی گدگدی پیدا ہو گئی۔ دل بھر آیا نغمہ کا جادو چل گیا۔ اسی سُر کے ساتھ ساتھ ہی میرا مایوس دل بھی شکستہ روشنی سے بھر گیا

ستاروں سے مزین اور بیلگوں لاجوردی شعاعوں سے منور ہو کر اُسی لامحدود آسمان کی جانب ـــــ اوپر اوپر ـــــ اور اوپر چڑھتے آزادی کی جانب اور لامحدود خلا میں پر کھول کر پرواز کرنے کی خاطر چڑھنے لگا!

دل نے آج موقت موسم بہار کے نشانات محسوس کئے۔ طاؤس نے اس طرح پہلے کبھی ہمکلامی نہیں کی تھی۔

ایک ہی راگنی بہت دیر تک اسی طرح الاپتی رہی دراصل اس وقت رات کے سناٹے اور خاموشی نے ساتھ ہی چاندنی روشنی اور کبھی پھوٹ پھوٹ کر عہد عالم کو نورانی غلاف اوڑھا رہی تھی۔ پھولوں کی بوئے خوش ہیں جیسے رہ رہ کر ایک دلکشی اور طراوت کا احساس ہو رہا تھا۔ پپیہے کی پی کہاں بہت دلدوز معلوم ہونے لگی۔ طاؤس کے بار بار راگنی کی آخری آواز بازگشت کے ساتھ ساتھ ہی جیسے پیچھے سے کسی نے کہا ـــــ ٹھہرو اُڑ کیوں رہے ہیں اور سجاؤ۔

پیر ہو کر دیکھے لگی چھت کے اوپر تو ہیں بادل گھرے ہوئے تھے۔

ہم اسکی کیفیت ایک کرشمے پر آرہا ـــــ جلدی جلدی طاؤس کو علیحدہ رکھ کر چھپا اور اندر سے کپڑے جھٹک گئے ـــــ اوہاں! کیا ہو رہی باتوں ہیں؟

یا تمہارے نرم اور نازک ہاتھوں سے طاؤس کے سینے پر رکھے ہیں۔ اس کے تاروں میں کیسا رقت انگیز نغمہ گونج اٹھا ہے۔ کیا اب اور نہ بجاؤ گی"

"ـــــ نہیں!"

"ـــــ کیوں؟"

"ـــــ یہ میری کی سرائتی"

"ـــــ تم کیا اچھا گاتی ہو؟"

"ـــــ سادہ شرم کا پہلا نشان تھا اگر کسی طرح جان بچے تو خوب ہو"

"ـــــ وہ شرما دی۔ دل بہت اچھا گاتی ہو۔ تمہاری باتوں میں مٹھاس آتی جا رہی ہے۔ تمہارا کون گانا بہت اچھا ہوتا ہے ـــــ کہا میں اسے اچھی طرح نہیں سمجھ سکتا

— جو اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتا اُسے سمجھنے کی کوشش عبث ہے۔ ایسے تو آپ
بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ یہ کیسی باتیں ہیں جی؟"
— بات بند کرنے کے بعد جب باتیں شروع ہوئیں — تو پھر بیٹھے بیٹھے ہی شدا
سا سوجھے۔ یہ ایشور کی دیا ہے سہد اگر آسانی نہ مل سکے تو گڑ کھانا کیا بُرا ہے
— یہ کہکر موہن بابو چھت پر بیٹھ گئے
میں نے کہا موہن بابو عورتوں کی بات کہا۔ اور بھی سُننا چاہتے ہیں آپ تو
مرد ہیں ہماری باتیں کیا آپ کو اچھی لگیں گی؟"
— "شرما! عورت کے ساتھ جب مرد ہم کلام ہوتا ہے تو باتوں میں جیسے دلکشی اور
وسعت آجاتی ہے۔ وہ ناقابل بیان ہے۔ میرا حال تو یہ ہے کہ اگر دس شہری بیان
مرد اکٹھا ہو جائیں تو بھی وہ لطف نہیں آسکتا"
— "مگر تاہم آپ لوگ ہماری باتوں کو بے سدھ نگاہوں سے نہیں دیکھ سکتے"
— "اس کا سبب ہے۔ ہماری عورتیں بادوں کی طرح باتیں کرنا نہیں جانتیں ہم ہی
خواہش سے ہی اپنی عورتوں کی حالت اس قدر خوفناک بنا دیتے ہیں کہ عورتیں تعلیم
یافتہ مردوں کی باتیں نہیں سمجھ سکتیں اور تعلیم یافتہ مرد بھی غیر تعلیم یافتہ عورتوں کی
باتیں سننے کے قابل نہیں سمجھتے۔ عورتوں کو جاہل رکھ کر ہم خود اپنے آپ کو اُس لطف سے
محروم رکھتے ہیں۔ یہ بات کبھی بھی ہمارے دل نے محسوس نہیں کی — بڑا تعجب ہے
عورتوں میں باتیں کرنے کی جو ایک خاص طاقت اور فطرتی دلکشی ہے کاش اُس پر تعلیم کا
غازہ ملا جائے اور رنگ چڑھ جائے تو اور بھی اتنی ہی دلکشی آسکتی ہے۔ اُن کی
ایک ایک بات جذبات کے رس سے تر ابور ہو جائے ہم لوگوں کی اس جانب توجہ نہیں
ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہمارے گھر بار کا نقشہ انبساط اور رشک ارم بن جاتے تعلیم
نسواں اور عورتوں کی آزادی کی کمی کی وجہ سے مردوں کی نظر میں عورتوں کا کچھ حصہ
نہیں ہو سکتا۔ اور آج جو حالت نظر آرہی ہے وہ نہ ہوتی۔ عورتوں کا مزاج اور اُن کا دل
فطرتی طور پر نازک واقع ہوا ہے مردوں کی سختی کے ساتھ ساتھ اگر عورتوں کی یہ نزاکت

مل سکے تو زندگی کیسی عجیب و غریب ہو جائے"

"موہن بابو عورتوں کو آپ اتنا بلند رتبہ دیتے ہیں میں تو اس سے ناواقف تھی"

"بلند رتبہ دوں — سب کچھ عورتوں کی بدولت ہی نصیب ہوا ہے۔ ہم لوگ عورت کو قانونِ کرم کا محرک، موقعہ کا ساتھی، دکھ سکھ کی غمخوار نہیں سمجھتے۔ ایسی صورت تو انہی آفات اور تباہیوں کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ جیسے سایہ روشنی میں ایک ملاحت پیدا کرتا ہے۔ اسے دلکش بنا کر خوبصورتی بخشتا ہے۔ اسی طرح عورت بھی مرد کو اپنے لمس سے مطمئن، مکمل اور دلفریب بنا دیتی ہے — مرد اور عورت — اگر یہ دونوں زندگی کے ایک ایک حصے پر باہمی طور پر نظر رکھیں تو اس طرح سے سراپا ظہور پذیر ہیں۔ اُن کی دنیا خوبصورت بن جائے۔ رنج و غم کا نام صفحۂ ہستی سے معدوم ہو سکتا ہے۔ جو کچھ اس کے برخلاف کیا جاتا ہے۔ وہی ضرر رساں اور غم اندوز ثابت ہوتا ہے۔ یہ سب غیر قدرتی، مصنوعی اور غیر موزوں ہے۔ سراسر ان میں عورتوں کی مدد کے بغیر نامکمل کام انجام دیئے جاتے ہیں۔ اُس کی ناکامی میں شک ہی کیا ہے"

کچھ دیر تک ہم دونوں خاموش بیٹھے ہوئے قدرت کی دلاویزیوں سے محظوظ ہوتے رہے۔ اس کے بعد میرے جوڑے میں جو کتنے ہی چمپا کے پھول سجے ہوئے تھے شاید انہی کی عطر بیز خوشبو اُڑتی ہوئی موہن بابو کے پاس پہنچی کیونکہ یکایک انہوں نے ایک گہرا سانس لے کر کہا "آہا ہا! چمپا کی خوشبو کیسی مست کن ہے"

میں کسی قدر جھجک کر خاموش رہ گئی۔ خوشبو کہاں سے آرہی ہے۔ اس کی نسبت میں نے کچھ نہیں کہا

موہن بابو نے ایک بار میری طرف دیکھا میری نگاہیں بھی اُن کے چہرے پر پڑیں دم بھر میں انہوں اپنی نگاہیں جھکا کر منہ پھیر لیا — میں نے بھی سر جھکا لیا۔

یکایک ایک سیاہ بادل کے ٹکڑے کی آڑ میں چاند نے اپنا منہ چھپا لیا۔ ہر چہار طرف کی تاریکی نے جیسے دنیا کو اور بھی حقیر بنا کر پیش کر دیا۔ ہم دونوں نے ایک دوسرے کی گہری گہری سانسوں کی آواز سنی۔ مجھے ایسا معلوم ہوا۔ جیسے وہ سانس پوشیدہ

روح کی کچھ معصوم زبان ہے — وہ زبان منہ سے نہیں نکلتی۔ دل ہی کہتا ہے اور دل ہی سنتا ہے۔

یکایک ہوا کا ایک نازک جھونکا درخت کے پتے پتے سے ٹکرا کر چھید گیا پھر کان ہی کان میں نہ معلوم کیا کہہ گیا ہم دونوں اُس پُرسکون خواب سے بیدار ہو گئے اور ایک ہی آواز سے سادہ ساتھ چونک اُٹھے۔

دیکھا۔ موہن بابو منہ پھیر کر بیٹھے ہوئے میری طرف دیکھ رہے ہیں اُسی ہلکی ہلکی سرانجام تاریکی میں اُن کی دونوں آنکھیں روحانی سی لطف اور پاکیزگی کو لئے ہوئے میرے چہرے کی طرف جمی ہوئی تھیں۔

میرے دل کا اندرونی حصہ نہ معلوم کیسے دھڑکنے لگا

موہن بابو بہت آہستہ سے — صاف سمجھ میں نہ آنے والے لہجے میں بولے "مدھو"
— اُن کی آواز کانپ رہی تھی

وہ آواز سن کر مجھے خوف ہوا جلدی جلدی بولی "موہن بابو اب سردی ہو گئی
— چلئے اب گھر چلیں!"

موہن بابو نے نرم و نازک لہجے میں کہا "مدھو تم سے ایک بات کہنی ہے"

اُس وقت چاند بادلوں کی قید سے آزاد ہو چکا تھا آنکھ مچولی کا کھیل ختم ہو گیا تھا، نیلگوں پانی میں گویا کی نکھریوں کی طرح نیلگوں آسمان پر چاروں طرف چاندنی سی بکھر رہی تھیں موہن بابو کی بات کا جواب دئے بغیر میں نے کہا "اُف اچھا موہن بابو آپ کسے پیار کرتے ہیں روشنی کو یا تاریکی کو؟"

— مجھے دونوں ہی اچھے لگتے ہیں کبھی روشنی کو پسند کرتا ہوں اور کبھی تاریکی کو"
— میرا بھی یہی حال ہے کبھی تو روشنی میں ابھرنا چاہتی ہوں اور کبھی خواہش ہوتی ہے کہ کہیں تاریکی میں بیٹھ کر خاموش درختوں کو اپنی داستانِ دل سناؤں"

— "مدھو!"

— پھر وہی لہجہ اُسی طرح نرم و نازک کانپتی ہوئی آواز — اس منہ سے نکل گیا

روپڑنے لگا کہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔ خشک لہجے میں بولی "موہن بابو! کیا کہتے ہیں؟"
"میرا تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں سنو گی؟"
میں کچھ دیر تک خاموش رہی اور اس کے بعد چپکے سے طاؤس اُٹھا کر اُسے چھیڑتے ہوئے بولی "کہاں کہیے!"
اس مرتبہ موہن بابو نے میری طرف دیکھتے ہوئے سر جھکا لیا اس کے بعد کھڑے ہو کر بولی "نہیں! یہاں! آج بہت زیادہ رات آ گئی ہے ــــ پھر کسی دن کہوں گا یہ کہہ کر وہ جلدی جلدی جھپٹ سے نیچے اُتر گئے۔
گھر جا کر میں کسی نہ کسی طرح بستر پر لیٹی رہی دل طوفان کسی طرح روکے سے نہ رکے پر آنکھوں کے کونوں سے اُبل اُبل کر نکلنے لگا
تھوڑے میں چمپا کے پھولوں کی خوشبو بھی خراب ہے اور اُن پھولوں کو پھینک دیا جیسی ہوئی تم اداس ہو گئی ــــ اوہاں!

گیارہ

ہرن کی باتیں!

موہن نے مجھے اسی طرح کی طرح پکڑا ابھی اُس کا مطلب یہ تھا کہ میں مُراری بابو کے پاس جا کر اُن کے سامنے شادی کے متعلق تجویز پیش کروں!
میں نے سنجیدہ ہو کر کہا "کل تو میں نے اس قسم کی کوئی بات نہیں سُنی۔ آج تمہارا اصرار کیوں؟ ایک ہی دن میں اس قدر بے صبری! ــــ دیکھ رہا ہوں کہ محبت کے سکول میں تم ڈبل پرموشن لینا چاہتے ہو۔ واہ عشق۔ واہ!"
"بھائی گاؤں والوں سے تو تم خوب واقف ہو۔ اُن کا منہ تو ابھی سے بند کرنا ہوگا"
"کیوں وہ لوگ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"
"وہ بھی فضول باتیں ہیں۔ وہ سب اُن کے منہ سے سُنائی دیتی ہیں۔ تم اُن لوگوں کے طور اطوار سے خوب واقف ہو۔ اندازہ لگا لو!"

— ہاں ابا تو میں بھی یہی سمجھتا ہوں کاش سرلا کنواری ہوتی تو کوئی بات نہ تھی اب جبکہ وہ بیاہی ہوئی ہے تو اس کے متعلق ایک بات ضرور جان لینی چاہئے!"

— "کیا؟"

— اس شادی کے متعلق اس کی کیا رائے ہے؟ وہ کچھ مددگار ثابت ہوگی!"

— "ابھی تک تو سرلا کا دلی عندیہ نہ معلوم ہو سکا!"

— "مردوں کے سامنے عورتیں بالکل کچھ مبہم نظر آتی ہیں۔ اور عورت کے سامنے مرد کا دل ایک زبردست گورکھ دھندے کی طرح معلوم ہوتا ہے مگر جب دونوں کا معاملہ ہوتا ہے تو ایک دل کے لئے یہ بہت مناسب اور ضروری ہوتا ہے کہ وہ دوسرے دل کی پوشیدہ باتیں جہاں تک ممکن ہو سمجھ لے جو پہلے سمجھ لیگا اُسی کی فتح ہوگی۔ نہیں! کیا تم اب تک بھی کچھ نہیں سمجھ سکے؟"

— "پہلے سوچا تھا کہ سمجھ گیا ہوں مگر اب معلوم ہوتا ہے کہ ابھی نہیں سمجھ سکا۔ بھائی! یہ بڑی مشکل ہے اُسے پکڑنے کی ہر چند کوشش کرتا ہوں مگر کسی طرح ہاتھ نہیں آتی!"

— "عورتیں بالکل سایہ کی طرح ہوتی ہیں۔ اگر ان کا پیچھا کرو تو وہ ہمیشہ بھاگتی رہینگی۔ اور اگر چھوڑ کر چلے آؤ تو وہ تمہارے پیچھے پیچھے دوڑیں گی اس میں کسی قدر دماغ سوزی کام لینے کی ضرورت ہے مگر موہن! اچھی بات تو یہ ہے کہ تمہارے جیسے کمزور شخص کے لئے اس میدان میں قدم رکھنا مناسب نہیں تھا — تم صرف کمزور ہی نہیں ہو — بلکہ اندھے بھی ہو۔ محبت کا فسانہ رقم کرنے کے لئے کسی ہاتھ پختہ کار اور باتجربہ اہل محبت کی ضرورت ہے معمولی اشخاص جو اپنے آپ کو دلدادہ محبت کہتے ہیں اگر ان کی زندگی پر غور کیا جائے تو اس میں بہت کمی اور سقم نظر آئیگا کوئی پہلو دلکش نہ ہوگا تاہم وہ چونکہ تھوڑا بہت اس راستہ میں قدم رکھ چکے ہیں ممکن ہے کہ وہ کچھ دیر تک معاملہ کر سکیں۔ مگر بھائی موہن! اس معاملہ میں تمہیں قصوروار نہیں ٹھہرا سکتا کیونکہ اس معاملہ میں خواہ کوئی راجہ ہو یا بھکاری! سب کی عقل ماری جاتی۔

ہے کا موٹر کی طرح اڑ جاتی ہے۔ بہرحال تم نہایت خوش قسمت شخص ہو۔ تمہاری علمی
علمی شرافت، اور علم و ہنر کی خوبیوں سے سونے میں سہاگہ کا کام کیا ہے۔

— "پہیلیاں کیا تم کھولنا چاہتے ہو؟"

— "نہیں۔ ہرگز نہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمہارے پاس سب کچھ کی
دماغ [illegible] کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے مگر سوجھ بوجھ کی نسبت کوئی بات کہنا بہت مشکل
ہے۔"

— "تو پھر تم ہی دریافت کرلو۔"

— "میں جو کچھ کہتا ہوں، اس کا یہ مطلب نہیں۔ دیکھو میں اگر تم میری بات پر اعتبار
ہو تو [illegible] کے کان [illegible] اس کے سامنے دنیا کی کوئی بھی چیز [illegible] اور
[illegible] معلوم ہوتے ہیں [illegible] اس تذکرہ کو ختم کرو [illegible] جاتا ہوں"

— "کہاں؟"

— "مزار [illegible] کے گھر۔"

— "کیوں؟"

— "شکار کے لئے سامان مہیا کرنے کے لئے۔"

— "شکار تو میں ہی ہوں، کہ سامان تیار کرنے کے لئے وہاں کیوں؟"

— "پھر [illegible] شکار کو [illegible] سامان [illegible] کا ارادہ کیا ہے کہ
[illegible]"

[illegible]

پڑا۔

[illegible]

پوچھنے سے رنگ میں خلل ہو جائے گا۔ میں باہر کھڑا ہوا گھر کی کارروائی دیکھنے لگا
جو حضرت باتیں کر رہے تھے وہ محلے کے تھے۔ چاچا صاحب حقہ کا کش لگاتے لگاتے کہہ
رہے تھے "مرادی بانو! سچی بات تو یہ ہے کہ ہم لوگ آپ کے لئے دکھی ہیں!"
وسو چاچا دکھی ہیں مگر جو معاملہ سامنے ہے وہ سب کبھی دکھی ہوتے ہیں تو
ضرور کسی نہ کسی کے سر پڑتی ہے۔ یہ بار بار کہا گیا ہے۔
دشو چاچا نے کہا "دیکھو یہ معاملہ ہم اپنے سے چار چار آدمیوں سے مل حل کر رہا
ہونا ہے!"
دوسرا ایک صاحب چاچا جی کی طرف دیکھ کر بول اٹھے "چاچا جی! آپ نے جو کچھ
کہا ہے وہ اللہ کو زیب کی بات ہے"
بیچاری مرادی بانو کی حالت پوچھیے جیسے ان پر خوف طاری ہو گیا تھا۔ ان کی
سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آتی تھی۔ "آپ لوگ معموں میں کیوں گفتگو کر رہے
ہیں۔ جو کچھ کہنا ہے صاف صاف کہیئے"
دشو چاچا نے گلا صاف کر کے کہا "کیا کہوں مرادی بانو صاحبہ! آپ اس محلہ میں آ کر
بیاہ کر جو رہنے لگی ہیں تو ضرور رفتہ رفتہ سب سن چکی ہوں گی کہ
مرادی بانو سہمی ہوئی بولیں "آپ لوگ [illegible]
پھر بھی صاف صاف کہیں نا"
وسو چاچا چہرہ کو سنجیدہ بنا کر بولے "مرادی بانو! ہم لوگ آج آپ کے پاس
کیوں آئے ہیں، ذرا غور سے سنیئے۔ آپ کا ایک بیٹا ہے جس کا نام کیلاش ہے
جو والد کی پسند ہے؟"
"جی ہاں!"
"اف! کتنے دکھ کی بات ہے۔ کیلاش کے نصیب میں کیا لکھا ہے۔ جو کون کہہ سکتا
ہے۔ [illegible] ہری!"
"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں سمجھائیے"

— "آپ کی لڑکی گاتی بجاتی ہے؟"

— "ہاں! وہ خوبی گانا بجانا جانتی ہے۔"

— "وہ مردوں کے سامنے باہر نکلتی ہے جس بس کے ساتھ اکیلے بیٹھ کر باتیں کرتی ہے؟"

— "غیر شخص کون؟"

— "وہی ہمارے مہمان! اُف!!"

— "نہیں! وہ تو میرے گھر کے لڑکوں کی طرح ہیں۔ [illegible]"

— "[illegible] وہ [illegible] اس وقت تو پھر اپنے گھر لوٹ گیا [illegible] کی اجازت وہیں رہ سکتے کیوں [illegible] کہا کرتے ہو؟"

[illegible] نے آنکھیں جھپکا کر ناک میں ایک دستی ڈالی۔ [illegible] غصہ کرکے کہا: "ہاں یہ تو ٹھیک ہے۔"

وشنو چاچا نے زور سے حقے کا کش لگاتے ہوئے کہا: "آپ اپنی لڑکی کو خبردار کر دیجئے۔ اُس کے متعلق ہم لوگوں نے اور بھی بہت کچھ سنا ہے۔"

[illegible] اندازے کہا: "کوئی بات [illegible] ہے؟"

[illegible] آنکھیں جھپکاتے ہوئے [illegible] کہا: "اگر جانے تو ہم کچھ [illegible] آپ کو [illegible] کا گمان ہوا [illegible]

اس کے علاوہ اگر آپ نے ہماری باتوں پر [illegible] دی [illegible] کو برادری [illegible] سمجھئے [illegible] مشکل ہو جائیگا۔"

[illegible] نگاہوں سے سب کی طرف دیکھنے لگے۔ مگر وہاں کوئی بھی ایسا چہرہ نہیں تھا جس میں دردمندی اور ہمدردی کے آثار ہوں!

وشنو چاچا نے [illegible] کی طرف کچھ اس طرح دیکھا ہوا ہے۔ [illegible]

[illegible] ہنسی کی جھلک دکھائی۔ اس ہنسی کا مطلب یہ تھا کہ [illegible] چال [illegible]

[illegible] جوش و خروش سے بھرا کر [illegible] ڈال کر [illegible]

جرواری کرنے کی خاطر ہم لوگ یہاں پہلے ہی سے آئے تھے آپکو ہمارے قدیم ستانتن دھرم کی حفاظت کرنی ہوگی!

مُراری بابو نے کہا — "میں آپ ہی کے زیرِ پناہ ہوں اس لئے —" وہ پھر کچھ کہنا چاہتے تھے کہ ایک کونے میں بیٹھے ہوئے اُنہوں کے نشے میں جھوم رہے تھے یکایک اُٹھے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اپنی موجودگی کا ثبوت دیتے ہوئے بولے "مہاشے جی! دیکھ ... کیا ستانن دھرم کی حفاظت ہوگی؟"

میں نے دیکھا کہ صرف چپ چاپ رہنے سے کام نہ چلیگا مُراری بابو سخت کشمکش میں پڑ گئے ہیں۔

— مُراری بابو! آپ کس کی پناہ لینا چاہتے ہیں — " کہکر میں اس گروہ کے مجمع میں داخل ہوا۔

مُراری بابو نے مجھے کیا دیکھا جیسے اُنہیں رگ مل گیا جلدی جلدی بول اُٹھے "آئیے آئیے ہریش بابو!"

میں نے کسی اور طرف دیکھتے ہوئے کہا "آپ کس کی پناہ لینا چاہتے ہیں! — اُنہیں کے پاس!"

— اس گھر میں کتنے آدمی رہتے ہیں — تو مجھے معلوم نہیں تھا۔ ... مُراری بابو اشارہ کرنا چاہتے تھے ... بیٹھے ہیں ... ان ... کہ ... "اکیلا ... ہے"

— مُراری بابو! آپ نے تو آج مہاتماؤں کی حکومت ... کر ... رہ گیا۔

مجھے ... سخت ... کا ... ہو گیا ... کی حالت بھی خراب ہو گئی ... مُراری بابو ... رہ گئے۔

— اس طرح ... کو ... کر کے ... کہا ... دیا ... دھرم ... کا کام

آج کل کمشو بھی چلتا ہے سب اچھا تو ہے اور کتنے لوگ وات سے خارج کئے گئے۔ اور
کسی ادا ایسے اشخاص کی ہوئی جو در اصل پاپی تھے۔ اور وہ واپس بلا لئے گئے!"
چاچا ادھر ادھر دیکھ کر آستین پکڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے بولے "بیٹا برس
آج ہمارے یہاں "بڑی بیٹھکی سبھا" کا جلسہ ہے۔ اس لئے اس میں جاتا ہوں"
ڈرلیہ مرچی بھی اسی افسون کی توس اسی میں رکھ کر دو آنکھ پڑھتے بولے "سنو!
تم نے اچھے موقع پر یاد دلائی مجھے بھی تو وہاں جانا ہے"
رستو ادا بڑے لیہ مرچی کے دونوں گھر سے نکلے۔ وقت کر تھا چار بجے کا اٹھتے ہوا
ن اور ادھر باٹو لاٹھی لے کر یہاں ہی نہیں چھوڑا۔ تم دونوں کہاں جا رہے ہو۔ ٹھہرو ٹھہرو
میں بھی چلتا ہوں۔ یہ کہتے ہیں بیٹھا چارپائی سے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے
انتشار و رم نہ چھیڑا"
مرارجی باٹو نے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ لوگ آپ کو اکیلا چھوڑ کر کہیں بھی جا سکتے
ہیں۔ آپ ٹھہر کر یاد کیجئے تو تم کی طرح مجھ سے ہو سکے۔۔۔ لیکن میں ان کے
رسم و رشتہ سے واقف ہوں وہ جو رسم چاہتے ہیں ہماری زندگی سے اکھاڑ دینا چاہتے
اس سال ڈیڑھ وقت لئے ہیں ایک دن میں ایک ہوٹل میں انہیں اچھی طرح
کھلایا تھا اور پرو ڈیلیہ مرچی اسے پیسہ اتنی سدو دھرم کی رکھشا کرنا چاہتے ہیں
بڑے وہ کبھی عورتوں کو جانداں بنا کر چکے ہیں ارجن کا کشتا جارہا عقل کے
سم ایک نہ ڈر کی پرواہ کیا آگے ہیں۔ ان لوگوں کے یہاں آنے کا جو مقصد ہے
وہ میں سمجھ رہا ہوں اس لئے آپ کو کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں۔ تاہم
ایک بات آپ سے کہتا ہوں کہ آپ ان لوگوں کی باتوں میں نہ آئیں جو تم کی لیاقت سے کام
نہ لیں گا۔ پھر مکر جائیں گے ہر دوست کو غلام بنائیں اور دوست کے حق"
مرارجی باٹو نے سنجیدہ خاطر ہی کہا "کیا انسان اس قدر بے رحم ہو سکتا ہے"
اس سال میں زیادہ رشتہ دار کسی کا ہی ہے اچھے اور بدماش کا بہت کم جوا پیچھے
ہیں ہم ان سے بچے رہ گئے ہیں مار کر سہتے ہیں دامن تھوڑا لے کے ۔۔

کی بڑی قدر ہوتی ہے ۔"

"مگر میری بانو! اب لوگ جس قدر خوفناک باتیں کہہ سکتے ہیں اُن سے میرے دل کو بڑی تکلیف پہنچی ہے ۔ میرے متعلق ہر چہار طرف سے طرح طرح کی باتیں شائع ہو رہی ہیں ۔"

"اس دنیا میں اشخاص کی خصلت ہی ایسی ہے ان کی باتوں کو تم اپنے دل پر جگہ دو [illegible] نہیں ۔"

"ہاں امیرن بانو! آپ بہت صحیح کہتی ہیں ۔ لوگ [illegible] بھی نکالنے سے باز نہیں آتے ۔"

قراری بانو [illegible] اگر آپ [illegible] نہیں تو [illegible] ۔"

"کہاں؟"

"آپ ابھی لڑکی ہیں [illegible] ۔"

"[illegible] آپ [illegible] آسان سمجھیں [illegible]"

"کیوں؟"

"[illegible] ۔"

"قراری بانو! [illegible] مگر آپ [illegible] نہیں جانتے ۔"

"[illegible]"

"[illegible]"

"[illegible] شادی کے لئے پیدا ہوئی ہے ۔"

"وہ کیا آپ مذاق کر رہے ہیں؟ — موہن شرما سے شادی کرنے میں راضی ہے کیا یہ ممکن ہے؟"

"جی ہاں افسوس ہے مجھ سے خود ہی یہ بات کہی ہے کیا آپ اس کے ہاتھ میں لڑکی کا کنیادان کریں گے؟"

"آپ کیا کہتے ہیں؟ موہن میرا داماد ہو جائے یہ میں کسی طرح سوچ بھی نہیں کرسکتا کہ میری اتنی خوش نصیبی ہوگی؟"

"وہ کیا آپ اپنی لڑکی کی رائے آج دریافت کر کے دیکھیں گے پھر کل آ کر اس کا جواب سنوں گا — یہ کہہ کر میں اس دن کی طرح رخصت ہو کر چلا آیا۔

آہستہ آہستہ [illegible] اژدہا ہی دل میں [illegible] مری شرما کو پیار کرتا ہے [illegible] بھی ایسی [illegible] کی تھی۔ ان [illegible]"

باب ۱۵

شرما کی ڈائری

[illegible] صحو [illegible] دریا کا [illegible] گو کس [illegible] تم [illegible] [illegible] پھولوں کر اٹھا سے پھول [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میں [illegible] حالت ہوگئی۔

میرے دل میں [illegible] تم نے کیوں امیر اور [illegible] سامان [illegible] کر دیا؟ [illegible] تمہارا چہرہ [illegible] اٹھا ہے۔ اس سے جلالی وجمالی شعاعیں پر بہار ہیں [illegible] متحیر ہو کر تمہارے چہرہ کی جانب دیکھ رہی ہوں۔ تم کہاں [illegible] اس [illegible] جوش سے کیا تم میری گریہ وزاری کی سردی میں گرمی پیدا کر سکو گے؟

روتے روتے میں نے خط اٹھایا۔ آنکھوں کے سامنے رکھا پھر پڑھنے لگی۔

"سریتا!"

اُس دن چھٹی پر تم سے جو بات کہنے آیا تھا وہ کہہ نہیں سکا آج اس حالت میں اُنہیں خیالات کا اظہار کروں گا۔"

کروں گا مگر کیا تم [illegible] کی میری زندگی کا شکریہ [illegible] شادی [illegible] کچھ تمہارے [illegible] سر اٹھا [illegible] پتھر کی مورتی کی طرح چپ چاپ کھڑی رہو!

بہت تلاش کرنے [illegible] کی طرح تھا اُسی دن سے تم میری ایسی ہو گئی [illegible] میری [illegible] تم ہو [illegible] میری زندگی کے آسمان پر [illegible] تم ہو!

سریتا تمہاری [illegible] سے خالی [illegible] پورا کر سکو گی؟

"تم میری ہو گی؟"

[illegible] اور تم ہماری [illegible] ہوا!

میری زندگی [illegible] تھا [illegible]

[illegible] میری [illegible] گی!

اُس وقت [illegible] سوچ رہی تھی اور [illegible] رہی تھی اس وقت ایک طرف [illegible] تم [illegible] آگئے!

دل کی بات دل ہی دل میں [illegible] اس [illegible]

"گول مال کیوں ہو رہا تھا؟"

بانو بیجی نے کہا۔ منی! کوئی خاص بات نہیں تھی۔ محلے کے چند شریف شخص آ گئے تھے

— "شریف! اشخاص! او مال! ابھی سے سو جاتا تھا پیچھے گھر میں ڈاکہ پڑا تھا!"

بابو جی قہقہہ مار کر ہنسے، اُچھلے بولے "تو نے سمجھا تھا ڈاکہ پڑ گیا؟"

— "آؤ بابو جی! تمہارے سفید بال نکال دوں۔ بہت ہو گئے ہیں!"

— "بیٹی عمر بھی زیادہ ہوتی جاتی ہے بال بھی سفید ہو گئے تمہارے بال ہیں عقل وقت

میں ٹھکانے کے لئے ہی رکھا ہے تو جانتی ہو"

— "چپ رہو۔ بابو جی! تم اگر ایسی باتیں کہو گے تو میں تم سے ناراض ہو جاؤں گی!"

— "میرے ناراض ہونے سے میں ڈرتا ہوں۔ تو مجھ سے بگڑتی ہے۔ اور پھر

تو دیکھی ساری آتی ہے"

— "تو آؤ۔ اب میں تمہارے سفید بال نکال دوں گی!"

— "نہیں نہیں۔ اب مجھے سفید بال نکالنے کی ضرورت نہیں۔ تو میرے سامنے

آ کر بیٹھ جا۔ میرے ساتھ مجھے بات چیت کرنی ہے!"

بابو جی کی آواز سنتے ہی سمجھ گئی کہ کیا بات ہے؟ میں بیٹھتی ہوئی ہوتی۔

بابو جی دیر تک خاموش رہنے کے بعد بولے "بیٹی! الحمد للہ میں نے تجھ سے

ایک بات پوچھی تھی۔ یاد ہے تیری شادی کی بات؟"

میں نے کچھ نہیں کہا — چپ رہا۔ باپ تو مجھ کو سر پر ہاتھ پھیرنے لگے۔

بابو جی نے کہا "آج پھر تجھ سے وہی بات پوچھ رہا ہوں۔ منوہن نے کہلا بھیجا ہے اگر

وہ تجھ سے اپنی شادی کرنا چاہتا ہے تو میری رائے ہے یا نہیں؟"

میں نے کچھ نہیں کہا — چپ رہا۔ باپ تو مجھ کو سر پر ہاتھ پھیرنے لگے۔

بابو جی نے کہا "آج پھر تجھ سے وہی بات پوچھ رہا ہوں۔ منوہن نے کہلا بھیجا ہے اگر

وہ تجھ سے اپنی شادی کرنا چاہتا ہے تو میری رائے ہے یا نہیں؟"

میں نے گردن جھکا لی۔ جیسے مٹی میں مل کر بیٹھی رہی۔

نانی جی کہنے لگے۔ تو میں میرا ارادہ ملنے کی کوشش کرنے کا یہ خواب میں بھی نہیں سوچا
خاص و سلسلہ میں تمہارا ایسے لڑکے ہزاروں میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتے بیٹی!
میں تو سخت مشکلات میں پڑ گیا ہوں۔ اس شادی کے لئے تو راضی ہے نا ہاں یہ مجھے
معلوم نہیں۔ اس لئے دوسری راستے معلوم لئے ہوئے تم ہی سے کچھ نہیں کہہ سکتا
بتاؤ۔ میں کیا کروں؟

"ارے بابا کہہ رہی کیا سوال پوچھنے کی بات ہے! جیسے میں یکبارگی گونگی ہو گئی"
تعجب ہے چپ رہتی ہو شاید شرما رہی ہو۔ مگر یہ لگی لڑکی اس سے فقط شرمانے
سے کام چلے گا؟"

مگر تاہم اس وقت میری زبان سے کوئی بات نہیں نکلی۔

"بولو۔ بولو۔ باتیں کرو۔ یہ لئے اب کوئی تو رہیں ہے ابھی سے مجھے شرم آ
کہ شرم آنے لگی۔

بہت مشکل سے سر اٹھا کر کہا۔ نانی جی!"

"کہو بیٹا کہو اس شادی میں تمہاری رائے ہے"

دل کو سہارا دے کر کہا۔ ہاں!" کہتا ہیں نانی جی کی گود میں اپنا منہ چھپا کر
شرم اور خوشی سے رونے لگی۔

نمبر ۱۳

دلہن کی باتیں!

میرا دل کہہ رہا ہے۔ سرا میری ہے جیسے کوئی شخص جو بڑی ... ہو کا سوا
دیکھ ایسے ابھی ... میں بھی خیالی پلاؤ پکاتا تھا۔ مگر آج وہی خیالی ... میری
زندگی میں ... ہے۔

... آج ... دل کی ... اس کے ...
... [illegible]

جیسے ایک پُرسکون اور خاموش لمحہ کی طرح خوبصورت - اور یہ سُنا جیسے اُسی منڈ کے جھنکار
درد اور قوالی سے معمور پُر ہو کر اپنے اپنے سے کہہ کر اُس و درفتہ ہو گئی تھی کا شماشتی میں
کی مدہوشی لے کی طرح نسیم سحری کی سرسراہٹ نے آج میرے سرمست دل کو سارا کا سارا
مست سے لبالب بنا دیا تھا — ہوا ذاتی کے دریا تھا اور سر شکال آسودہ مونٹ کے
رس میں شرابور ہو گئی ہیں - اور میرے دل نے یہی چُپکے لطافت دیکھا ہے!

آج صبح سُربالا ہاتھ میں پھول لئے آئی - میں قدم جماتا ہوا اُس کے نزدیک جا کھڑا ہوا۔

"پیش چاہت رکھتا ہوں سُربا!"

بہت ہی دلکش انداز سے سربا نے گردن اٹھا کر آنکھیں بچائیں اُس کے لمبے
لمبے بال پیشانی پر پڑے ہوئے تھے جو بار بار انداز سے نگاہیں پیچھے کر لیں!
اُس پیشانی پر پھولوں سے لدی ہوئی ساخ جھکی ہوئی تھی - اُس کو پکڑ کر میں نے
آہستہ سے ہلا یا — رنگا رنگ کے خوبصورت پھول اُس کے چہرے سے اور شانے پر
گر پڑے"

دونوں ابروؤں میں بل ڈال کر سربا نے کہا "سماؤ اگر ایسا کرو گے میں رنج
ہو گی"

"سُربا تم ناراض ہو گئی ہو - حسین عورت کا غصہ بہت خوبصورت اور دلکش
ہوتا ہے!"

سُربا ہنس اُٹھی — بولی "راستہ چھوڑو میں جاتی ہوں"

میں نے راستہ روک کر اپنے دونوں ہاتھوں سے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا سُربا سا کن
نگاہوں سے میری طرف دیکھتی رہی آہستہ آہستہ میری آنکھیں جا اُسی کی و ہاں تک
جُنبش و حرکت تھا - ٹھنڈک پڑ سے اُسی کے سانس اور تنہا و سنسان گوشے میں ہم دونوں
آپس میں ایک دوسرے کی طرف سرمست نگاہوں سے دیکھتے دیکھتے کھڑے رہے -
دیر سے بہت دیر تک!

کون سی ایک ناواقف لیٹس؟ تاکو ملوں کہ ہم دونوں کی طرف قدم بڑھانے لگی
پھر سے اندھیرے اندھیرے!! سمیرا کی گھٹی گھٹی سانس سے میرا ایک ایک بال کانپنے لگا
"۔ ۔ ۔ وہ کیا سانس تھی؟ یا موسم بسنت کی طرح مہربان، نرم، گرم، ہمیشہ بہنے والی ہوا!
سمیرا کے پھر تھراتے ہوئے ہونٹوں پر میرے تشنہ کام ہونٹ جھک پڑے۔ مگر اتنے
میں مجھے سمیرا کی ممیرا ہاتھ جھٹک کر وہ پیچھے ہٹ گئی۔ انداز بے نیازی و ادا سے بولی،
مگر میں بابو! میں ابھی آپ کی بیوی نہیں!"

تاکیسا دو رسال سچ ہے! جیتے میں ہوا سے گراں سے سرا بھوا میرا دل مجھے اندر
ہی اندر بار بار ملامت کرتے جوٹ پہنچا سے لگا۔ وہ دوسرے ہو کر بولا اے
سمیرا! اور کر۔ مجھے معاف کرو!"

کوئی جواب نہ دے کر وہ سمیرا کمرے سے باہر چلی گئی۔ میرا مکان لیمپس اندھیرا
تھا، رسے بھری ہوئی تتلی کی طرح!!

☼ ☼ ☼ ☼

ادھر میری شادی کی بات، تمام محلے میں شور مچ گیا۔

نوابی روتے روتے میرے پاس آکر بولیں "بیٹا میں یہ کیا کانا پھوسی کی باتیں
سن رہی ہوں۔ کیا تو میرے پاک صاف خاندان میں کلنک کا ٹیکا لگانا چاہتا ہے؟"

میں نے کہا "خاندان میں سپاہی کو لگانا چاہتا ہوں"

— "کیا تو دھوبی الواہ کرے گا؟"

— "ہاں کروں گا تو ۔ مگر کیا اس سے خاندان میں سیاہی لگ جائے گی!

— "کیوں؟ سپاہی کیوں نہیں لگی جو ستم کے دوار آوارہ بھی نہیں ہوا کیا تو
وہی کرنا چاہتا ہے؟"

— "تو اچھا، یہ کلنک ہے۔ اور اگر یہ کبھی ہو تو منگر ہو اور بیٹیں سے کبھی ہو
کیا ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا؟"

— "بیٹا! میں وہ سب کچھ ہیں سمجھی۔ یہ شادی کسی طرح نہیں ہو سکتی!"

"کیوں، تو شاستروں کا حکم ہے۔ پنڈتوں نے بھی یہی رائے دی ہے!"

"ایسے شاستروں کو تو آگ لگا دو۔ اور پنڈتوں کے منہ میں آگ!!"

"اس [illegible] کو روکنا چاہئے۔ میں تمہاری کوئی بات بھی نہ سنوں گا۔ شادی ضرور کروں گا"

"تو تمہیں کاشی کے [illegible] سے [illegible] باہر کر دیں گے۔ جو [illegible] آیا ہے [illegible] اسی آنکھ [illegible]

اس شہر میں ایسا پاپ دیکھنا نہیں چاہئے!"

"تمہارا [illegible] ہو گئی؟"

"نہیں یہ [illegible] باتیں سن کر میری تو [illegible] پاپ سے [illegible]"

"تو اس وقت [illegible] ورنہ [illegible] جوتوں کا [illegible] آج [illegible] پھینک دیا جائے گا!"

"دیکھا جائے گا!! [illegible] ادھرم [illegible] اگر [illegible]!!"

"[illegible] ابھی نہیں کیا [illegible] ابھی چھوٹا ہوں"

"[illegible] بات [illegible] ہوں۔ چھوٹا ہوں [illegible]"

تو امی سے [illegible] آکر کہا [illegible] چاچا [illegible] سرتی

اور [illegible] پیارا [illegible]

وسودھا چاچا تجھے دیکھتے ہی [illegible] کسی [illegible] ایسا کام نہ کرو [illegible]

اس سے بڑا دکھ ہو گا!"

"چاچا کیا نہ کروں؟"

[illegible] بیٹا! اس ادھر کی بیوہ لڑکی سے تم شادی نہ کرو"

[illegible] ایک آنکھ سے [illegible] دکھ کا اظہار کرتے ہوئے بولے

تو ہمارا سماج [illegible] دھرم پھر [illegible] کہیں چلا جائیگا!"

"معلوم ہوتا ہے۔ آپ لوگ ہمیں اسی لئے خبردار کرنے آئے ہیں"

وسودھا چاچا [illegible] میں آکر بولے ہاں بیٹا ہم اسی لئے آئے ہیں سوچو تو سہی

کہ اگر تمہارے ماں باپ زندہ ہوتے۔ تو یہ ادھرم کا کام تمہیں کسی طرح بھی نہ کرنے دیتے۔

آج وہ پرلوک میں ہیں۔ تم اُن کی اولاد ہو کر کہیں اُن کا نام نہ ڈبو دینا۔"

ڈاکٹر صاحب جی بولے "صرف نام ہی نہیں ڈوبے گا بلکہ تمام ہندو دھرم پر کلنک لگ جائے گا"

میں نے تحمل اور اصرار سے کہا "ڈاکٹر صاحب آپ جیسے مہاپرشوں کی اصلاحات [illegible] ہندو دھرم کے [illegible] پڑی ہے [illegible] اس [illegible] اس کو دراصل تکلیف کا احساس ہو گیا"

یہ سن کر چاچا جی چونک کر بولے "موہن! تمہاری ان باتوں کا کیا مطلب ہے؟"

"مطلب بالکل صاف ہی ہے۔ گھر جا کر [illegible] آ جائیگا اصل بات کیا ہے [illegible] ہمارے ملک کو اب جیسے مہاتماؤں کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ لوگوں کی [illegible] لوگوں [illegible] آپ لوگ [illegible] سماج [illegible] اس کی جڑ میں گھن لگا جا رہا ہے [illegible] وہ [illegible] اس کی حالت [illegible] عظیم الشان عمارت [illegible] نگاہ ڈالنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت تنگ و تاریک [illegible] کیا [illegible] کو ہندو سماج کہتے ہیں؟ [illegible] سماج [illegible] مگر آپ لوگوں کو [illegible] سماج سمجھ کر [illegible] بدمعاشوں کا اکھاڑہ ہے۔ جاہلوں کا اڈا ہے"

میرا [illegible] کہ ان لوگوں کے ہوش [illegible] ہو گئے۔ انہوں نے خواب میں بھی خیال نہیں کیا تھا کہ میں [illegible] اس طرح [illegible] کہہ دوں گا"

بہت دیر [illegible] زبان کھولی۔ بولے "موہن! جو کچھ ہو رہا ہے وہ اچھا نہیں ہو رہا۔ اس کا پھل اچھا نہیں [illegible] کل ہی بھگتنا پڑے گا"

[illegible] ڈاکٹر صاحب [illegible] ہوئے کہا "کیا ہو گا [illegible]

مجھے ذات سے باہر کھینچے گا!"

فقیر مشتاق پیارے یوسف نے کہا "یہ تو اس وقت معلوم ہوگا۔ میری بے عزتی کرنے کا حوصلہ تمہیں کیسے ہوا!"

میں نے کہا "مشتاق پیارے چاہیے اگر جاؤ تمہارے افیون کھانے کا وقت آ گیا تم ست کو برادری سے نکالو مگر کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ ہم ست خود ہی برادری سے نکلنے کے لیے تیار ہیں تم لوگوں نے سماج کی حالت ایسی بگاڑ دی ہے کہ اس کے نام کو بٹہ لگ رہا ہے!"

[illegible] موجودہ ایک آنکھ سرخ کر کے بولے "دیکھا انہوں تمہاری [illegible] رہائی اور [illegible] ہی کیسے تک رہی ہے"

پھر [illegible] سوچا [illegible] مباحثہ فضول ہے۔ لات کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے [illegible] اسنگھ کو آواز دی "تھوڑا" کہا [illegible] اور پانی گئے [illegible] اسنگھ پہاڑ کی طرح آ گیا [illegible] آتے ہی اس نے دروازے بند کر دیے۔

[illegible] کہا "شاید آپ لوگ نہیں جانتے کہ [illegible] سنگھ [illegible] اگر میں حکم دوں یا [illegible] اشارہ پا جائے تو [illegible] یہاں [illegible] کر سکتا ہے اس لیے [illegible]"

میرے [illegible] لگی [illegible] کا [illegible] ہو گیا [illegible] کے سامنے [illegible] بھی کھا گیا ہے!"

* * * *

میرے [illegible] کی بات [illegible] کے چند [illegible] نے بہت کچھ اچھالا نو میرا [illegible] ہو گا پہلے ہم لوگوں سے کچھ اچھی طرح [illegible] مگر [illegible] معلوم ہوا کہ مرض کی حالت خراب ہو گئی ہے

[illegible] دونوں [illegible] کی خدمت کا بار [illegible] شہر کے [illegible] کا علاج ہونے لگا۔

مگر رفتہ رفتہ حالت خطرناک ہوتی گئی۔ سرلا کی بانو کی سانس کی بُو سے سمجھ گیا۔
انہیں نہایت مہلک مرض ہوا ہے - زندگی کی اُمید جاتی رہی۔

سرلا نے صاف صاف نہ کہنے پر بھی وہ سب کچھ سمجھ گئی اُس کا چہرہ دیکھ کر اداس رہتی اور مجھے میرا دل ہلاک ہونے لگا ۔ باپ کے سوا اِس دُنیا میں اُس کا کوئی عزیز و یگانہ نہیں تھا بچپن سے ہی ماں کے سایہ سے محروم ہو کر اُس نے باپ کی گود میں پالی تھی۔ زندگی جب سے ہی وہ دکھیارا باپ کی آغوشِ محبت بھری گود میں پال کر بڑا ہوتا اور کسی طرح جب وہ اُسی تلخ زندگی کی داستان کو بھول گئی آج وہی بات اُسے اکیلا چھوڑ کر کسی نامعلوم دیس میں پہنچنے کے لئے چلا جا رہا ہے ۔۔ اُس کا بوڑھا باپ تنگی کی ہوا کسی طرح کہا اُس کا اظہار لفظوں میں نہیں ہو سکتا۔

سرلا کی حالت معلوم کیسے ہو گئی وہ روتی نہیں ماتھی ہاں آج تم سے بہت اُنہی مرض اور کے سرہانے چپ چاپ بیٹھی ہوئی پتھر کی مورتی کی طرح ساکن نظر آتی ہے۔ رات ہو یا دن ایک باپ کو شدید مرض کی تکلیف بڑھ گئی اور ناقابلِ برداشت تکلیف سے وہ ہائی ہائی چلّا رہے تھے - سانس لیتے ہوئے انہیں بہت تکلیف ہوتی تھی ۔۔ سرلا نے اسوقت بھی باپ کی تسکین و تشفی کے لئے دوا ہم پہنچائی اور ہر ایک کی تکلیف دیکھ کر کسی قسم کی بے چینی کا اظہار نہیں کیا اُس کے چہرے پر ایسی قسم کوئی آثار نظر نہیں آتے اُسی موت کے خوف سے طاری شدہ کہ وہ اپنے بستر مرگ کے پاس بیٹھی ہوئی موت و زندگی کی بے تکان جنگ و جدل دیکھتے دیکھتے دل کی حالت جیسے بے حواس ہوگئی - اُسوقت رات کے آخری حصے میں چراغ کی ٹمٹماتی ہوئی روشنی میں سرلا وہی پُرسکون تحمّل یہ زرد چہرہ بار بار میری نظروں کے سامنے آتا تھا دل میں نہ معلوم کیسا جان کا درد ہوتا تھا اُس کی حرکت کسی ہمال گذار کی اُف سرلا کی وہی خاموشی اور بے حس و حرکت مورتی اس رات کے سناٹے میں وہی ناقابلِ برداشت خموشی اور اداسی کے درمیان رہ رہ کر جان بلب مریض کا منہ دیکھا — بہت کس قدر ہیبت ناک نظارہ تھا اکیلے خوفناک کمرے کی دیواروں پر روشنی اور

تاریکی باہر جو سایہ رہ رہ چپ چاپ متحرک ہو کر گھوم رہا تھا اس سے میرے دل کی بیتا
اسی ہو گئی کہ دیکھتے ہی میرا دل کانپنے لگا۔

اس وقت رات کے پانچ بجے تھے آسمان کے مشرقی حصے پر اندھیرا دور ہو رہا صبح
کی نیرنگیاں جلوہ آرا ہو رہی تھیں
یکایک مراری بابو نے پوچھتے ہوئے کہا "سو رہے ہو؟"
جیسے کسی دور [illegible] سے آواز آ رہی ہے مراری بابو کی آواز سن کر وہ حالی رہی جلدی [illegible]
اُن کے پاس جا کر بولا "کیا کہہ رہے ہیں؟"
مراری بابو روشنی سے خالی نگاہوں سے ہر طرف دیکھ کر بولے "جو انسان کا
فرض ہے وہ ہم نے بخوبی ادا کیا۔ اب اور کچھ کرنا دھرنا نہیں رہا۔ میں سمجھ رہا
ہوں آخری وقت آ گیا اس لئے۔"
"مراری بابو یہ الٹی باتوں کا حال [illegible]"
انہوں نے کسی قدر مسکراتے ہوئے کہا "[illegible] کہا [illegible] اس وقت
اُٹھ جا رہا ہوں [illegible] اس فکر و افکار کا کام ہے [illegible] نکلے [illegible]
[illegible]
پانی پی کر بولے "سرہانے [illegible] [illegible] [illegible] کر دینا دیکھو
پہلے میری [illegible] [illegible] انسان [illegible] شکستہ رہے اگر بھول سے
وہ کوئی غلطی کرے تو اسے معاف کر دینا [illegible]
کو اپنی آنکھوں [illegible] پاس ہی [illegible] آرزو پوری ہو گئی [illegible]
[illegible] ذرا دیکھ لو [illegible]"
[illegible] اپنا [illegible] مراری بابو [illegible]
والی نگاہوں سے [illegible] کی طرف دیکھتے رہے اُن کی آخری نگاہیں [illegible]
[illegible] کا دل جیسے [illegible]

کے اندر سے باہر آنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ایک گہرا سانس لے کر مراری بابو نے کہا "نہیں بیٹی! تمہیں کوئی خوف نہیں، موہن تجھے دیکھے گا، آشیرواد دیتا ہوں" یہ کہہ کر انہوں نے میری طرف دیکھ کر پھر کہا "بیٹا! ایک گیت تو سناؤ"

میں نے دھیمے سروں میں بھکتی بھاؤ میں ڈوبا ہوا گیت گایا۔

مراری بابو لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے بول اٹھے "تم لوگوں کی دنیا میں آج صبح صادق کا ظہور ہوا ہے مگر میری زندگی کی شام ہے — بس ذرا سی دیر میں دھیمے دھیمے اندھیرا ہو جائے گا — سویرا ہوگا، ظلمت چھا جائے گی، تاریکی امڈ آئے گی، پھر گاؤ پھر گاؤ!۔"

ساتھ کبھی دل چلے بھون کا سارا چھوڑ دیں گھر کے
گود کا بچہ لے چل نگر کو اوبال! پورے ہو گئے پھیرے

میں نے یہ گایا۔ مراری بابو نے آہستہ سے کہا "موہن! بیٹا! میرا سر کسی اونچا کر دو اور کھڑکی کھول دو۔ آنکھوں پر سے پردہ ہٹتا جا رہا ہے — جب تک دیکھ سکوں، دنیا کا یہ اجالا — یہ روشنی دل بھر کر دیکھ لوں۔"

* * * *

سب ختم ہو گیا۔ مراری بابو کا وہ ہنس مکھ چہرہ — اس پر [illegible] سکے گا۔ ان کا ذہن مردہ اور بے حس، وہ حرکت جسم [illegible] آگ کی [illegible] لٹا دیا گیا۔ اور وہ وہاں سے کسی بیکراں میں جا کے، اور کچھ نہیں بچا!

چتا جلا کے لوٹ کر دیکھا کہ "کنارے" کے کنارے سر جھکائے [illegible] حرکت بیٹھی ہوئی ہے — اس کی خالی نگاہیں [illegible] اور [illegible] کر کے اس پار سے مڑ کر دیکھا، چھوڑ کر یہ معلوم کہاں چلی گئی ہیں۔ کون جانے! آہستہ آہستہ پاس جا کر پکارا "سرلا!"

سرلا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جذبات سے خالی نگاہوں سے میرے چہرے کی طرف دیکھتی رہی۔

"سمرنا ہمارے چلو!"

— ماتم میں کی پتلی کی طرح اُٹھ کھڑی ہوئی — پھر ایک بار شمشان کی طرف دیکھا — شرارتی لو کی لپٹیں، ادھ جلی چتا سے اسوختہ ہی کہ صرف دھواں اُٹھ رہا تھا اور اسی کے پاس ایک شخص تہ اُوڑھے ہوئے گٹھڑی سے ہر چپ چاپ بیٹھا بیٹھا اپنے دل ہی دل میں معلوم کیا سوچ رہا تھا

ہر چیز کے سامنے اور ایک نئی چتا تھی — اس پر ایک ہائے خوبصورت نوجوان کالا — رکھا [illegible] مرنے کے بعد [illegible] لوگوں کے ہاتھ لگانے کے باوجود بھی اس کے رنگ میں کوئی پھیکا پن نہیں آیا تھا۔ نوجوان کا جسم [illegible] سے کٹے ہوئے ایک تار [illegible] بڑی تھی۔

— کیسے ہیں لوگ، نے زور لگا کر بچانا چاہتے تھے مگر کسی طرح بھی کوئی اُسے نہیں — بچا سکا تھا۔ اُسے جب [illegible] لوگ سمجھاتے تھے اُس وقت وہ [illegible] اور بھی [illegible] لگا کر [illegible] کر اٹھی تھی۔ ہاں جی مجھے بھی انہیں کے ساتھ ساتھ ہی جلا کر خاک کر دو — ہائے پاؤں پڑتی ہوں میرا [illegible] وہ چہرہ جلا کر خاک کر دو۔ ابھی جلا دو۔ جلا دو!"

اُس نے ایک نظارہ [illegible] کی طرف دیکھا [illegible] دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ ڈھانپ رکھا تھا۔ میں نے کہا "سمرنا چلو، یہاں سے چلو!"

کوئی بات کہے بغیر سمرنا آہستہ آہستہ میرے ساتھ آگے [illegible] اس کی [illegible] دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی۔

ٹھیک اسی طرح پھر وہ میرے ساتھ گاڑی کے اندر داخل ہوئی۔

[illegible] سے زور سے گاڑی کا دروازہ بند کیا۔ یوں ہی سمرنا [illegible] کہاں؟ وہ تو یہیں آ گئے — اس کا چہرہ دیکھ کر خیال آیا۔ جیسے وہ ابھی ابھی کسی خوابِ گراں سے بیدار ہوئی ہے۔

— سمرنا! یہ کیا کہہ رہی ہو، طبیعت سنبھالو!

— "کیوں موہن! اُلو اسے کیا ہوا ہے؟" کہکر اُس نے ہا بنتے ہی رُوکھی ہنسی ہنسی — "اُس جنسوں سے جیسے میرا اپنا سہارا ضبط بھی چور چور ہو گیا سُرما ہنس رہی ہے؟ اُوف — ایسی حالت میں!

جب سے موہن اُسکا ہاتھ پکڑ کر ہلاتا نہ آواز سے کہا۔ "سُرما! سُرما!"

سُرما داؤو … اس اندار سے میری جانب متحیر ہو کر دیکھتی رہی اور اس کے بعد آہستہ آہستہ اُس کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا رفتہ رفتہ اس کی دونوں آنکھوں بھر آئیں بالآخر صبر کا باندھ ٹوٹ گیا "بابو جی! بابو جی!" کہکر روتے روتے رہ گئی دونوں ہاتھ سے میرے دونوں پاؤں پکڑ کر میری گود میں اپنا منہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

۱۴

چودہ

سُرما کی باتیں!

معلوم ہوتا ہے اس دنیا میں کوئی ایک بھی اپنا نہیں رہا ہے۔ پھول کو کبھی کسی طرح بند ہو گا یہ آسمان ہوا رفتہ ہی سے کسی سبب آج یوں ہی … اس سی معلوم ہوتے ہیں۔ … تو سمجھتی ہے کیا ایسا … اور کس طرح بھی دنیا میں ہو سکتا ہے مجھے کسی طرح بھی! … رفتہ یہاں … ہے … مرد … دنیا کی بات بھی … کسی ہوں۔ اپنی ہوں!

بابو جی — بابو جی!! "

کمرے کی دیوار سے سہارا … بابو جی کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا … دوں … لگا … ہو اسی طرح … کتنے پیار … اس … بھی … کر سکتی … وہ اچھے دل … کا اظہار کر … اُن کے … کی آواز … وہ … رہتے … اُن کے … سہارا … آپ … ناؤں کا نام ہو گیا … آج بیکس ہیں — … کی مر گئی!

بابو جی کے نہایت پیار و محبت سے پالا ہوا کتا آج منہ خشک سے اور ادھر ادھر گھوم رہا تھا ــــ ایک ایک کمرے میں اُن کی تلاش کر رہا ہے۔ ان دو راتوں میں کس درد مند آواز سے وہ رو رہا تھا۔ بار بار میرے پاس آ کر آبدیدہ نگاہوں سے میری طرف دیکھ کر کھڑا ہو جاتا تھا ہائے اس بے زبان جانور! وہ تو کچھ بھی نہیں کہہ سکتا۔ مگر اس کی یہ درد مند نگاہیں جیسے بولنا چاہتی ہیں "بابو جی! وہ کہاں گئے ــــ وہ؟" تو، بابو جی کی کھاٹ کے نیچے ــــ بستر پر ــــ صرف یہی کیوں؟ لحاف تک کے اندر گھس گھس کر بار بار تلاش کر رہا تھا ــــ مگر انہیں کہیں بھی نہ پا کر بالآخر کوں کوں کر کے رونے لگا۔ انسان کی طرح اس کی دونوں آنکھوں سے بھی آنسوؤں کا دریا رواں ہو گیا۔ وہ کھانا نہیں چاہتا کھانا دینے سے منہ پھیر کر بیٹھا رہتا ہے اور غمگین چہرہ بنا کر نہ معلوم کیا سوچتا رہتا ہے۔

شمشان میں بیٹی بیٹھے بیٹھے آنسوؤں سے ابا سپرد کر رہی تھی۔ موہن بابو اور ہری بابو بیچ بیچ میں آ کر تسلی دے جاتے تھے۔

آفت و مصیبت میں پڑ کر میری شرم دور ہو گئی ہری بابو مجھے ودی کہہ کر بلاتے تھے۔ میں بھی انہیں دادا کہتی تھی ــــ اتنے دنوں تک اُن کے ساتھ بات چیت نہیں کرتی تھی۔ مگر اس قدر ربط ضبط اور میل و ملاپ کے بعد شرمانے سے کام نہیں چلتا میری بڑی خواہش تھی۔ کہ بابو جی کا آخری کام اچھی طرح سے کروں گی ــــ اس میں مجھے انہیں کا سہارا اور بھروسہ تھا۔

جو اس محلہ میں پروہت کا کام کرتے ہیں۔ وہ آئے تھے۔ اُس شخص کو دیکھ کر میری طبیعت سخت ملول ہوئی۔ وہ مجھے "ماں" کہہ کر ضرور بلاتے تھے مگر اُن کے چہرہ اور آنکھوں کے اندر کچھ ایسے حرکات تھے۔ کہ جب تک میں نے گھونگھٹ نہ نکال لیا مجھے چین نہیں آیا۔ ایسے شخص سے اس قدر نیک کام کرانے کا مجھے حوصلہ نہیں ہوا مگر کیا کرتی کوئی تدبیر نہیں تھی ــــ جو چنڈال سے بھی زیادہ حقیر ہے سماج صرف اُس کے گلے میں جنیو دیکھ کر ہی سب کے سر پر پاؤں رکھ کر گھومتا ہے

پروہت ٹھاکر نے آ کر کہا "ماں! ایک بات کہنے آیا ہوں"

— "کیجئے"

— "تمہارے باپ کی شادی کرنے کا حقدار تو کوئی نہیں؟"

— "نہیں"

— "تو پھر رخصتی کی رسم تو تمہیں کو ادا کرنی پڑیگی"

— "جی ہاں!"

— "بہت اچھا تو پھر اسی وقت سے تمام انتظام کر دو میں اس محلہ کا چودھری ہوں"

— "یہ تو مجھے نہیں معلوم تھا!"

— "تم نہیں جانتی ہو مگر فقیر محمد چاچا کو اس محلہ کا کون شخص نہیں جانتا تھا تمہارے باپ کے ساتھ بھی میرا بہت کچھ ربط ضبط رہا ہے۔ ان کے جیسا نیک و پاک اور [illegible] والا شخص اس دنیا میں کہاں نظر آتے ہیں۔ اُف! ابھی شہید دل ہوئے۔ آنکھوں سے [illegible] چاہیے تھا، [illegible] چاہیے تھا، کیسی کیسی ہی باتیں کی تھیں۔ اور آج دیکھتا ہوں کہ وہ اس دنیا میں نہیں۔ دم کے دم میں کیا ہو جاتا ہے۔ [illegible] بڑی [illegible] [illegible] سمجھ سکتا ہے۔ تم اپنے ماں باپ کی لائق لڑکی ہو، تو تمام کام کس طرح انجام دو گی!"

میں ہکا بکا تھی۔ وہ اُسے سب کچھ صاف صاف بتا دیا۔ انہوں نے اظہار [illegible] کرتے کہا "ہاں! اسی کو کہتے ہیں کہ باپ کی طرح لڑکی ہے اور کیوں نہ ہوگی ماں ایسی تمہارے خیالات سن کر بہت خوش ہوا۔ اچھا انتظام ہونا چاہیئے!"

— "ٹھاکر [illegible] دوست کرتا ہے وہ [illegible] بیمار [illegible] ہیں کہہ سکتی ہو۔ [illegible] ان کی کیا صورت رہتی ہے؟"

— "ایک طرح سے وہی صورت گزار رہیں ان کی صلاح سے [illegible] کچھ نہیں کر سکتی"

[illegible] گھر سے [illegible] معلوم کیا [illegible] اس کے بعد ایک گہرا سانس [illegible] "اچھا اچھا یہی ٹھیک ہے [illegible] آؤں!"

[illegible]

مگر کسی قدر دیر بعد موہن بابو سے جب ملاقات ہوئی پروہت ٹھاکر سے متعلق اس
وقت کئی ہی باتیں سنیں۔ ٹھاکر جی اچھے آدمی نہیں۔ یہ بات تو میں نے اُن کا منہ دیکھتے
ہی جان لی تھی مگر اُن کا مزاج بھی ایسا ہے یہ جو اس میں بھی خیال نہیں کیا تھا۔

موہن بابو نے کہا "پھر بھی بے چارہ میری منت و خوشامد کرنے گئے تھے۔ مگر میری
خواہش نہیں کہ تم ان سے اس قسم کا کام لو۔"

میں نے کہا "آہا! جب وہ اس قدر اصرار کر کے آئے ہیں۔ تو ہنس کر ہاتھ پکڑ لینا
ہزار ہوا پھر بھی سر ہی تو ہے۔"

— تو پھر تمہاری جو مرضی۔ اگر بستر تم نہیں جانتی ہو۔ انکار کرنے میں کبھی شرمندگی
ہوتی ہے انسان میں کئی بہت سے شیطان ہوتے ہیں

* * * *

بابو جی کا کام ختم ہو گیا اس زندگی میں اُن کے نام کا اتنا پاک دن پھر
کب آ سکتا — یہی سوچ کر میرا دل اندر ہی اندر دھک دھک کرنے لگا۔

پتہ نہیں کیسے دوسرے دن صبح اُٹھی تو ٹوم نظر نہ آیا۔ ازاں بعد ایک ایک
کر کے سات آٹھ دن گزر گئے۔ ٹوم واپس نہیں آیا — بہت تلاش کرنے پر بھی اس کا
کوئی پتہ نہ چلا جس راستے سے بابو جی اُسے اُٹھا لائے تھے وہ راستہ کا کتا پھر اُسی
راستے میں کھو گیا کیا ٹوم بابو جی کو تلاش کرنے گیا؟ انسان کی مایا انسان بھول جاتا
ہے مگر جانور ہوتے ہوئے بھی ٹوم نہ بھول سکا — مایا کی پکار ہوتے وہ گھر چھوڑ کر سُکھ
چھوڑ کر راستے میں ٹھوکر کھاتا سا نکل پڑا۔

بابو جی بھی کبھی ایک بات کہتے تھے میرے ہی ذہن میں وہ آ گئی کہ بعض اوقات
کتا انسان سے بھی بڑھ جاتا ہے۔

بابو جی کی موت کے بعد دیکھتے دیکھتے ایک مہینہ گزر گیا جس دن گھر سے میں اُٹھائی
ہوئی تھی درد رفتہ رفتہ دبی۔ [illegible] آنے لگی [illegible]
[illegible] روشنی اور مجھے [illegible] ٹوم [illegible]

اتنے میں اور بھی ایک واقعہ ہُوا۔

ایک دن دوپہر کو اکیلی بیٹھی ہوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔ یکایک موہن بابو کی نوکرانی نے آ کر کہا۔ "آپ کو ماں جی بُلا رہی ہیں۔"

سہم گئی۔ مجھے موہن جی کی بوا نے بلایا ہے۔ کسی قدر متعجب ہو کر پوچھا۔ "کیوں؟"

اُس نے کہا "یہ تو نہیں جانتی۔ کب آئی تھی؟ کچھ بات چیت کرنی ہوگی۔"

میرے ساتھ بات چیت! کیا بات؟ کچھ فیصلہ نہ کر کے کتاب بند کر کے بولی "چلو تمہارے ساتھ ہی چلتی ہوں۔"

نوکرانی کے ساتھ ہی باغیچے کے راستے سے موہن بابو کے گھر گئی۔

دالان میں عورتوں کا ایک مجمع لگا ہُوا — اُن میں لڑکیاں، نوجوان اور بُوڑھی — ہر عمر کی عورتیں تھیں۔

مجھے دیکھتے ہی وہ سب باتیں بند ہو گئیں — سب کے چہرے پر ایک دبا ہُوا حسد دوڑ گیا۔ یکساتھ ہی کتنی ہی تیز نگاہیں میرے منہ کے سامنے جیسے دھار دار چھُری کی طرح مجھ پر پڑ گئیں۔ دل دھڑکنے لگا۔ چور کی طرح ایک کنارے کھڑی ہوئی زمین کی طرف تاکتی رہی۔

نگاہوں سے حسد رقابت کے شعلے نکلتے ہیں۔ کئے گئے۔ نہ معلوم کس نے کہا "ہاں جی موہن کی بوا! کیا موہن اسی سے شادی کرنا چاہتا ہے؟"

"ہاں بیٹی! میری قسمت! ابھی نصیب میں اور کیا کیا لکھا ہے یہ تو دیکھنے ہی جائیں۔"

ایک کونے میں چپ چاپ — اور مجھے سنا سنا کر نہ معلوم کس نے کہا "قسمت ہے۔ دیوانگی کی طرح جلا ہُوا منہ لے کر یہاں آتے ہوئے قسمت کو شرم بھی نہ معلوم ہوئی۔" میرا عضو عضو شل ہو گیا۔ کسی طرح دبی ہوئی آواز سے بولی۔ "مجھے کیوں بُلایا ہے؟"

موہن بابو کی بوا جی نے کہا "بیٹا! شوہر کو کھا کر اب میرا سر کھانے بیٹھی ہو کیوں؟"

بتاؤ تو سہی؟"

"یہ کیسی سخت بات! میرے سر پہ تو جیسے بجلی گر پڑی!

ستے دیس سے لڑکی ہو دیس جاؤ — بڑھوا چھوٹی ہو مدہوا کی طرح رہو۔ یہ تو نہیں ہوتا
ہر طرح باپ کی بات ہو رہی ہے۔ تمہیں کیوں بلایا ہے۔ جانتی ہو؟ جس جس بھرے دربار
کا ستیاناس ہوا اسی لیے، اس سے اس کے محل پر بھی سیاہی لگے گی۔ تمہارے بھی
کیوں ننو کی ماں!"

ننو کی ماں کو اب تک کچھ کہنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ اس وجہ سے اس کا پیٹ پھول
رہا تھا۔ کیونکہ موہن ماتو کی نوا کی بات ختم ہونے سے پیشتر ہی وہ آنکھیں بچا کر بول اٹھی
"وہ ادھر ادھر کیا مردہ ایسے کر سکے گا؟ جنھی تو دیکھنے دکھنے شدرسٹ ما بیٹھ مرا!"

اور ایک عورت — جیسے ماں کی بھکاری ہے — اسی طرح سر اٹھا کر سر بار
لہجہ میں بولی "کیوں بہن! باپ ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتا!"

اور ایک بڑھیا دونوں بھویں چڑھا کر کے گال پر ہاتھ رکھ کر بولی "ماں ماں!"
ماں!!! بدھوا اواہ! اس زمانے کی لڑکی ہے۔ ایسی لڑکی کے منھ میں آگ!"

"نکلے سر پچاسی اودیس سے مردوں کو ٹھیلنے آئی تھیں!"

"کون جانے وہ خاندان پر سیاہی لگا کر آئی ہے؟ اسے کون کیا کہہ سکتا ہے!"

جس کے جو منھ میں آیا اس نے وہی سنایا۔ ان چوٹ پر سانے والیوں کے درمیان
میری حالت مکیں ہرنی کی طرح ہو گئی۔ اتنے انسان ہیں پر کیا کوئی بھی ایسا نہیں جو
اس ابھاگی کو ان کا نوالہ ہونے سے بچائے! دیوار کا سہارا لیے میں گونگی بنی ہوئی کھڑی رہی
— دکھ درد اور تکلیف سے میری دونوں آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ آنسوؤں سے
تر بتر ہو گیا۔

نہ معلوم کون عورت کرخت آواز سے بول اٹھی، موہن کی نوا! مالک نے کہا تھا کہ
اگر لڑکی کے باپ کی شرادھ میں گئی تو اچھا نہ ہوگا۔

یکایک کسی نے ڈانٹ کر کہا ٹھہرو! بہت کی موہی! شرادھ میں شورہ دینے

بوڑھے فقیر بیچارے کی عقل کہاں گئی تھی کام کے وقت تو کام کا ہی - اور کام ہو جاتا
پھر پاپی! واہ تمہارے مالک اچھے آدمی ہیں!

موہن لال کی بیوی جھنجھلاہٹ آمیز لہجہ میں بولیں "مسلمان ہو کر بھی ان کی اولاد کی تو کیسی ہمت سے
بُرا بھلا کہتی ہے؟"

— "بوا جی! تم ٹھیرو - مجھ پر ناراض نہ ہونا بڑھاپے میں تمہاری عقل پر پردہ پڑ گیا
ہے۔ ایک تو بیچاری کا باپ مر گیا، دوسرے تم نے محلہ کی عورتوں کو بلا کر اس کے رحم پر
پہ ایک اضافی کرے رہا ہو۔ شاید تم نے اسی لئے مجھے گھر سے بلایا ہے اور تم لوگوں سے
کہتی ہوں کہ تم میں سے کس کے دل میں دیا دھرم کا نام نہیں ایک گناہ تھا ہی سے
کیا اسی طرح دھونس دیکر کے اچھا ہونا ہے؟"

ایک عورت نے دبا کے ہوئے کہا "اری تم اولڑکی دیا نادہیں ہے جو منہ
میں آتا ہے بے لحاظ سناتی جاتی ہے"

اور ایک عورت نے کہا "ابھی کل کی چھوکری ہے۔ دیا دھرم دیا دھرم چلاتی
چلاتی ہے"

— "وہ سب باتیں جانے دو۔ جتنا کسی نے ساتھ سوور دیا ست سے کام ہی لیا سبھی کو
اور ان کا حال معلوم ہے — اگر اپنی عزت، کچھ منظور ہے تو چپ چاپ بیٹھی رہو
ورنہ اپنا اپنا رستہ لو"

کسی نے آگے بیر اٹھایا کہ لیا۔ آنکھ پھیر کر اچھی طرح دیکھا ایک نہایت حسین
عورت! کیا اسی کا نام جمنا ہے؟

اُنھوں نے نائیکہ اپنے میں مجھ سے کہا "تو میری لکشمی ارودہیں اسی وجہ سے
سب جو منہ میں آتا ہے کہے جا رہی ہیں۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ان ہی نے الٹی ہوگی تو
میں تمہیں یہاں ہرگز ہرگز نہ آنے دیتی۔ تم اپنے دل میں کوئی خیال نہ لاؤ۔ جاؤ گھر جاؤ!"

گھر آکر جب اپنے کمرے میں گئی۔ اس وقت میرا دل جیسے سینے میں جوش

تڑپ رہا تھا۔

زندگی میں بہت سے دُکھ اُٹھائے مگر اتنی ندامت اور بے عزتی مجھے کبھی بھی برداشت نہیں کرنی پڑی باؤجی کی محبت اور خاطرداریوں سے اسے دنوں تک میں بہار کی آڑ میں تھی۔ باہر کا آدمی بابی مجھ پر اثرانداز نہیں ہو سکا۔ آج جوں ہی باؤجی کا سایۂ عاطفت سر سے اُٹھا یہ بدروحیں اسی وقت اپنا کام [illegible] لے کر زہر آلود سانسوں سے مجھے جلا کر خاک کر دینا چاہتی ہے۔ اسی لئے باؤجی ڈرتے تھے کہ اُن کی عدم موجودگی میں میرا کیا ہوگا؟ سمجھ گئی۔ سمجھ گئی!!

آج جو سُنا وہ کس قدر خوفناک بات ہے ان لوگوں نے کیا سمجھا؟ موہن باؤ کیا میں جھوٹ بھی سکتی ہوں۔ ایسی بات بھی سُننی پڑی ہے — اوماں!

اِن کے اور سے قطع نظر اس محلہ میں مجھے رہنا ہوگا مگر باؤجی کہاں؟ جس کے ماں نہیں، باپ نہیں، شوہر نہیں، آپ کچھ کے لئے صرف تم ہو باپ ہاں! تم — تم — ایسی عورت کا دُنیا سے اُٹھ جانا ہی اچھا ہے!

آنے کی نہ ملی لعنت ملامت سہی ہم سہ لیں گی درد دل بڑھتی ہی رہے گی لوگ نہ معلوم کیا کہینگے ہر طرف سے کانوں میں انگلی دی ہی ہوگی۔ لیکن ایسا ایسا آج [illegible] دیں ملا دینگے — [illegible] رہ گئی کوئی [illegible]

اشوفت میری حالت کون اپنے آپ کو [illegible] ڈال لے گا؟ موہن باؤ؟ ...

ہاں اور آپ بھی۔ مگر [illegible] لئے [illegible] کہ چھپ کر بیٹھے سماج سے دشمنی مول لینگے اور مجھے بچانے میں کہاں آفات و مصائب کا شکار بنینگے؟ اِن میں بھی مشکلیں ہوں گی وہ بھی سہہ جاتے — یہ تو اور بھی خوف کی بات ہے!

زندگی کے [illegible] سمندری خواب نظر آئے مسلسل کے پتھر [illegible] سے ٹکرا کر وہ نہ معلوم کس [illegible] ڈوب گئے۔ آج سمجھی ہوں کہ میرا یہ دکھ درد لاعلاج ہے — اس میں حل [illegible] کیا [illegible] اُس کی [illegible] مرجانا کرنا بہتر ہے۔

دونوں ہاتھوں سے دل تھام کر روتی ہوئی پکار اُٹھی "اُوجی! تم مجھے اپنے پاس بُلالو۔"

پندرہ

حمنا کی باتیں ۱

پھوا جی کا خط پڑھ کر مجھ کو بڑی ہی ہنسی بہت نکلی تھی کہ میرے دادا کو مسرف سمجھ کر اُن کا دماغ خراب کرنے کی فکر ہے۔ بہت اچھا ذرا مجھے وہاں پہنچنے دو۔ بچاری کے کان نہ اُڑا لوں تو میرا نام نہیں۔ میں شریف تو تنہا ہوں جس کا شوہر مجسٹریٹ ہے اُس کو کسی بات کی کیا فکر ہے میرے رہتے ہوئے ایسی خرابی پیدا ہو۔ دادا یہ کبھی نہیں ہو گا!

اور دادا بھی کیسے آدمی ہیں لڑکی ہوتی تو اب تک اُس کے ناتی پوتے ہو جاتے ایسی عمر گزر بھی ہو گئی اور وہ ہمیشہ یہی رٹ لگائے رہتے ہیں کہ شادی نہ کروں گا۔ ابھی عمر گزر گئی ہے یا آج یہ معلوم کہاں کی ایک ادھیڑ بدصورت کو دیکھ کر دل بھی ہاتھ سے کھو دیا دل بھی کیا دُوائی چوٹی ہے کہ جہاں یہاں بغیر سوچے سمجھے دے دیا اور بابا اُمر وہ کو منگا!

میں اسی وقت میرے شوہر شگفتہ اندر سے مکان میں داخل ہوئے مجھے دیکھ کر بولے "کس کا خط پڑھ رہی ہو؟"

— "تمہارا خط نہیں ہے!"

— "یہ تو سمجھ گیا۔ مگر کس نے لکھا ہے؟"

— "یہ بعد میں معلوم ہو گا، مور کے پر لگا ہوا کاگ[1] اپنا کمال کر آرام سے بیٹھو" بعد ازاں رفتہ رفتہ سب معلوم ہو گا!"

— "حمنا! تم بہادر ہو۔ شوہر کو کاگ کہتی ہو۔ ایں!"

— "بہادر کہنا کے لئے کیا سچ کہنا بھی منع ہے"

— "مگر شوہر کے لئے کوشش کی تشبیہ تلاش کرنا کہاں تک مناسب ہے، اگر یہی بات تھی تو کوئل کا نام لے سکتی تھیں"

— "ہو بہو لے سکتی تھی مگر کوئل کو کسی نے کبھی مور کے پر لگائے ہوئے دیکھا ہے

[1] بمبئی کوا ۱۲

یہی وجہ ہے تم کالے ہونے پر کومل نہیں ہو"

— ٹھیک سمجھا تم لوگ — عورتیں تھیٹر کے سیٹ باجے کی طرح ہوتی ہیں۔ اگر وہ ناچا نہ ہو — ہو تو مشکل۔ جمنا! تمہاری باتوں پر مجھے غصہ آرہا ہے!

— مہیم! اگر تم ناراض ہونا چاہتے ہو۔ تو دل سوچ کر کسی اور دن ہونا۔ اگر تم آج ہی ناراض ہو گئے تو میرا کام کیونکر ہوگا؟ اس لئے مجبوراً میں آج تم سے معافی مانگتی ہوں کیوں کیا کہتے ہو۔ اچھا کپڑے تو اتار ڈالو۔

شوہر کو ناشتہ وغیرہ دیتے ہوئے پنکھا جھلتے جھلتے کہا۔ کل میں کچھ دنوں کے لئے اپنے میکے جاؤں گی۔ تمہاری کیا رائے ہے؟"

شوہر کے ہاتھ کا رس گلہ ہاتھ ہی میں رہ گیا آنکھیں چڑھا کر بولے "اس ماں باپ کے گھر! موسم بسنت کے ان خوشگوار ایام میں تم ماں باپ کے گھر جانا چاہتی ہو؟ عجب عکس!"

— معاف کیجئے گا۔ شریمان جی کی رکاوٹوں کو میں ویدوں کی بانی سمجھ کر بسر و چشم قبول نہ کرسکی۔"

— جمنا! اگرچہ میں نہایت وسیع دل ہوں تاہم یہ برداشت نہیں کرسکتا!"

— پھر! یہ خط تو مہربانی فرماکر پڑھ سکو گے؟ — یہ کہکر میں نے ماں جی کا خط ان کے ہاتھ میں دیدیا۔

خط پڑھتے ہی سوامی جی کرسی چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور میز پر زور سے ایک گھونسہ مار کر بول اٹھے "شاباش موہن! اتنا ناش! واہ تمہیں اس قدر حوصلہ ہوا — تم ودھوا وواہ کرنا چاہتے ہو؟"

میں نے چہرہ سنجیدہ کر کے کہا "میرے دادا ودھوا وواہ کرینگے اس سے حضور کی اسی قدر جوشی کا کیا سبب ہے؟"

— خوش نہ ہوں گا — کیا کہتی ہو؟ بُرے سنسکاروں کی وجہ سے ودھوا کو کتنا دکھ ہو جاتی ہو موہن ان تمام دقتوں میں نہیں پڑا۔ میرے لئے یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔

اور جمنا! تم کیسی ہو؟ منھ سے تو یہ کہتی ہو کہ بدھوا کی شادی کر دینا مناسب ہے۔
مگر آج جب تمہارا بھائی شادی کے لئے تیار ہوا۔ تو تم پیچھے ہٹ رہی ہو!"

— "واہ ری عقل! پیچھے نہیں ہٹی۔ جس کے گھر سے بیاہ ہوا ہے اس خاندان سے واقف
نہیں مزاج سے آگاہ نہیں اُس کی نسبت کچھ کیسے کہوں؟"

— "وہ سب جانتے ہیں پھر کیا موہن شادی کرنا چاہتا ہے؟"

— "مردوں پر اعتبار نہیں۔ عورتوں کو دیکھتے ہی اُن کے منہ میں پانی بھر آتا ہے
وہ مچل مچل کر آنسو بہانے لگتے ہیں وہ اپنے آپ پر ضبط کر سکیں یہ غیر ممکن ہے"

— "جمنا! مردوں کی طرف سے میں تم سے کہتا ہوں کہ تمہارا خیال غلط ہے"

— "تو سنو،

— "میں ایک مرتبہ عورتوں کے مجمع کے درمیان جا نکلا مجھے یہ حالت ہوئی کہ سر اٹھا نہ سکا
زبان ہچکچانے لگی اور سر چکرانے لگا"

— "تو پھر ہاں کی طرح عشق و محبت میں مختار ہوتے ہیں تم دوسرے
کی عورتوں کو اپنی ماں بہن کی طرح دیکھتے ہو یہ صرف میرے گن کی وجہ سے کیوں
سکھایا اب تمہاری سمجھ میں یہ بات آئی؟"

— "تمہارے گن کی وجہ سے یا میرے گن کی وجہ سے یہ تو میں نہیں کہہ سکتا لیکن
تمہاری طرح اپنی تعریف کرکے میں پاپ کا بھاگی نہیں بننا چاہتا۔ اس بات
اور یہ مشہور عورت جب تقریر کرنے پر آتی ہے تو وہ ایک ساتھ ہی دو پاپ کرتی
ہے — اول یہ کہ وہ فضولیات کے ڈھیر کو بڑھاتی ہے اور دوسرے اپنی
خوبصورتی کی دلکشی کو جو اس کی مقتضی ہے — اس لئے اسے پر ختم ...؟

— تم اپنی تقریر کو ختم کر دو۔ اگر میرے منہ پر قفل سکوت لگانا چاہتے ہو تو
اس وقت یہاں سے میکے جانے کے متعلق —؟"

— "ہاں! میں تمہیں تمہارے میکے جانے کی اجازت دے سکتا ہوں مگر ایک شرط پر۔"

— "وہ شرط کیا ہے ذرا میں بھی تو سنوں!"

— موہن کی شادی میں تم کسی قسم کی رکاوٹ نہ پیدا کر سکو گے!"
— اگر دادا کے قابل گھر اور بیوی دونوں ہوئے تو میں کسی قسم کی رخنہ اندازی
سے کام نہ لوں گا!"
— ہاں تمہاری بات مجھے منظور ہے۔ اب تم یہ بتاؤ کہ تمہاری عرضی منظور ہوئی
یا نہیں کلکتے کب جاؤ گے؟"

✻ ✻ ✻ ✻

کلکتے آکر بڑا اچھے سے تمام باتیں سنیں۔ انہوں نے جن الفاظ میں لڑکی کا تذکرہ
کیا اس سے بخوبی ذہن نشین ہو گیا کہ وہ نہایت حیا دار اور آزاد خیال عورت ہے
اور گرہستی ہوتے ہوئے بھی قابل ہے۔ دادا پر جادو کر دیا ہے اور یہی وجہ ہے
اس نے لڑکی پر پھبتی کے سوا غصہ بھی آیا۔ کم ہوا تو انہوں نے کہا کہ لڑکی کو
ایک بار کسی طرح بلاؤ تاکہ میں اس سے صاف صاف کہہ دوں کہ ایک بوڑھے سے شادی
کرنا اس کے لئے سراسر نقصان ہے۔

اس دن دوپہر کو جب میرے گھر میں عورتوں کی سبھا اکٹھی ہوئی تو میں نے لڑکی
کو بھی بلایا۔

دیکھا اور ہاں ایک کیا؟ میں نے جو سوچا تھا وہ بات تو پہلے ہی تھی۔ نہ تو سر کی
پتلی ہے لاجونتی کی بیل کی طرح۔ اسے لمس سے جھکا ہوا۔ جیسے کنول پھول کی طرح
نہایت خوبصورت ایک چھوٹی سی موم کی پتلی ہے! ایسا معلوم ہوا جیسے سانچے
میں کسی نے تصور کی ہائی خوبصورت تصویر رکھ دی ہے۔ اس کا رنگ ایسا دلکش
اور عضو عضو اس قدر سڈول کہ بار بار دیکھنے کو جی چاہتا تھا۔ بے ساختہ یہی طبیعت
چاہتی تھی کہ سینے سے لگا کر پیار کیا جائے۔ میں باوجود کوشش کے اپنی آنکھ پھیر
نہ سکی۔ وہ حیرت سے لاجواب ہو کر اُس کی طرف دیکھتی رہی۔

اتنے میں دادا جی اس لڑکی کو جو اُن کے منہ میں آیا بولی ٹھٹھول سنانے لگیں۔ لڑکی
کو دیکھ کر میں اس قدر خود رفتہ ہو گئی تھی کہ مجھے کچھ پتہ نہ تھا کیا فیصلہ ہوتا تھا

ازاں بعد جسوقت دیکھا کہ سادہ لوح اور شریف النسب لڑکی ان چند زبان دراز لڑاکیوں
کے درمیان اس طرح ذلیل ہو رہی ہے کہ منہ سے بات نہیں نکلتی۔ اسوقت میری نگاہیں
آبدیدہ ہو گئیں!

میں نے اس کی حمایت میں دو چار باتیں سنا دیں ان عورتوں میں سب پر یہ
بخوبی واضح تھا۔ کہ میں کسیکی طرفداری نہیں کروں گی اسوجہ سے وہ سب خاموش
ہو گئیں ذرا دیر بعد میں لڑکی کو رخصت کر آئی

مگر دل کو اسوقت بھی اچھی طرح نہ سمجھا سکی اس سادہ لوح شریف النسب اور
یتیم مگر بدنصیب لڑکی کو محض میری وجہ سے اتنی لعنت و ملامت برداشت کرنی
پڑتی ہے یہ سوچتے سوچتے اس کے لئے میرا دل اندر ہی اندر تڑپنے لگا۔ اگر دادا
نے یہ تمام باتیں سنی ہیں تو وہ اپنے دل میں کیا سوچینگے؟ یہ بھی سنا کہ لڑکی کے گھر
میں اسوقت کوئی مرد نہیں ہے دادا ہی اس کے نگراں حال ہیں مجھ سے اب ضبط
ہو سکا۔ پیچھے سے اُن کے مکان میں گئی
جاکر کیا دیکھا۔

دیکھا لڑکی فرش زمین پر لیٹی ہوئی آنکھوں کے آنسوؤں سے سینہ سیراب
کر رہی ہے۔ اور پھنسی ہوئی آواز سے موت کے استقبال کی تیاریاں کر رہی ہے
اُف! میں کیسقدر سنگدل اور بیرحم ہوں

اپنے آپ کو لعنت و ملامت کرتی ہوئی میں اُس کے پاس جا بیٹھی۔ وہ اپنے دکھ
سے اسقدر رنجور ہو رہی تھی کہ میری آہٹ بھی نہیں سنائی دی اُس کے جسم پر
ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی "دیکھی بہن! بھلا اس طرح بھی کوئی موت کو پکارتا ہے"
وہ چونک کر اُٹھ بیٹھی پھر آپ نگاہوں سے میری طرف دیکھتی ہوئی سر جھکائے
بیٹھی رہی۔

اُسوقت بھی آنسوؤں کا دریا اُس کے گالوں سے ہوتا ہوا سینے کو سیراب کرتا
تھا۔ میں نے تسلی دیتے ہوئے کہا او میری پیاری! روتی کیوں ہو؟ نہ رو تمہیں میری

قسم!"

اُس نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز سے کہا "آپ --- آپ کون ہیں؟"

"میں موہن بابو کی بہن ہوں کیوں؟ اب تو مجھے پہچانا؟"

میرا یہ جواب سُنکر پھر وہ خوف سے چونک اُٹھی

میں نے ہنسکر کہا "پیاری بہن! خوف کی کوئی بات نہیں میں تمہیں یہاں رُلانے کے لئے نہیں آئی ہوں - بلکہ معافی مانگنے آئی ہوں"

وہ کچھ دیر تک چپ چاپ سر جھکائے رہی - اس کے بعد آہستہ آہستہ بولی "کیوں؟ آپ نے کیا قصور کیا ہے۔ جس کے لئے معذرت چاہتی ہیں بلکہ میں خود ہی آپ کے روبرو قصوروار ہوں"

"نہیں! ہم نے کیا قصور کیا"

وہ ہچکیاں لے لے کر بچوں کی طرح سسکیاں لیتے ہوئے بولی "قصوروار نہیں میرے تین کُل میں بھی کوئی ایسا کرنے والا نہیں - ایک تو میں تو بھی عمر کی لڑکی ہوں" اور پھر بدھوا - کیا میں آپ نے پاک صاف خاندان میں کلنک لگا دیا ہی ہوں میری بات پر یقین کیجئے کہ میں آج رات کو ہی کہیں کسی نہ کسی طرح چلی جاؤں گی جہاں ٹھکانا ملیگا - وہیں جاؤں گی --- آپ لوگ میرے متعلق کسی قسم کی فکر و تشویش سے کام نہ لیجئے گا"

ذرا ٹھہر کر بولی "نہیں! مجھے معاف کرو - یہ تو زمانہ قدیم کی بڑی بوڑھی عورتیں ہیں - جو منہ میں آتا ہے بکتی ہیں اور محلے کے لوگوں نے تو دوسروں کا خاکہ اُڑانے کا بیڑا اُٹھا رکھا ہے اُن کی باتوں پر تم کان نہ دو میں تمہیں بہن بنا کر رکھوں گی --- تم میری بہو ہو گی - تم سے میرا خاندان روشن ہوگا"

"اچھی بہن ایسی جنم کی دُکھیاری ہوں - میری یہ دکھوں سے بھری ہوئی زندگی دُنیا میں کسی کے کام نہیں آئے گی - محض میرے لئے آپ کیوں اپنا سر نیچا کرائیے گی --- میں آپ کی کون ہوں۔

مجھ سے اور ضبط نہ ہو سکا روتے ہوئے دونوں بانہوں سے کھینچ کر بولی۔

تو میرا ہے۔ سہاگ کی کٹھنی میں میرا چھبرا

اگر آزادی ملی تو وہ راہی اُڑ جائے گی۔ مگر بہن میں تمہیں نہ چھوڑوں گی۔ ایسی طرح باندھ رکھوں گی۔

اس نے میرے سینہ پر اپنا سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے کہا "نہیں بہن!! ایسا نہ کہو۔"

میں نے اپنی گود میں اُن کا سر رکھ کر پوچھا۔ "بہن! تیرا نام کیا ہے؟"

"سرما!!"

"اور میرا نام تمنا ہے۔ نہیں! میں تیرے ان لب لعلیں کا بوسہ لینا چاہتی ہوں۔ بڑی خواہش ہو رہی ہے کہ ان جاں بخش ہونٹوں کا رس چوس کر اپنی زندگی سپھل کروں۔ کیا تیرے ان ہونٹوں کا جمع شدہ رس آج تک کسی نے نہیں چوسا۔ میں تیرا منہ ڈھونڈ رہی۔ اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔ نہیں اس مجسٹریٹ کی دی ہوئی ایسی دفعہ قانون کی پیروی کر کے سب کام کرتی ہوں!!"

انہیں پر آپ لگا ہونٹوں سے سرما نے میری طرف دیکھ کر دکھی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

"واہ!" اُس کی ہنسی دیکھ کر میں سمجھ گئی کہ میری ہی جیت ہوئی۔ میں نے پیار سے اُسکا منہ چوم لیا

"مجھے آپ کہہ کر اب نہ پکارنا میں تجھ سے تھوڑی ہی بڑی ہوں اس کے علاوہ بہت جلد تیری نند ہوں گی!"

"آپ بڑی ہیں"

"پھر آپ!! اگر تم میری بات نہ مانو گی تو میں ابھی سے ساس بہو کا رشتہ شروع کر دوں گی!"

"تم بڑی ڈھیٹ ہو۔ مجھ سے اس قدر مذاق دل لگی کرتی ہو!"

"ہم سب یہاں جلسے کے لئے آئے ہیں۔ اس واسطے میری خوشی [illegible] بھر [illegible] خوش [illegible] ہیں تو غم سے [illegible] کرنا چاہئے!"

"بہن! تم میں نہ معلوم ایسا کونسا جادو ہے۔ کہ اتنی سی دیر میں ہی مجھے اپنا بنا لیا"

"تیرا حسن دلپذیر دیکھ کر دنیا بھول جاتی ہے — میری کیا حقیقت ہے؟ جو تجھ دیکھ کر بھی اپنا بنانے کی کوشش نہ کرے گا۔ میں اسے انسان نہیں سمجھتی۔"

"دیدی تمہارے پاؤں پڑتی ہوں۔ مجھے اب اور زیادہ شرمندہ نہ کرو۔"

"سرلا! میں تو اپنے دادا کی تعریف کرتی ہوں کہ انہوں نے کیسا عمدہ انتخاب کیا ہے۔ حیرانی تو اسی بات کی ہے کہ جو شخص شادی کے نام سے اس قدر بھاگتا تھا۔ وہ آج شادی کے لئے اتنا پریشان کیوں ہے؟ اب سمجھ میں آگیا۔ دادا تو خیر مرد ہیں تجھ دیکھ کر میں از خود رفتہ ہو گئی ہوں!"

"جاؤ بھی!"

"اچھا! اب وہ بات نہ کہوں گی مگر ایک اور بات دریافت کروں گی!"

"کیا؟"

"چھپاؤ گی تو نہیں۔ ٹھیک ٹھیک جواب دو گی نا!"

"پہلے بات تو سنوں"

"سرلا! تو دادا کو پیار کرتی ہے؟"

سرلا کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔

"میری بات کا جواب کیوں نہیں دیتی۔ بتاتی کیوں نہیں۔ شرماتی کیوں ہے؟"

"دیدی! دیدی —"

"ٹھہر ٹھہر! اب کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں تیری نگاہیں دیکھ کر ہی میں سب کچھ سمجھ گئی۔"

سولہ ۱۶

دو بہن کی باتیں!

ہزاری باؤ کی وفات کے بعد چاہے گو رشتے سرلا باپ کو اپنا نہیں کہلوا لی۔ مگر

وُہ وہم کے پہلے دھکے کو اُس نے کسی نہ کسی طرح سنبھال ہی لیا۔

اس اثنا میں جمنا اپنی سسرال سے یہاں آ کر کتنے دنوں تک رہی۔ پھوپھی کی زبانی سُنا تھا کہ میری شادی فسخ کرنے کے لئے انہوں نے جمنا کو لکھا تھا۔ میں اپنی اس چھوٹی سی بہن کو جس قدر پیار کرتا ہوں اُس کی دُرشت زبان سے اسی قدر ڈرتا ہوں اگرچہ میں اُس کے خوف سے شرما کو نہیں چھوڑتا۔ تاہم اُس کی زبان سے کسی قدر خوف ضرور کھاتا تھا اسی وجہ سے وہ جس دن سے یہاں آئی تھی میں بھاگا بھاگا پھرتا تھا۔ بھُول کر بھی اُس کا سامنا نہیں کرتا تھا۔

مگر دوسرے دن جب میں کھانا کھانے بیٹھا۔ جمنا نے آ کر مجھے گرفتار کر لیا۔ بولی دادا! ابھی تو شادی بھی نہیں ہوئی گھر میں بہو بھی نہیں آئی۔ مگر تم اپنی جمنا کی یہ ابھی سے بڑی بے مروتی کرنے لگے۔ میں بخوبی سمجھ گیا کہ وہ میری خبر لئے بغیر مجھے نہ چھوڑے گی اسوقت میرا مزاج ٹھیک نہیں۔ اسی وجہ سے مزاج بگاڑ کر ذرا تُرش لہجہ میں بولا۔ ”کیوں؟ کیا ہُوا؟“

جمنا نے شرارت آمیز ہنسی ہنس کر کہا ”نہیں۔ اب اور کیا ہو گا؟ کل سے تم تمہاری شکل ہی نہیں دیکھنے میں آئی۔ اسی وجہ سے کہا تھا کہ کل کہاں تھے؟“

”جہاں میں نہیں رہتا وہاں تجھے تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے؟“

”او ہاں! میں دیکھ رہی ہوں کہ تم شروع سے ہی لڑائی جھگڑا کرنے پر کمربستہ ہو۔ اتنے دنوں بعد تو میں سسرال سے آئی۔ اس پر بھی یہ نہ پُوچھا کہ کیسی ہو؟“

میں نے لجاجت آمیز لہجہ میں کہا ”کچھ خیال نہ کرنا آج میری طبیعت کچھ غمگین ہے“

”غمگین ہے دادا! سچ بتاؤ۔ کیا ہُوا؟“

”نہیں۔ نہیں۔ چنداں فکر نہیں۔ سر میں سخت درد ہے“

”سر میں درد ہے چلو۔ کھانا کھا کر لیٹ رہو۔ میں تمہارا سر دبا دوں گی“

”نہیں نہیں۔ تجھے تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ جا۔ اپنا کام کر“

”ابھی تو کہا تھا۔ کہ سخت درد ہے اور اب کہتے ہو کہ درد نہیں دادا! تمہیں کیا

وں وں لڑائی جاری ہے اگر یہ جھگڑا اور بھی بڑھ گیا تو شاید وہ تم سے شادی بھی نہ کریں دادا انہیں کسی قسم کا خوف نہیں۔ اِن لوگوں کی تم غلطی پر پرواہ نہ کرو۔ وہ لوگ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔"

حما میری مدد کرے گی۔ میں نے خواب میں بھی خیال نہ کیا تھا میں نے سوچا تھا اُس کا دل بھی عام لڑکیوں کی طرح تنگ ہے۔ ولایت سے واپس آنے کے بعد تو بہر کیف مگر حما کے اُس کے مزاج میں اس قدر تبدیلی آ گئی ہے یہ میں نہیں جانتا تھا۔

میں نے کہا "نہیں! میں محلے کے ایک شخص سے بھی نہیں ڈرتا!"

— "مگر سماج میں تو تمہارا حوصلہ سمجھ کر اُٹھا یا جائے گا تمہاری بھلائی کی خاطر میرا منا تم سے شادی کرنے میں بھی عذر کرے میں نے آج باتوں باتوں میں میرا منا کے خیالات اچھی طرح جان لئے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ بات کہتی ہوں دادا اب تم اس شادی میں کسی قسم کے تامل سے کام نہ لو۔ میرا منا جیسی لڑکی تمہیں اور کہیں نہ ملیگی"



حما کچھ دن میرے گھر رہ کر سسرال چلی گئی ان چند دنوں میں ہی اُس نے میرا منا کو اپنے رنگ میں رنگ لیا تھا۔ اس کی شگفتہ مزاجی اور دل خوش کن [illegible] دل میں بھی شگفتگی آ گئی اُس کے چہرے پر ایک خاص چمک آ گئی اور دل و دماغ [illegible] دونوں [illegible] شوخیاں آپس میں بات چیت کرتی تھیں حما کے اصرار پر میرا منا کو [illegible] جانا پڑتا تھا کبھی کبھی دل اُس کے ساتھ ساتھ حما کو گنگنانا پڑتا تھا [illegible] زندگی [illegible] پاکر میرا منا بہت خوش ہوئی۔

[illegible] کے بعد ایک دن میں میرا منا کے پاس گیا [illegible] اس وقت آدھا [illegible] دن کی [illegible] کی بیماری [illegible] کر رہی تھی [illegible] [illegible] کی طرح شام [illegible] کی [illegible] ساری [illegible]

اور بتاتی بھی [illegible] جھجکنے والی نگاہوں سے دیکھتی ہوئی سرما سُندری سُپ چاپ کھڑی تھی
میرے پاؤں کی آہٹ اُس کے کانوں میں پہنچی۔ وہ گھوم کر کھڑی ہو گئی
میں نے کہا "سرما! یہاں اکیلی کھڑی ہو؟"
سرما کے ہونٹوں پر پھیکی ہنسی دکھائی دی۔ بولی "آپ کی بہن نے دونوں کے [illegible]
آ کر میرے دل کو اس طرح فریفتہ کر لیا کہ اپنے ساتھ ہی لے گئی۔ اُس کے لئے نہ معلوم میرا
دل کیسا ہو رہا ہے"
— اس طرح اکیلے رہنے سے تو اور بھی طبیعت خراب ہو گی۔
— مجبور ہوں۔ خود یہاں میں اکیلا ہی آیا ہوں [illegible] دوسرا کہاں سے ملیگا۔ یہ کہکر سرما نے
[illegible] انداز سے سر جھکا لیا۔
موسم بہار کے ابتدائی طرب خیز جھونکوں میں سے کسی ایک جھونکے نے آ کر سرما کے
خیالی سرمایہ میں گھونگھروا لے بالوں کو عجیب انداز سے رقص کناں کر کے اُس کے سر سے ساڑھی
کا پلّہ ہٹا دیا۔
سرما نے ساڑھی اوپر سرکائی۔ میں نے مخل ہو کر کہا "ٹھہرو! قدرتی ماحول میں کوئی تم کی
روک ٹوک پیدا نہ کرو۔ آج کی یہ [illegible] ہوا کی [illegible] کتنے [illegible] بھر رہی ہے [illegible]
تم بھی یہی کوشش کیوں [illegible] کہ [illegible] اور [illegible] اور سر تم مجھ سے ایسی [illegible]
[illegible] کیوں ہو"
— [illegible] کے ساتھ [illegible] انسان [illegible] ولولہ [illegible] کی حد تک آ گیا ہے تو تمہاری شرم کا
کیا قصور ہے"
— سرما اُس [illegible] ہو کر خوش ہو گئی [illegible] اور [illegible] دل [illegible]
پیدا کرتا ہے تو حیا سنگدلی اختیار کر لیتی ہے [illegible] کے متضاد کام کرتی
ہیں [illegible] کیا ہے۔ اگر اس میں [illegible] دل [illegible]
ہوا [illegible] اس پر کوئی [illegible]
ہوتا ہے۔ اور [illegible] سرما کا [illegible] اسی [illegible] آہستہ [illegible]

کا کیا مشغلہ نہیں ہوگا۔"

— "ہاں ابھی دو دن سے تو ٹھیک ۲۱ قسم کی کھانا پکانے کی [illegible]

ہو جائیگا۔"

[illegible] کہا "آپ مجھے [illegible]"

[illegible]

[illegible] کر دیا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

— [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"تو کیا میں [illegible] کروں؟"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"نہیں اب بولو! دن مقرر کروں؟ کیا"

"ضرور کیجئے!"

"میری جان میں جان آگئی تم نے مجھے موت کے منہ سے بچا لیا اب اس طرح کب تک سمٹے رہو گی — کھولو آنکھیں کھولو! منہ کھولو" یہ کہہ کر میں نے اس کے دونوں کانپتے ہوئے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لے کر زور سے دبا لیا۔

سرلا کا ایک ایک عضو سرخ ہو اٹھا — جیسے سرخ گلاب کا پھول! اس کی پیشانی پر وہ لٹکتے ہوئے گھونگر والے بال قطرات عرق سے تر بتر ہو گئے ٹھوڑی اور رخساروں پر بھی ہلکی ہلکی بوندیں نظر آنے لگیں۔

سرلا چپ چاپ وہیں بیٹھ گئی

میں جیسے از خود رفتہ ہو گیا سرلا مجھے ایسی دکھائی دی — میں آہستہ آہستہ — اپنی مرضی کے خلاف اس کے اوپر جھک پڑا — اور اس کا وہ گورا گورا شگفتہ گول سے مرمریں جسم اور رنگِ گل گلاب کو شرمانے والے گالوں کا بوسہ لینے کے لئے جھکا — مگر عین اسی وقت سرلا نے اپنا منہ پھیر لیا۔ میں نے بھی متحیر ہو کر اپنے آپ کو سنبھال لیا اور ذرا پیچھے ہٹ گیا — خیال آیا — ابھی وقت تھی ہم دونوں شادی کے رشتہ سے بندھ نہ گئے

* * * *

شادی کا سب کچھ ٹھیک ہو گیا — اب صرف دس دن باقی ہیں اس کے بعد سرلا میری ہو گی آج صبح نائی ہماری رام باتوں کو ڈالی ہو تم ابھی سسرال کے کسی ایک رشتہ دار کے گھر چلی گئیں وہاں سے وہ آتی جائیگی — اب اس گھر میں قدم نہیں رکھے گی ہم لوگوں کا منہ بھی پھر نہ دیکھیں گی!"

مگر رشتہ داروں میں سے کسی نے ہمارا اعتراض نہیں کیا ہم نے بھی محض اسی وجہ سے کسی کی خوشامد درآمد نہیں کی۔ جن لوگوں نے یہ سوچا تھا کہ ہم ان کے سامنے اپنا سر جھکا دینگے وہ لوگ ہماری یہ حالت دیکھ کر دل ہی دل میں بہت متحیر ہوئے ہمارے اپنے گاؤں میں سے صرف چمپا آئی تھی وہ اکیلی ہی سو آدمیوں کی حیثیت رکھتی ہے اس کے ٹھٹھے

اور چیخ سے تمام مکان گونج اٹھا

میرے بہنوئی نے بھی جو خط مجھے لکھا تھا۔ اس میں ہمت و حوصلہ، آفرین و مرحبا کے
الفاظ ملے گئے تھے۔ انہوں نے اپنے خط میں اس بات کی بڑی آرزو ظاہر کی تھی کہ شادی
ہو جانے کے بعد موقع سے وہ بھی پشاور دیکھنے آئیں گے۔

مگر مستقبل کی جو میں نے حسین خواب دیکھے کہ میں جس وقت اس کائنات کو جنتِ انبساط
کا باری گاہ سمجھ رہا تھا۔ ناگہاں بدنصیبی نے آ کر عین اسی وقت میری زندگی کے خواب
حسین کے جالوں کو تار تار کر کے ہمیشہ ان سے کبھی بدتر بنا دیا ــــ یہ تو میں نے خواب میں
بھی نہیں سوچا تھا۔ اُف! یہ کیسی زبردست چوٹ لگی ــــ قسمت کا یہ کیسا مضحکہ ہے اس
سے تو موت ہزار درجہ بہتر تھی ــــ موت کے ساتھ ساتھ ہی ان تمام کا خاتمہ ہو جاتا ــــ
اس طرح گھڑی گھڑی اور پل پل تو مجھے لقمۂ اجل نہ بننا پڑتا۔ اسی دن سے سمجھ گیا ہوں کہ
ایک گمر درد و حسرت میں تحت اور پھر پتھر کی طرح میری انسانی زندگی کی آرزوئیں اور امنگیں
جھول رہی ہیں پھر یہیں کیسو ۔ یہ تاگا ٹوٹ جائے ــــ دم کے دم میں انسانی زندگی
اس قدر انقلاب پذیر ہو سکتی ہے اس کی تمام آرزوؤں اور امنگوں پر اس قدر جلد
اوس پڑ سکتی ہے۔

جانے دو! ان واقعات کس طرح ظہور پذیر ہوئے اس وقت انہیں
کا اعادہ غیر ضروری ہے

مالٹیچہ کے اس حصہ میں جہاں سنگ مرمر کے حوض کے پاس ہزاروں دھاریں بہتی
تھیں صبح کے وقت آفتاب کی شعاعیں جھوم جھوم کر اس پانی میں جھلملاہٹ پیدا کر رہی
تھیں۔ اسی جگہ ہیرا اور جمنا۔ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے کھڑی تھیں
میں دوسری منزل میں کھڑکی کے پاس میز کے سامنے بیٹھا ہوا ڈائری لکھ رہا تھا
انہیں دیکھتے ہی لکھنا بند کر دیا وہ دونوں ابھی باتوں میں محو تھیں انہوں نے مجھے نہیں دیکھا
ناگہاں جمنا کو کیا خیال آیا ــــ وہ ہیرا کو وہیں چھوڑ کر باغیچہ کے دوسری جانب چلی
گئی ہیرا وہیں تنہا فوارہ کے پاس بیٹھی ہوئی ــــ شاید ــــ سرخ مچھلیوں کا کھیل دیکھ رہی تھی

[illegible]

[illegible] دیکھنے لگا ایک [illegible] اخبار [illegible]

[illegible] لکھا ہوا تھا۔

پچاس روپیہ کا انعام!

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باغیچے سے سرلا اور جمنا دونوں کے دبی ہنسی کی آواز آئی ـــ میرا عضو عضو جیسے ہنس اٹھا۔ اری جمنا! تونے سرلا کو پھولوں کے زیورات سے آراستہ کر دیا ہے۔ یہ پیٹنپ ڈیوٹی کس کی ہے؟ یہ تو دوسرے کی ہے اسے کھولنا ہوگا!

کھولنا ہوگا! کھولنا ہوگا! سرلا اب میری نہیں؟ کیا یہ ممکن ہے نہیں نہیں ـــ نہیں ہو سکتا یہ کبھی نہ ہونے دوں گا۔ میں اس طرح خودکشی نہیں کر سکوں گا۔ سماج سنسار۔ باپ بہن دھرم۔ ادھرم ـــ سب چولہے میں جائیں یہ سب جھوٹ ہیں یہ صرف انسان کی آزادی میں رخنہ انداز ہونے کے لئے ہیں۔ میں اس جھوٹ کو ہرگز نہ مانوں گا ـــ ان رکاوٹوں کو توڑ کر میں باہر آ جاؤں گا ـــ دیکھوں گا پھر کوئی کیا کر سکتا ہے؟

شادی میں اب دیر نہیں۔ سرلا کے شوہر نے جب اپنے دلوں تک پتہ نہیں پایا۔ تو اب بھی نہ پائے گا ـــ میں بھی سرلا سے کچھ نہیں کہوں گا ـــ نہیں ـــ ایک لفظ بھی نہیں ـــ پہلے شادی ہو جائے ـــ اس کے بعد جو ہونا ہوگا، ہوگا۔ سرلا کے شوہر کو اگر پتہ بھی لگ گیا تو بھی کوئی خوف نہیں اس وقت پھر وہ سرلا کو میرے گھر بیوی کی حیثیت میں دیکھ کر تو چھین نہ لے جا سکے گا!

اور جانے ہی کیوں دوں گا شادی کے بعد سرلا کو لے کر میں دیس چھوڑ کر کہیں اور چلا جاؤں گا۔ دور۔ بہت دور۔ شہر چھوڑ کر جنگلوں میں ٹیڑھی ترچھی اور دشوار گزار ندی کے کنارے سایہ دار پہاڑوں کی اوٹ میں۔ بیلوں سے گھری ہوئی کنج میں ـــ کوئی نہ دیکھے گا کوئی نہ جانے گا۔ صرف ہم دونوں ہی اس سنسان جنگل اور عجیب و غریب نظارہ کے درمیان بے خودوں کا آزاد لطف حاصل کریں گے کبھی نہ جھکنے والی تان باندھے بیٹھے پپیہا اور چکوری کی طرح آمنے سامنے بے غم میں مدہوش ہو کر اپنے دل کا ٹکڑے ـــ بہتے ہوئے لمحوں ـــ دل کے اندر دل! سر پر پتنگوں آسمان شامیانہ، اور پاؤں کے نیچے بے روشنی اور تاریکی سے بھرپور دنیا درخت درخت اور پھول پھول میں ہوا کی سرسراہٹ کا نغمہ ـــ اف! وہ کیسی زندگی!

مگر میں یہ سب کیا سوچ رہا ہوں؟ نہیں۔ نہیں یہ کیا! یہ دیوی دیوتا کی طرح
پاک صاف سمترا کو کیا میں اپنے پاپ کے لمس سے کلنک کا ٹیکا لگا سکوں گا؟ جہاں
چھل کپٹ ہے۔ وہاں شانتی کہاں! دل میں اشانتی! منہ میں پریم؟ یہ تو اور بھی ناقابل
برداشت ہے نہیں۔۔۔ یہ سب فضول ہے۔۔۔ سراسر فضول ہے۔۔۔ خواہ کتنی
ہی تکلیف کیوں نہ ہو۔ سچائی کو ہمیشہ ہی اپنے سر لینا پڑیگا۔

سترہ

سمترا کی باتیں!

اب تو جمنا ودی کے ساتھ بڑی مشکل ہوگی۔ ہائے بابا! ایسی ڈھیٹ لڑکی تو
میں نے کہیں نہیں دیکھی۔

آج بہت دیر تک وہ مجھے پھولوں کے زیورات سے مرصّع کرتی رہی صرف آرائش
ہی نہیں کیا۔ میرے دل میں نہ معلوم کیسے کیسے خیالات بھی بھر دیئے مالا آرائش سے
پہلے بھی کہا "کل چھوکری! تجھے تیرے بر کے پاس لے چلوں۔ بخشش لے آؤں!"

میری نگاہیں جہاں کی تہاں رہ گئیں اور اُول اُٹھی۔ اوماں! او ماں! یہ کیا ہے؟
کیا میں اب زندہ رہوں گی؟

میرے گالوں کو تھپتھپا کر جمنا ودی نے کہا "دُلہنیا تو کیا کہتی ہے۔ جس کے ذکر سے
تیرے چہرے پہ سُرخی کی جھلک دوڑ جاتی ہے کیا تو اُس کے پاس جا کر مر جائے گی بس
سمجھ گئی تو تیری آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتی ہے!"

"ودی! تمہاری ان بڑی بڑی آنکھوں میں تو میں دھول ڈالے دے رہی ہوں!"

"سمترا! اگر تو مرد ہوتی؟۔۔۔"

"تو پھر تمہارے دادا میرے ساتھ شادی کرنے میں بڑی رکاوٹیں ڈالتے!"

"اگر میں مرد ہوتی اور تمہاری شادی نہ ہوئی ہوتی۔۔۔ تو؟"

"تو میں تیرے پریم ساگر میں پڑ کر خوب غوطے کھاتی رہتی!"

سب کچھ تو ناول میں تھا پھر بتایا ہے [illegible] کیا حالت ہوتی [illegible] توان کی حالت کا ذکر نہیں کیا۔

جب ناول ابھی ختم ہی نہیں ہوا [illegible] کیا ضرور [illegible]
میں [illegible] اس وقت [illegible] سکوں۔ یہ
والی تو [illegible] اسی وقت [illegible] اور [illegible]
میرے گالوں پر [illegible] کر دی [illegible] یاد نہیں آتی
میرے کوئی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] کہا [illegible] ہو گیا [illegible]
[illegible]
[illegible] نکل گئی

میں [illegible] آہستہ [illegible]
[illegible] داخل ہوتے ہی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] شادی ہوئی [illegible]
[illegible] اور [illegible] کوئی [illegible] نہیں [illegible]

آہستہ آہستہ زندگی کے دوسرے رُخ کو [illegible] دیکھا [illegible] عہدِ ماضی کی یاد [illegible] حال [illegible] اور [illegible] موجودہ [illegible] اطمینان [illegible] [illegible] دل [illegible] میں [illegible] حالت میں [illegible] آج [illegible] الماس [illegible] [illegible] تمام درد [illegible] دُور کر دوں [illegible] صبح [illegible] کی [illegible] [illegible] ہو جائیگا

[illegible]

سامان لے کر میں تمہارے ساتھ مذاق کر رہا ہوں۔ نہیں سَر! یہ بات نہیں ہے ـــ تمہارا شوہر زندہ ہے مگر آج سے میں مُردہ ہوں مہ دیکھو ـــ" کہکر انہوں نے ہی تھر تھر کانپتے ہوئے میرے ہاتھ میں اخبار کا ایک حصہ دیا۔

اخبار پڑھتے پڑھتے میرے دل کا خون برف کی طرح جم کر سرد ہو گیا۔ منہ اُٹھا کر دیکھا گھر میں موہن بابو نہیں ہیں

آئینہ میں نظر پڑی اُس میں میرا وہ پھولوں سے مرتب جسم نظر آیا مگر میرا چہرہ ـــ میرا چہرہ! آئینے میں خود ہی نہیں پہچان سکی۔ آئینہ میں میرا وہ چہرہ مُردے کی طرح سفید تھا۔ کیا میں مر رہی ہوں؟

پاگلوں کی طرح میں نے تمام پھولوں کے زیورات نوچ کر توڑ اور مل دَل کر پھینک دیئے۔

اٹھارہ

ہیمدر کی باتیں!

گاؤں میں ایک دوست کے یہاں گئے تھے بیں سال بعد

کلکتہ میں واپس آکر دیکھا موہن میرے گھر آیا ہے خط لکھ کر [illegible]

چلا گیا تھا۔

"دو بھائی ہیمدر بن!"

خط پاکر جس قدر جلد ممکن ہو میرے پاس آ جاؤ [illegible] میں بڑا ہوں تمہارا

ساتھ بہت سے مسویے کر لیے ہیں وہ باتیں تحریر [illegible]

[illegible]

ماتھا کیا [illegible] ایک ہفتہ تک کالج میں نہیں رہا [illegible]

[illegible]

[illegible]

جل رہے ہیں۔ عورت اس کا اصل الاصول چاہتی ہے۔ مگر مرد صرف مرد کا خواہشمند ہے اس مرد میں متوالا ہو کر انسان اس قدر اپنے آپ کو ذلیل سا دیتا ہے۔ یہ نہیں معلوم تھا!

جب ہم کھانا وغیرہ کھانے کے بعد موہن کے گھر گیا۔ موہن اپنے کمرے کے کونے میں بستر پر لیٹا تکیہ میں منہ چھپائے پڑا تھا۔

میں نے کہا "کیوں موہن اندن دیوتا کے ساتھ ساتھ مار دیے بھی تمہارے اوپر دھار عنایت کی ہے؟"

موہن آہستہ آہستہ منہ اٹھا کر میری جانب لاچار۔ مگر درد آلود نگاہوں سے دیکھتا رہا۔

یہ کیا! اس کی آنکھوں میں آنسو ۔۔۔ روتے روتے اس کا منہ پھول اٹھا ہے۔ اور اس کا چہرہ ۔۔۔ ان کئی دنوں میں یہ کیسی تبدیلی! موہن کی آمد ہ نگاہیں۔ اور گریہ وزاری سے سرخ چہرہ جیسے اندر کو بیٹھ گیا ہے ۔۔۔ اس کی آنکھیں اور نگاہیں کیسی اداس ہوں۔ بکھرے بال بکھرے اور پریشان لباس بار بار دیکھ کر ہی معلوم ہوتا تھا جیسے وہ برسوں سے بیمار ہے۔

میں نے بھی یہی سوچ کر جلدی جلدی پوچھا "ہاں موہن کیا تمہاری طبیعت کچھ خراب ہے؟"

موہن نے پراگندہ ہنسی ہنس کر کہا "بیماری! ہاں ۔ بیماری!"

موہن کیا ہوا۔ بتاؤ بھائی!"

اس نے منہ سے کچھ کہے بغیر ہی ایک کاغذ میرے سامنے رکھ دیا اسے دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ یہ کسی انگریزی اخبار کا ٹکڑا ہے۔ میں بغیر کچھ سوچے سمجھے اس پر نظر دوڑانے لگا۔ پڑھتے پڑھتے سمجھ میں آ گیا کہ موہن کی ایسی حالت کیوں ہے۔

کچھ دیر تک میں حیرت سے چپ چاپ کھڑا رہا۔ کیا ، یہی ممکن ہے کہ مرا ہوا انسان

کو اپنے پاس رکھوں۔ امید واثق ہے کہ آپ اسے ناگوار خاطر نہ سمجھیں گے [illegible] پرسوں [illegible]
پر حاضر ہوں گا۔ رخصت کا تمام انتظام کر رکھئے گا۔
امید ہے کہ آپ سب اچھے ہونگے۔ سب کو بار بار پیام قبول فرمائیے۔ فقط
خادم [illegible]

حکومت میں خط جب کر چکا تو موہن نے کہا۔ ابھی تک کوئی [illegible] باقی ہے
موہن کے [illegible] ہو رہا تھا۔ ہم کیسی [illegible] انسان [illegible]
ہو سکتا ہے اور قدرت میں اس قدر انقلاب ممکن ہے [illegible]
کی بات ہے کیا کسی طرح کوئی امید ہو سکتی ہے [illegible]
سکے گا۔
کسی طرح اپنے آپ کو سنبھال کر [illegible] ہونا چاہئے"
[illegible] کیا ہے [illegible] گرداب میں
پاؤں اٹکا دیئے ہیں اس میں ڈوبے یا کسی طرح چھٹکارا ملے"
"موہن [illegible] کیا سریتا کا کوئی خط وغیرہ آیا؟"
"نہیں!"
"ہاں اچھا تو کوئی سمجھانا کیا ہے؟ وہ سریتا کیسے [illegible]
[illegible] کس طرح بچا؟"
"جس وقت [illegible] تبدیل کر کے [illegible] [illegible]
سریتا کو کوئی خط وغیرہ نہیں لکھا۔ اگر اسے سریتا کا [illegible] تو کیا وہ کبھی ایسی
حرکت کر سکتا تھا۔ اس کے علاوہ [illegible] وہ واپس آیا [illegible] اور سریتا کا [illegible]
ستانا ہی پڑ چکا ہے تو بھی اس سے کسی خاص کوشش کا کام نہیں لیا۔ کوئی اور ہوتا تو
صرف اپنی بیوی سے ملتا مگر [illegible] خط تک نہ لکھا [illegible] کیوں
ہماری ماں کو جو خط لکھا ہے اس میں [illegible] کا کوئی ذکر نہیں [illegible] سریتا کو
پیار نہیں کرتا۔ اس میں کوئی اور ہی بات ہے!

"— کیا بات ہے؟ ذرا مجھے بھی تو بتاؤ؟"

"— جہاں تک میرا خیال ہے سرنیدر کو یہ تو معلوم ہو گیا ہے کہ مراری بابو کی موت ہو چکی ہے۔ اب مراری بابو کا نام اتنا تو سرلا کے لئے آتا ہے بس وہ اسی فکر میں ہے۔"

"— مگر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس نے مراری بابو کے نام سے ہی خط لکھا ہے؟"

"— وجہ صاف ہے۔ اگر مراری بابو زندہ ہوتے تو وہ انہیں خط لکھنے کا حوصلہ کبھی بھی نہ کر سکتا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ سرلا کے ساتھ بدسلوکی کرنے کی وجہ سے مراری بابو اس سے ناراض ہیں۔ ایسی حالت میں وہ کیونکر انہیں اپنی لڑکی سونپ دیتے؟ مرنے کے بعد تک بھی وہ سوتی کو پیار نہیں کر پاتا۔ میرا یہ خیال صحیح ہے۔"

"— اگر اسے مراری بابو کی موت کی خبر مل جاتی تو اسے خط لکھنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"— شاید سرلا سے کہہ کر وہ پھر سے اسے اپنے ہی ساتھ رکھنا چاہتا ہو تو پھر اس سے ساتھ [illegible] کی [illegible] کیا۔ اس لئے تمام باتیں پریشانی پیدا کر گئیں؟"

"— تو پھر سرلا کے لئے کیا تدبیر ہو گی؟"

"— [illegible] اس طرح بھی اس کے شوہر کے خلاف کوئی بات زبان سے نکال کر اپنے [illegible] بات [illegible] گی۔ سرلا کو تو بس اس کی فکر ہو گی۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کیا ہے وہ [illegible] اعمال [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]"

"— [illegible] [illegible] اس [illegible] کچھ معلوم نہیں کیا ہو گا۔ تو معلوم [illegible] [illegible]"

"— [illegible] [illegible] اطمینان رکھو۔ پھر سے کام لو۔ [illegible] خوش رہتے ہو مگر یہ [illegible] [illegible] [illegible] لیا ہے۔ تمہیں یہ بار [illegible] میں اٹھانا [illegible] کیا ہے۔ [illegible] شادی [illegible] کے ساتھ [illegible] [illegible] سرنیدر [illegible] کو [illegible] [illegible] [illegible] دیا تا [illegible]؟"

"— [illegible] [illegible] [illegible] بات [illegible] سا [illegible] [illegible] [illegible] مگر

۔۔۔یہ کہہ کر موہن نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر ڈھانپ لیا اور پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے بولا "مگر بھائی! ہمارا کیا ہوگا۔ دوست ہر چند تم اُسوقت کی بات سوچ رہے ہو کہ اُسوقت جو مشکلیں پیش آ رہی ہیں۔ اُنہیں بھول کر بھی توجہ نہیں دیتے ایسی خوفناک حالت کا اندازہ تو میں نے خواب میں بھی نہیں لگایا تھا۔ خواہ جو ہو اُس کے لئے رات اور دن دونوں یکساں ہیں۔ میرا تمام مستقبل تمام زندگی اور تمام آرزوؤں اور اُمیدوں کا دار و مدار جس پر تھا قسمت کی ایک چوٹ سے ٹکرا کر چور چور ہو گیا ہے ٹوٹا ہوا دل اور یہ درد و رنج لے کر کیا میں دنیا کے راستہ میں کھڑا ہو سکوں گا کیا میں ۔۔۔ کیا میں ۔۔۔ نہیں ۔۔۔ نہیں۔ یہ ناقابل برداشت ہے یہ چوٹ مجھے پاگل بنا دیگی میری انسانی زندگی کو حیوانی زندگی بنا دیگی۔ مجھے ۔ جانے دو۔ جو ہونا ہے ہو گا ۔۔۔ میں کنوئیں سے ناڈہ سوچ سوچ کر مرا جا رہا ہوں ۔۔۔ جانے دو ۔۔۔ جانے دو" کہتے کہتے یکا یک موہن اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے بعد میری طرف [illegible] سنجیدہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا "ہری بابو! کچھ کہہ سکتے ہو کہ میرا خودکشی کرنا مناسب ہے یا نہیں؟"

اتنی دیر تک میں دُکھ کے بوجھ سے گراں بار ہو کر چپ چاپ اُس کے چہرے کی طرف دیکھتا رہا۔ موہن کی عادات و خصائل سے میں کوئی واقف تھا اس جیسا شخص ذرا سی دیر میں گھبرا اُٹھتا ہے۔ کسی مجھ سے پوشیدہ نہ تھا۔ دنیا کے بہترے بہترین شخص کہ انسان آفات و مصائب کی بارش برداشت کرتا ہے۔ ہر کوئی زندگی میں قدم قدم پر شکست کھاتا ہے ۔۔۔ اور اسی وقت اُس میں پختہ کاری آتی ہے مگر فی الحقیقت اُسے دنیا دار نہیں کہا جا سکتا۔ موہن کی حالت دیکھ کر مجھے بہت خوف ہوا میں زبردستی اُس کو لیے بیٹھ گیا اور اُسکے چہرے پر نگاہ کرتے ہوئے کہا۔ کہا مرد کے دل کی ساخت پتھر سے کیا ہی سخت۔ انسان جب دنیا میں خود سر ہو کر رہنا چاہتا ہے۔ تو اُسے بہت بڑے حوصلہ اور دیانت کی ضرورت ہے انھیں سب کچھ برداشت کرنا ہوگا۔ کرنا ہوگا!"

"بھائی مجھ میں تو اب طاقت برداشت نہیں رہی جو اپنا سب کچھ کھو چکا ہے سر کی تعلیم یقیناً اُس کے ساتھ زہر کا کام کرے گی"

سسکیاں لیتے ہوئے وہ دونوں ہاتھوں سے سر اپنا پکڑ کر بچوں کی طرح زار زار رونے لگا
محبت کی جو دنیا [illegible] اس وقت اس کا سب کچھ تھا [illegible] اُس
وقت اس کا گھر میں کچھ پتہ [illegible] اچھا بیٹا [illegible] موہن کی بھی اس وقت یہی حالت تھی
۔ وہ اس وقت [illegible] تھا

موہن کی والدہ [illegible] خیال آیا [illegible]
[illegible] اس وقت [illegible]

✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱

[illegible] سر [illegible] کر رہے تھے
وہیں تو کسی طرح [illegible] اس [illegible]
کر چلی جائے گی [illegible] لیا تھا

میں نے اُس سے [illegible] گی [illegible]
[illegible]"

[illegible] سر [illegible]
[illegible] اس کے پاس جانا ہی ہے!"

"ہاں [illegible] اس کا [illegible]
[illegible]!"

مگر اس کی یہ حالت [illegible] اُس کا سر بھی [illegible]
[illegible] شوہر کے پاس جا رہی ہے اور اُس کا شوہر اسے قبول کر لے گا [illegible]
[illegible] نہیں ہو گی [illegible]
[illegible] حالت [illegible] غور و فکر [illegible] کی [illegible]
[illegible] طرح برداشت کر سکے گی!"

ٹھیک اُسی وقت ایک گاڑی [illegible] دروازہ پر آ کھڑی ہوئی میں جلدی جلدی
[illegible] طرح بیٹھا [illegible]

گاڑی کے اندر سے جو شخص باہر آیا اُس کی عمر تقریباً ۵۰-۳۵ سال کی تھی بال کھچڑی عمدہ سے ہوئے۔ آنکھوں پر سنہری فریم کا چشمہ ہاتھ میں چھڑی - اور لباس بہت عمدہ تھا۔ رنگ کالا ہونے پر بھی چہرہ میں خاص طرح کی دلکشی تھی۔

مجھے دیکھتے ہی اُس نے پوچھا "کیا یہی ہماری بانو کا مکان ہے؟"

— "جی ہاں، آپ کس کی تلاش کر رہے ہیں؟"

— "ہماری بانو کو —"

— "اُن کا تو انتقال ہو چکا ہے"

"ہماری بانو کا انتقال" کہا اُنہوں نے [illegible] ہاتھ [illegible]

[illegible] سے ہی [illegible]

— "اُن کا نام محبوب [illegible] ہے؟"

وہ متوجہ ہو کر میری طرف دیکھتے ہوئے بولے "واہ! آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہوا؟"

— "اندازہً"

— "آپ کا اندازہ صحیح ہے اور یہ بتائیے آپ کا کیا نام ہے؟"

میں نے نام بتا دیا

— "پھر یہ بتاؤ ہماری بانو کے گھر میں اس وقت کون رہتا ہے؟"

— "اُن کی لڑکی"

— "اکیلی؟"

— "ہاں! اکیلی تو ہے مگر ہم لوگ اُس کے نگران حال ہیں"

— "آپ لوگ!"

— "جی ہاں! ہم لوگ!! میری بیوی اور میرا دوست مجید ہیں!"

— "کون؟ جس کے ساتھ میری بیوی کی شادی کی —" کہتے کہتے یکایک وہ تھم گیا۔

— "سر سید صاحب! آپ کو تمام باتیں معلوم ہیں!!"

سرمد نے اٹک اٹک کر کہا: "ان الفاظ آپ دوسری باتوں سے واقف ہیں انہیں کی بابی میں نے یہ بات سنی تھی۔"

— "میں اکبر شاہ پور کے زمیندار دین بابو جی کے ساتھ میری —"

— "ہاں ان کے ساتھ آپ کا کچھ قول [illegible]۔"

— "آپ نے انہیں کیونکر پہچانا؟"

— "میرا اشتہار دیکھ کر انہوں نے مجھ پر بڑی نوازش کی۔ مرادی بانو کا پتہ بتا دیا۔"

— "سرین بانو تعجب ہے۔ جب آپ کو اتنی خبر مل رہی تو مرادی بانو کے وفات کی خبر کیسے پوشیدہ رہ گئی؟"

سرین نے جھنجھلا کر کہا "جناب میں آپ کے ساتھ سوال و جواب کرنے کی غرض سے یہاں نہیں آیا۔ میں اپنی بیوی کو لینے کے لئے آیا ہوں۔"

— "چلئے۔ آپ کو مکان کے اندر لے چلوں۔"

— "بہت اچھا جناب۔ مجھے آپ کی امداد کی ضرورت نہیں —" یہ کہہ کر سرین خود تیزی سے مکان کے دروازے کی طرف بڑھا۔

— "جناب معاف کیجیئے گا آپ ہی سرین بانو ہیں۔ جب تک اس کا پورا پورا ثبوت نہ مل جائے گا میں آپ کو مکان میں قدم نہ رکھنے دوں گا —" یہ کہہ کر میں اس کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔

— "کیا آپ مجھے روکنے کا حوصلہ رکھتے ہیں؟"

— "آپ بلاوجہ غصہ کیجیئے گا۔ جب تمہاری بانو اپنی لڑکی کا بار میرے اوپر چھوڑ گئے ہیں۔ تو ایسی حالت میں آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ میرا کیا فرض ہے؟"

— "نہیں آپ ہٹ جائیے۔ راستہ چھوڑ دیجئے۔"

میں نے نہایت تحمل لہجہ میں کہا "مجھے دھکا دینے کا بھی آپ کو کوئی حق نہیں۔"

سرین نے غضبناک ہو کر مجھے گھونسا دکھایا مگر گھونسے سے پیشتر ہی میں نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے۔"

شریں نے ہاتھ چھڑانے کے لئے کبھی ہی کوشش کی مگر ناکام ہو کر چیختے چلاتے
ہوئے بولا۔ چھوڑ دو ۔۔ چھوڑ دو ۔۔۔ ورنہ ۔۔۔"

"ورنہ کیا شریں بانو، روئیں گے یا کسی کو مدد کے لئے بلائیں گے۔ آپ نے تو دیکھ ہی لیا
کہ تمہاری بانو نے اپنی لڑکی کا ہاتھ کسی کمزور کے ہاتھ میں نہیں دیا ہے۔ جاں رو رو کھانے
نے شور مچا دے ۔۔۔ یہ کہہ کر میں نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

"تو کیا آپ مجھے اس گھر میں گھسنے دیں گے کیوں؟"

"شریں بانو! آپ بچوں کی طرح کیوں باتیں کرتے ہیں۔ آپ اپنی بیوی کے پاس
جائیں گے۔ اس میں مجھے کیا رکاوٹ ہو سکتی ہے۔ میں صرف اپنے دل کی مشکل میں شک
وشبہ رفع کرنا چاہتا ہوں۔"

"مگر میرے رہتے رہتے کسی شخص کے ساتھ میری بیوی ۔۔۔"

"چپ چپ جب اسی بات پر ... آپ کی بیوی ... بہن کی طرح"
ایسے میں ثریا کی نوکرانی اندر سے باہر آتی ہوئی تو بولی جلدی ... ماما جی کو اندر
بلایا ہے۔"

یکایک اوپر کی جانب میری نظر گئی دیکھا تو ... ہے ...
پیلے پیلے کپڑے پہنے ... کھڑی کھڑی ... ہے
دیکھ رہی ہے۔

میں نے اسی وقت سر جھکا کر ہاتھ چھوڑ دیا ... شریں گھبرا ...
ہوئے ... گیا اور مجھے دکھا کر اندر کا دروازہ بند کر لیا

میں سمجھ گیا تھا کہ میں نے اس کی کھیل کپٹ جان لی ہے ...
سب کچھ کہہ دوں۔ اسی وجہ سے وہ مجھے اندر نہیں جانے دیتا تھا ...
جان سکے کہ اس کی دولت پر ہی شریں کی نظر ہے ...
کرنے کی ... کے بعد بھی ... کو ایک خوف تھا۔

مگر ثریا کا مستقبل سوچ کر میرے دل میں خوف پیدا ہوا۔ ... کی ساری کی

بات بھی شیریں کو معلوم ہو چکی تھی۔ غریب ثریا کس حالت میں اس شادی پر آمادہ ہوئی تھی۔ یہ
وہ نہیں جانتے تھے انہیں سوچنا چاہئے ... ترس کھاتے ہوئے ثریا کو تکلیف برداشت کرنی ہی ہوگی
بھگوان جانے اس کی قسمت میں کتنے دُکھ لکھے ہیں۔ اس دُکھ کو کون رفع کر سکیگا
پھر کیسی تڑپ تھی؟ ... ایسا انقلاب دو ہستیوں کی خوشی میں یہ دُکھ کا پہاڑ کہاں سے
ٹوٹ پڑا ... کا ایک ایسا ... منحوس ستم تھا ... ان زندگی میں کیا تھا
کیسی دُکھ کا منہ دیکھ سکا ہوں؟

میں مغموم و متفکر ہو کر گھر کے ایک گوشے میں بیٹھا ہوا یہی سب باتیں سوچ رہا تھا
موہن کھڑکی کے پاس ... سامنے کی طرح بیٹھا تھا۔ اس وقت وہ بھی وحشت ہی میں بیٹھا تھا
کیا سوچ رہا تھا یہ وہی جانے

یکایک راستہ میں گاڑی کی گھڑگھڑاہٹ سنائی دی موہن نے بھی چونک کر
راستہ کی طرف دیکھا میں بھی اُٹھ کر کھڑکی کے پاس آیا

ثریا کی گاڑی اور موہن کا کلیجہ چیر کر وہ چلی جا رہی ہے ... سمجھ گیا ... آخری بار
موہن کی آنکھوں کا ... اس وقت جیسا نظر آیا وہ زندگی بھر کبھی نہ بھولوں گا۔

ثریا گاڑی کی کھڑکی کے پاس بیٹھی تھی۔

موہن نے اُسے دیکھا ... آہ! دونوں کا ... اس کے بعد پھر دونوں ایک
دوسرے کی طرف دیکھتے رہے ... ٹکٹکی ... جھکنے والی نگاہوں سے ...
اور چُپ چاپ ... ان کے دلوں کا ایک ... آنکھوں کے راستہ سے باہر آ
رہا تھا

گاڑی ... دور ہوتی جا رہی تھی۔

موہن جو ... کھڑا ہوا۔ اس کے بعد سامنے کی طرف جھک پڑا

گاڑی یکایک ... موڑ کے پاس ہی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

وہاں خالی راستہ ... نگاہوں سے دیکھتا ہوا بہت دیر تک کھڑا رہا
اس کے بعد ایک گہرا سانس لے کر میز پر گر پڑا۔ فوراً اس کے پاس جا کر دیکھا وہ بیہوش ہو گیا۔

۱۵
واپسی

شمرا کی ماں!

مجھے دیکھ کر وہ خوش نہ ہوگی۔ یہ میں جانتا تھا۔ پہلے کبھی ملنا نہیں کرتی
تھی — میں ڈر گیا تھا [illegible] [illegible] [illegible] تھی — [illegible]
کر کے [illegible] [illegible] [illegible] — [illegible]
[illegible] کی طرح [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
کی پاس [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] کی [illegible]
سلام [illegible] [illegible] [illegible] دیکھ کر شمرا [illegible] میری طرف
دیکھتی رہی [illegible] کی طرح بالکل [illegible]
[illegible] جیسے [illegible] کوئی [illegible]

اس کی یہ حالت دیکھ کر میں ٹھٹک کر رہ گیا [illegible] میری زبان سے
کوئی لفظ نہیں نکلا

شمرا نے بھی کچھ نہیں کہا

اس خاموش اور پرسکون کمرہ میں گھڑی جیسے [illegible] ٹک ٹک کی آواز [illegible]
لا رہی تھی۔

میں اس خاموشی کو برداشت نہ کر سکا اسے توڑنا [illegible] [illegible]
— اور پھر ایسی خاموشی ایسے تو یوں بھی ناگوار معلوم ہوتی ہے [illegible] میں نے
ہی زبان کھولی بولا "شمرا میں آگیا ہوں!"

شمرا جیسے چونک اٹھی — اس نے [illegible] [illegible] "بیٹھو"

میں ایک کرسی پر چپ چاپ بیٹھ گیا پھر وہی سناٹا اور خاموشی!

مجھے غصّہ آنے لگا۔ میں اُس کا شوہر ہوں تم کے گھر سے واپس آیا ہوں آج اتنے دِنوں کی ملاقات کے بعد اُسے یہ دریافت کرنا مناسب تھا کہ میں کیسا ہوں؟ غصّہ سے میرے عضو عضو سے چنگاریاں نکلنے لگیں ۔۔۔ مگر نہیں۔ اسوقت دلی غصّہ کے اظہار کا موقع نہیں ۔۔۔ وہ سب مٹی میں مِل جائیگا ۔۔۔ ہر موقع کے لئے خاص حالات ہوتے ہیں

اپنے چہرے پر مسکراہٹ کے آثار دِکھا کر پوچھا "تم اچھی تو ہو؟"

جیسے خواب سے بیدار ہو کر سرلا نے کہا "ایں"

— "اچھی تو ہو؟"

— "جی ہاں!"

— "اتنی دُور کیوں کھڑی ہو؟ پاس آؤ۔ اتنے دنوں کی مُلاقات ہوئی ہے!"

— تصویر کی طرح میرے پاس آکر کھڑی ہو گئی"

اُس کا ایک ہاتھ میں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ "اُف! کیسا سرد ہاتھ تھا! اُس کے چہرے کی طرف دیکھ کر میں نے کہا "سرلا! بہت دنوں سے تمہیں نہیں دیکھا ۔۔۔ اب تم کیسی خوبصورت نظر آتی ہو ۔۔۔ اب وہ اگلی سی سرلا نہیں رہی!"

سرلا نے کوئی جواب نہیں دیا

میں نے آہستہ آہستہ اُس کا سر اپنی طرف کھینچا اگرچہ اُس نے کسی قسم کی رکاوٹ نہیں کی ۔۔۔ مگر اُس کی آنکھ اور دونوں آنکھیں شیشے مُردے کی طرح مصنوعی پتھر کی آنکھ کی طرح بالکل بےحس و حرکت اور ساکن ایسی بڑی بڑی خوبصورت آنکھیں اور نگاہیں ایسی عجیب ہوسکتی ہیں بغیر دیکھے خیال نہیں آسکتا۔ دِل کی بات دِل ہی میں دبا کر منہ جھکا کر میں نے اُس کا منہ چوم لیا میرا یہ بوسہ جیسے کسی پتھر کی مورتی کے سرد ہونٹوں پر جا پڑا۔

ذرا دیر بعد کہا "قسمت سے میں عین وقت پر آموجود ہوا۔ ورنہ تمہارا کیا ہوتا ذرا بتاؤ تو سہی؟ تمہارے ساتھ عجیر کی شادی ۔۔۔"

میری بات ختم ہوتے ہی یکایک سرلا کے چہرے میں تبدیلی آگئی۔ اتنی دیر تک

جیسے [illegible] سہاری میں بھی سوئی ہی تھی — میری باتوں سے اُس کی نیند کھل گئی میری طرف [illegible] مگر اُس نے میری منطق سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا۔

پہلے ہی پکاوٹ ڈالنے کی کوئی کوشش نہیں کی — کیونکہ ہم آغوشی ایسا [illegible] محبت کی [illegible] میری قطعی تو حصہ نہیں تھی۔ تاہم جسقدر ضروری تھا۔ وہ مجھے کرنا پڑا۔

عورتوں کی عقل کی طرف میری ذرا بھی عقیدت نہیں۔ بنگالی لڑکیاں پرندوں کی طرح عقل سے خالی ہوتی ہیں۔ دو چار دانے چھوڑنے سے ہی سپاٹول کر وہ دام میں آجاتی ہیں۔ اور نسکہ کے گیت گانے لگجاتی ہیں۔ چند چکنی چپڑی باتیں سُن کر ہی عورت از خود رفتہ ہو کر روشنی سے تاریکی کے غار میں شوق سے قدم رکھ دیتی ہے۔ اور شوہر کے قدموں میں اپنے آپ کو نثار کر دیتی ہے۔ حقوق زیورات۔ ہار۔ تاگا۔ مالا پاکر وہ پھولی نہیں سماتی — وہ ایک بار بھی نہیں سوچتی کہ یہ ہار اُسکے گلے کا ہار بن جائیگا اور چوڑیاں و بالیاں ہتھکڑی کا کام دینگی اور پازیب پاؤں کی بیڑیاں ثابت ہوں گی اگر بنگالی عورتیں ان سب باتوں کو سمجھیں تو ہماری عورتوں میں ایک زبردست تبدیلی آجاتی۔ فرانس کی طرح یہاں بھی زنانہ محل کا نام و نشان تک نہ رہتا۔

سَرما بھی تو بنگالی لڑکی ہے۔ خواہ وہ کتنی ہی تعلیم یافتہ کیوں نہ ہو، اور طوطے کی طرح خوب بولنا چالنا سیکھ لے — مگر میں ہرگز نہ بھولوں گا کہ آخر وہ بنگالی لڑکی ہے میرے دلی خیالات کا اندازہ لگا سکے یہ طاقت اُس میں کہاں؟ اب وہ مجھے پیار کرے یا نہ کرے اگر میں ذرا بھی [illegible] خوشامد سے کام لوں۔ تو وہ ابھی میری غلام ہو سکتی ہے اور اپنا سب کچھ سونپ دیگی۔

میں نے اپنی تقریر کی تمہید کو برقرار رہنے کے لئے کہا سَرما! پردیس سے واپس آکر میں نے تم لوگوں کی کتنی ہی تلاش کی۔ اس کا تمہیں کیونکر یقین دلاؤں اخبارات میں کیسے ہی اشتہارات دیئے — مگر اُسوقت مجھے نہیں معلوم تھا۔ کہ تمہارے ماموں جی کا انتقال ہو چکا ہے۔ میں نے انہیں بڑی تکلیف پہنچائی — ارادہ تھا۔ کہ ملاقات ہونے پر ان سے معافی مانگوں گا۔ مگر ایشور نے مجھے وہ موقع بھی نہ دیا —"

یہ سب سُنا کر میں نے ایک گہرا سانس لیا۔

مگر سمیرا نے کچھ نہیں کہا

"سمیرا میں تم سے بھی معافی مانگتا ہوں۔ غلطی سے میں نے تمہیں بھی بہت تکلیف پہنچائی ہے اس کے لئے آج مجھے بہت افسوس ہو رہا ہے کیا تم مجھے معاف کرو گی؟"

کچھ دیر بعد سمیرا نے زبان کھولی

میں نے نہایت افسوس کے لہجے میں کہا "شاید میں معافی مانگنے کے بھی قابل [illegible] سوال نہیں ہوں۔ اسی دن میں تم سے [illegible] کے قابل ہو سکوں گا"

سمیرا کے چہرے کی طرف دیکھا۔ چہرہ [illegible] آنکھیں [illegible] اُس کے دل پر بھی کوئی اثر ہوا ہے یا نہیں اس کے چہرے سے اس بات کا کوئی اظہار نہیں ہو پا رہا تھا۔

کافی دیر تک ہم یونہی ٹہلتے رہے اس کے بعد سمیرا بولی "دیکھو آفتاب [illegible] بہت [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] وہ تمہیں یاد ہے؟

[illegible] دوسری طرف [illegible] ہوں [illegible]۔

"میں یہاں سے دور ہو سکوں گا تمہیں میری وجہ سے کافی برا لگا ہوگا"

سمیرا نے یکایک کھڑے ہو کر کہا "چلو"

یہ سن کر [illegible] اس قدر [illegible] سے مطلب ساری ہو چکی۔ دیکھو عورت کا دل کتنا ڈانواں ڈول ہوتا ہے ذرا سی چالاکی سے دو چار میٹھی چپڑی باتوں سے وہ [illegible] فتح ہو گیا۔ سمیرا [illegible] لڑکی تھی تاہم اس قدر جلد [illegible] ہو جائے گی اس کا مجھے گمان بھی نہیں تھا دل ہی دل میں اپنی [illegible] کرتے ہوئے بولا "چلو [illegible] نہیں ہوگا۔ [illegible] ہوگا"

دوسری طرف منہ کئے ہوئے سمیرا نے نہایت ملامت آمیز لہجہ میں کہا "جو کچھ ساتھ کیا ہے وہ میں نے یاد رکھ لیا ہے"

"یاد رکھ لیا ہے کیا؟"

تمہارے آنے سے بہت پہلے ہی!

اسے سمجھ میں آیا کہ میری میٹھی میٹھی باتوں سے ثریا کا دل نرم نہیں ہوا تھا۔ بلکہ میرے آنے سے پہلے ہی وہ جانے کے لئے تیار تھی، اس خیال نے میرے دل پر سخت چوٹ لگائی۔

مجھے ثریا کا حسن و رعنائی اور روح سمجھا تھا۔ وہ اسے روکنے [illegible] اسے [illegible] کرنے کے لئے اور بھی زور دلیلیں [illegible] اچھا کوئی بات نہیں ثریا تم جاؤ گی ہی حالانکہ [illegible] کہ میں عام مردوں میں نہیں ہوں۔ بلکہ خاص شخص ہوں — جو عورتوں کے حکمراں ہیں

* * * *

[illegible] ثریا کا حال دیکھ کر [illegible] ہاتھ آ گیا۔ پہلے دن آتے ہی اس نے میرے مکان کو خوب اچھی طرح صاف کیا اور [illegible] آراستہ کیا [illegible] اس طرح [illegible] نہیں کرتی تھی۔ مگر مجھے [illegible] ہوتی تھی وہ [illegible] اسے بیاہ کی تھی کھانے پینے کا انتظام [illegible] معقول تھا [illegible] ہر وقت کام کاج میں مصروف [illegible] کوئی کام کاج نہ ہوتا تھا۔ اس وقت وہ جیسے کسی خیالی ادھیڑ بن میں مشغول رہتی تھی۔

مگر پھر بھی وہ [illegible] نہیں کر سکی یہ عورتوں کا خاموش اور جذبات سے خالی چہرہ — اس چہرے سے میں نفرت کرتا ہوں۔ جانتا تھا کہ وہ مجھے پیار نہیں کرتی — مگر یہی کیوں؟ بات چیت میں بھی وہ کسی قسم کی پیار و محبت کا اظہار نہیں کرتی — یہ سنجیدگی اور سادگی تو میرے لئے ناقابل برداشت ہو گئی!

میں بھی کبھی اسے پیار کرتا تھا یا کرتا ہوں، یہ بات بھی نہیں تھی۔ بے شک وہ حسن و جمال میں لاثانی تھی مگر میں اس کے حسن کو تھوڑے ہی عرصہ میں کر دو گنا پا چکا تھا [illegible]

بیوی ہونے پر بھی میری اپنی نہیں۔ وہ غیر مرد کو پیار کرتی ہے — شاید بعد میں اُسکے عشق کی بہار بھی لوٹے ... پہلے اُسے پیار نہیں کرتا تھا۔ اور اب اُسے پاپی سمجھ کر نفرت کرتا ہوں۔

محبت کی وجہ سے تو میں اُسے اپنے گھر نہیں لایا۔ مجھے روپیہ چاہئیے سرما کا ناٹا جو روپیہ چھوڑ گیا ہے۔ جب تک وہ روپیہ مجھے نہیں ملتا۔ تب تک مجھے چین نہ آئیگا

ابتک بھی اُس کے سامنے رُوپئے کا تذکرہ نہیں کیا وہ کیسی لڑکی ہے۔ یہ مجھ سے پوشیدہ نہیں تھا۔ میں مرد ہوں۔ سرما جیسی عورت کو میں خوب سمجھتا ہوں میں تو اُسے صرف روپے کے لئے لایا ہوں — بیوی کہکر قبول نہیں کرتا۔ اگر کسی طرح اُس پر یہ بات ظاہر ہوگئی تب وہ نگڑ کھڑی ہوگی اور ایک بار بگڑ گئی تو پھر اُس کا سیدھا کرنا مشکل ہو جائیگا۔

مگر اب مجھ سے چُپ چاپ بھی نہیں رہا گیا۔ میرے پاس جو تھوڑے سے روپے تھے — وہ تقریباً خرچ ہو چکے تھے۔ اب اگر سرما سے روپیہ نہ ملا۔ تو مصیبت کا شکار ہونا پڑے گا۔ کس طرح سرما سے روپئے کا تذکرہ کروں میں اسی غور و خوض میں تھا کہ

اُس دن سرما کمرے کے ایک کونے میں بیٹھی ہوئی پان بنا رہی تھی۔ مجھے اس وقت پان کی ضرورت نہیں تھی۔ تاہم اُس کے پاس جاکر بولا "سرما مجھے پان دو"

سرما نے فوراً ہی مجھے پان دیا۔

میں نے کہا "اچھا سرما! تمہارے اُس مکان میں جو سب اسباب پڑا ہے۔ اُسے کب منگاؤ گی۔ دُوسرے کے مکان میں اس طرح پڑا رہنا ٹھیک نہیں"

سرما نے آہستہ سے کہا۔ "ہاں! میں بھی یہی سوچ رہی ہوں"

"تمہارے ماں جی تو اسی مکان میں مرے تھے؟"

"ہاں!"

"ان کی کتنی عمر تھی؟"

"ساٹھ"

"تمہارے اس والے مکان میں اس وقت کون ہے؟"

"کوئی نہیں"

"میں نے سنا تھا کہ تمہارے یہاں رہن بھی تھی اس کی مالگزاری وغیرہ ادا کرنے کی کوئی تدبیر ہے؟"

"نہیں"

"نہیں کیسی تھی کل۔ اتنے دنوں تک مجھ سے کیوں نہیں کہا۔ سنا تھا تمہارے یہاں نقد روپیہ بھی تھا"

"ہاں ابتک بھی ہے —" سرلا نے یکایک سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں حقارت کی لہریں موجزن ہو رہی تھیں کیا اس نے میرے دل کی بات جان لی ہے؟ — ارے رام! عورتوں میں اگر اتنی عقل ہوتی تو پھر فکر ہی کیا تھی۔ جانے دو۔ اسے آج اور زیادہ چھیڑنے کی ضرورت نہیں۔ ابھی کبھی چڑیا اچھی طرح دام میں نہیں پھنسی۔ اگر ذرا سا خوف معلوم ہوا تو اڑ جائے گی

* * * *

مگر دل ہی بہت سے چیں بہ جبیں ہو گئی۔ سرلا کا ایک [illegible] چھوڑ گیا ہے اور [illegible] زیادہ لینی ہے یہ تمام باتیں جاننے کے لئے دل میں کھلبلی مچ گئی۔ [illegible] پھر وہ میری بیوی۔ میں مرد وہ عورت — اس پر میرا پورا حق ہے۔ تاہم معلوم نہیں کیوں؟ یہ سب باتیں اُن سے متعلق دریافت کرنے کا مجھے حوصلہ نہیں ہوا —

اُس دن رات کو صرف بستر پر پڑا رہا — نیند نہیں آئی!

جب بہت رات گذر گئی — تو آہستہ آہستہ اٹھا۔ میرے [illegible] تھا۔ اُس کی [illegible] روشنی کی لو خواب کی طرح ساکن تھی اسی روشنی میں دیکھا۔ سرلا سو رہی ہے۔ اس کی آنکھیں بند ہیں!

اچھی طرح [illegible] اس وقت بہت احتیاط سے چابیوں کا گچھا کھول لیا۔

میرے پاس بھی سرما کا ایک سٹیل ٹرنک تھا۔ سرما کا کیش بکس اسی میں تھا۔ مزاری اور [illegible] کا [illegible] ان کی بشتا گاسی میں ہوں گے۔ اس لیے یہ میری مطلب براری ہو گئی۔

چپ چاپ ٹرنک کھولا کیش بکس نکالا۔

[illegible] آ [illegible] آئی ٹھہرو [illegible] بکس کھولو [illegible] [illegible] [illegible] کا [illegible] [illegible] [illegible] حالت [illegible] کیش بکس [illegible] [illegible] اور [illegible] ہو کر [illegible] چاہیے [illegible] تھا۔

[illegible] آئی۔ اور اس کے بعد میری شرم کو اور بھی بڑھا [illegible] کی خاطر — [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] بکس [illegible] [illegible] [illegible] کا [illegible] [illegible] نکال کر [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] کیا ہیں ؟"

[illegible] [illegible] [illegible] تلاش کر رہے تھے — وہی ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تو [illegible] [illegible] [illegible] کی ضرورت تھی تو [illegible] سکتے تھے"

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible] اچھا [illegible] [illegible] کا

* * * *

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کر لی [illegible]

اس کے خوف سے اپنے دل پر [illegible] شراب [illegible] وسعد الہی [illegible] نہایت عقیدت سے لال ہو کر
اپنا قلم گستاخ ہم جلیس مایا کیا وہ اس کی صحبت سے کسی طرح دور رہ سکتا ہے؟ اس رخصت ہو چکے
کیلئے مردوں جام لنڈھانے شروع کئے — سرا سے خوب کھانے کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے
اس سے ڈرتا تھا اس کو وہ روپیہ [illegible] بات میں ہے — [illegible]
اس وقت [illegible] چلی جائے [illegible] مجھے کس بات کا فکر ہے!

اس دن باہر کے کمرے میں [illegible] شراب پیا [illegible] رنگ پیش کیا [illegible]
میں سرخی دوڑ گئی — [illegible] ایک شخص گھر میں آیا [illegible] اس کی طرف
دیکھ ہی [illegible] جہاں [illegible] رکھا تھا ویسا ہی بالکل خالی کیا
گیا

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

— معاف کیجئے گا میں آپ کو اسے سامنے ہونے کا اعزاز نہیں دے سکتا میری بیوی کے ساتھ آپ کی ملاقات نہیں ہو سکتی"

یہ اس کی مونچھوں میں بل پڑتے سمجھ گیا وہ بہت ناراض ہو گیا مگر دلی غصہ کو دل ہی دل میں دبا کر اس نے پھر ہنستے ہوئے کہا "مسٹر [illegible] چونکہ میں نے آپ کو اپنے بھائی کا مرتبہ دیا ہے اس لئے آپ جو چاہیں کہہ لیجئے۔ اچھا اب یہ بتائیے [illegible] کیسی ہے؟"

— اچھی ہے"

— اور ایک بات ہے آپ مہربانی فرما کر دریافت کرا دیجئے کہ موہن کے مکان میں جو سب سامان ہے۔ اس کا کیا ہوگا؟"

— وہ آپ بیٹھئے میں ابھی دریافت کئے دیتا ہوں یہ کہہ کر میں اٹھ کھڑا ہوا

گھر میں داخل ہو کے دیکھا [illegible] پر سر [illegible] کھڑی ہے۔ اس کا انداز دیکھ کر ہی سمجھ گیا ہم لوگوں کی سب باتیں اس نے سن لی ہیں۔

جھنجھلا کر کہا "یہاں کھڑی کھڑی کیا کر رہی ہو؟"

اس بات کا کوئی جواب دیئے بغیر ہی [illegible] نے کہا "[illegible] کو یہاں بلا لاؤ"

غصہ کے لہجہ میں بولا "نہیں"

[illegible] کہا "انہوں نے میرا کتنا انکار کیا [illegible] تمہیں معلوم نہیں [illegible] اور [illegible] ملاقات [illegible] اور وہ لوگوں کی [illegible] سال [illegible] تم [illegible] آؤ"

[illegible] ناراض ہو کر [illegible] کہا "چلو [illegible]"

[illegible] واپس [illegible] دوں گی [illegible]"

[illegible] غصہ کی انتہا [illegible] دیا۔

سرلا گر پڑی اور "ہائے" کہہ کر چلا اٹھی۔

— اس کے بعد کیا ہوا - کچھ خیال نہیں صرف اسقدر یاد ہے کہ پیچھے نہ معلوم کس طرح شیر
کی طرح مجھ پر ٹوٹ کر مجھے اپنے فولادی ہاتھوں سے چاروں شانے چت زمین پر گرا دیا — میرے
منہ سے چیخ نکل گئی اور میں بیہوش ہو گیا۔

۲۰
بیس

سرلا کی باتیں:

بے لگام اودیا ساگر! میری اس حقیر عورت کی زندگی کو لے کر تم کیسا بے دردی کا کھیل
کھیلنا چاہتے ہو! بتا دو مجھے بتا دو قسمت کے ساتھ یہ کھیل اور کتنے دنوں تک
چلنے کا؟ میری آنکھوں پر سے پردہ ہٹا کر کیوں مجھے صاف صاف سب کچھ دکھا دیتا!!

جیسے گنّے کو زور سے دبا کر رس نکال لیا جاتا ہے اور اسے پھینک دیا جاتا ہے اسی
طرح سے میری زندگی کا رس نکال کر دنیا کے جاندار راستے میں مجھے کس نے پھینک دیا —
چندر دیو اور سیتا پور کی سنہری یادداشت نے میرے دل میں عہد گذشتہ کی یاد کی طرح حسرت
اور بے بسی کی دھوم مچا دی ہے۔

مادھو کا شوہر واپس آیا جو قصہ کہانیوں میں بھی غیر ممکن نظر آتا ہے میری قسمت
میں آج وہی ہوا — اُف! یہ کیسی خوش نصیبی ہے!

تم سب کہو گے کہ یہ سرلا کے پچھلے جنم کی تپسیا کا پھل ہے مگر آج سے دو چار
دن پہلے بھی جب میں سمجھتی رہی ہوں کہ تمہارے تیکھے کٹر دھرم کا سانپ اٹھ کے
اور تمہارے سماج کے لیڈر مونہہ سے کتابی ورق گردانی کر کے میرے لئے خوفناک اور سخت
سزاؤں کی تجویز کر رہے تھے — ہائے! اگر پھر بھی اس بدنصیب کی آنکھوں کے آنسو کسی رکاوٹ
کی پرواہ نہیں کرتے!!

اس شوہر کو کبھی پیار نہیں کر سکتی اتنی کہ سکوں کی [illegible] نہیں [illegible] تو میں اُس کے
جسم کی طرح خوف کھاتی تھی مگر اب وہ ڈر نہیں رہا [illegible] مار و محنت سے میرا [illegible]

یہ بات نہیں کیونکہ میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ وہ مجھے قطعی پیار نہیں کرتے ۔ ۔۔۔ وہ ڈوب کر مر جائے کے خوف سے جو پانی سے ڈرتے ہیں۔ اُن کی زندگی میں بھی ایسا دن آتا ہے کہ وہ تیر نا جانتے ہوئے بھی پانی کی تھاہ لے آتے ہیں جو میرے لئے ایک دن نہایت خوفناک تھی۔ آخر مجھے اپنے آپ کو اُسی کے رُوبرو شمار کرنا پڑا میں اتنے خود کشی نہیں ہوں جو موت سے نہیں ڈرتے ۔ وہ بچے جو ل جوت کو خاطر میں بھی نہیں لاتے ۔

شوہر مجھ سے آج کل خوب پیار و محبت کرتے ہیں وہ اب دن مجھے [illegible] بھی نہیں سمجھتے ہیں اسی لئے زبانی پیار و محبت کا اظہار کرتے میری آنکھوں میں دھول ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر جنگل کے جو معمولی سے معمولی جانور ہوتے ہیں۔ وہ بھی شکاری کی مجبوری محبت کو تاڑ جاتے ہیں مصنوعی پیار و محبت کیا کبھی پوشیدہ رکھا جا سکتا ہے آخر یہ شوہر کیا چاہتے ہیں؟ اور ان کے دماغ کس چیز پر ہیں میں وہ جانتی ہوں۔ ہاں میں اچھی ہوں !!

اس کے بعد اُس رات کو جب وہ مجھ سے جواب سے بیکر جھوپڑی طرح [illegible] گئے تھے اُس وقت میرے تمام سکوت نے یہی صورت اختیار کر لی [illegible] کی زبانی پیار و محبت کے تماشوں سے میری طبیعت متنفر ہو گئی تھی ۔۔۔ [illegible] پردہ پوشی کرنے کے لئے ۔۔۔ میرے شوہر جس [illegible] ۔۔ وہ [illegible] کے رُوبرو پیش کر دی رُوپے کی مجھے قطعی ضرورت نہیں [illegible] اس کے عوض آپ کریں صرف مجھے کسی درسانی دن [illegible]

* * * *

اُس دن بادرچی خانہ سے نکل کر ہی ایک جانی پہچانی آواز سنی [illegible] وہی [illegible] ۔۔۔ [illegible] دادا کی آواز ہے جس نے [illegible] آواز [illegible] وہ ہم [illegible] بھول سکتا

[illegible] دادا نے [illegible] کہ اسے [illegible] ۔۔۔ [illegible] ہو گئی اُن کا استقبال کر رہا تھا ۔۔۔ مگر [illegible] مجھے [illegible] آپ کو سنبھال لیا ۔

اس کے بعد ہی میں نے سنا کہ میرے شوہر خوفناک لہجہ میں کہہ رہے تھے "میں ابھی
بوڑھی کے ساتھ رہنے کی ملاقات نہ ہونے دوں گا!"

چند منٹ بعد ہی میرے شوہر اندر آئے مجھے وہاں کھڑی ہوئی دیکھ کر ان کے چہرے کا رنگ
بدل گیا۔ میں نے کہا "پرس دادا کو اندر بلاؤ" وہ ناراض ہونے میں نے پھر منت و خوشامد
سے کام لیا مگر انھوں نے زور سے ایک دھکا مارا — میرا پاؤں پھسل گیا دھڑام سے فرش
پر جا کر گر پڑی

میں اٹھ رہی تھی کہ دیکھا پرس دادا آندھی کی طرح دوڑتے ہوئے میرے شوہر
پر ٹوٹ پڑے — انھیں زمین سے اٹھا کر پوری طاقت سے دوسری طرف پھینک دیا۔ انھیں
کچھ کرنے اور روکنے ٹوکنے کا موقع بھی نہ ملا۔

اس کے بعد پرس دادا نے مجھ سے کہا "میں باہر کھڑے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا کمبخت
نے تمہارے جسم پر ہاتھ اٹھایا۔ بیٹا! تمہیں زیادہ چوٹ تو نہیں آئی؟"

میں نے کہا "پرس دادا! آپ نے یہ کیا کیا؟"

"کیوں؟ میں نے بُرا کیا کیا؟"

"بُرا نہیں کیا ہم دونوں کے درمیان جھگڑا اور اس میں آپ کا آنا مناسب تھا؟"

پرس دادا اس وقت شاید جوش میں کیا کہا ہے کی میری بچی کو چوٹ لگی وہ غصہ
میں کھڑے ہوئے تھے مگر میری اس بات سن کر ان کا سر شرم سے جھک گیا سر جھکا کر اسی طرح
کھڑے رہے پھر بولے "بیٹا! مجھے معاف کرنا۔ غصہ کی جھونک میں میں نے اس کا انجام کچھ نہ سوچا"
پھر کہا "اچھا اب جو ہو گیا وہ ہو گیا۔ اب ہم جاتے ہیں — وہ بے ہوش ہو گئے ہیں۔"

میں شوہر کے پاس جھک کر ان کے سر پر پانی کے چھینٹے دینے لگی ... ...
ذرا دیر بعد منہ اٹھا کر دیکھا پرس دادا اس وقت بھی ٹکٹکی لگائے مجھے دیکھ رہے تھے
— اور ان کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے لدی ہوئی تھیں۔

"بیٹی! دل ہی دل میں دعا کر لینا کہ ٹھیک ہو جائے — تاکہ اٹھنے کے بعد پھر یہ تمہیں
نہ دیکھیں"

ہرن دادا کا چہرہ دیکھ کر میں نے سمجھا کہ جانے کے لئے اُن کے پانوں نہیں اُٹھتے۔
تاہم تکلیف سے وہ دروازہ کی طرف قدم بڑھا رہے تھے۔ نہایت ہی افسردہ خاطر لہجہ میں
بولے "ہرن! تو خوش رہ! — میں کچھ اور نہیں چاہتا!"
ایک بات مجھے یاد آئی ہرن دادا کے پیار و محبت کی وجہ سے میری آنکھوں میں
آنسو آگئے تھے۔ کسی طرح آنسو روک کر بولی — "ہرن دادا! ذرا ٹھہرو!"
— بہنا! کیا کہتی ہو؟"
میں نے کہا "دیکھو تم یہاں آئے تھے اس کا ذکر کسی اور سے نہ کرنا!"

* * * *

ان کے اس سلوک کے بعد سے ہی میری طبیعت شوہر کی طرف سے بدگمان ہوگئی۔ پیار و محبت سے بدلنے کا
ان کے ارمان جاتا رہا اسی دن سے ان کے مزاج میں زبردست تبدیلی ہوگئی۔ میرے ساتھ وہ دل
کھول کر بات تک نہ کرتے تھے۔ ماں ان کے مزاج سے واقف تھی اسی وجہ سے ان سے کچھ نہ کہتی تھی مگر
اس دن کے واقعہ کے بعد سے انہوں نے مجھ پر اچھی طرح سے ظلم کرنا شروع کیا۔ جب تب وہ مجھ پر
پڑھ کر دہاڑ کر چلایا کرتے تھے۔ ایسی بات کہتے کہ اگر کوئی پاگل بھی سنتا۔ تو اسے غصہ آجاتا ———
مگر تمام تکالیف برداشت کر کے دل کی جھنجھلاہٹ کو حتی المقدور روک کر چپ چاپ رہ جاتی
تھی۔ اس کے علاوہ میرے لئے اور ٹھکانہ ہی کہاں تھا؟ میرے باپ نہیں۔ ماں نہیں
کہیں بھی کھڑے ہونے کی جگہ نہیں ——— جاؤں کہاں جاؤں گی؟ کہاں؟

اسی طرح میرے دن کٹتے تھے شوہر کی خدمت کرنے میں بھی جہاں تک ہو سکتا تھا
دریغ نہیں کرتی تھی۔ مگر میری ان خدمتوں سے بھی ان کے دل کو کسی طرح نرم نہ کیا جا سکا
کچھ دنوں بعد ہی اور ایک واقعہ ظہور پذیر ہوا۔
جاڑے کے موسم میں سورج ڈوب چکا تھا شام ہوگئی تھی کوئی خاص کام نہ ہونے کی وجہ سے
میں اپنے کمرے کے ایک کونے میں بیٹھ کر گاؤں والا قصہ اور ستارن میں مصروف تھی
ایسے میں میرے شوہر ٹہلتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے ان کی نہایت کڑوی

دیکھ کر ہنس پڑا۔ میں سمجھ گئی کہ آج بہت خوش ہے

وہ کمرے میں لڑکھڑاتا ہوا آیا اور کچھ دیر تک عجیب سی نظروں سے میری طرف
دیکھتا رہا۔ اس کے بعد یکایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہنے لگا آج ہمارا
آیا کھانا کھا رہی ہے؟

میں اس کی طرف دیکھنے لگی

ایک شہری آدمی آ گھسا تھا میں نے اسے نکال دیا!

میں نے آہستہ سے پوچھا کس کا ذکر ہے؟

وہ کہنے لگا انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ کسی دوسرے کی بیوی سے
شادی کی جا سکے

میرے منہ سے [illegible] ایک لفظ نکلا اور رک گیا کہ [illegible]
ملازمت [illegible] اس نے میرے سر کو تھپکا

شوہر نے کہا ہاں انہیں سمجھ گئے تو میری [illegible] کر اسے لایا تھا
[illegible] ہر وقت
جھگڑا کرتا رہتا ہوں

شوہر نے پھر سے اور سختی سے کہا میرے گھر کے تمام لوگ جہاں ہم سانس لیں گے
اُس دن کسی دوست نے [illegible] میرے مکان میں اُس سے جھگڑا
[illegible] اور آج پھر یہ بات [illegible] سر چڑھ گئی ہے۔

میں نے اس سے بہت کچھ پوچھا [illegible] بیٹھ گئی۔

سنو کچھ کہتی کیوں نہیں [illegible] کیا ہے؟ [illegible] کام کرو گی؟

میں کچھ نہیں [illegible] رہی

شوہر نے اور میرے قریب آ کر کہا [illegible] ذمہ داری [illegible]
چھوڑ کر دوں گا"

ایسے دن کئی دفعہ [illegible] باتوں کی [illegible] برداشت کرنا پڑی تھیں اور آج تک

و شکار رہتے ہیں۔ مجھ سے چپ رہا نہ گیا۔ سب کا گریبان پکڑ کے بولی "تم مجھے مار دو گے؟"

تیزاب کی بوتل ہاتھ میں لئے وہ ڈپٹ کر بولے "ہاں ماروں گا۔ اتنا تو سب حق رکھتا ہوں"

میں ہونٹ بھینچ کر نفرت آمیز لہجے میں بولی "تمہیں!"

"تو تمہیں کوئی حق ہے؟"

"جھوٹ کہنے والے تم لوگ بڑے خود غرض ہوتے ہو۔ [illegible] کبھی بھی نہیں جھجکتے۔ چوری پیسے کے لالچ سے شادی کا بہانہ کر کے عورتوں کی زندگی کا ستیاناس کرتے ہیں اور جو عورتوں کو [illegible] حقیقت سمجھتے ہیں۔" جہت دیوں کی نفرت اور غصہ سے بھری باد [illegible] انگارے نکل گئے۔

میرے [illegible] ان باتوں کو سن کر وہ [illegible] اور ان کے [illegible] میرے سامنے ہی بھری سے [illegible] [illegible] اور [illegible] جوڑ کر لات مار کر مجھے گھر سے باہر نکال دیا۔ [illegible] جاری ہوا۔ [illegible] ہو گئے

[illegible] کتنی دیر بعد ... مجھے ہوش آیا تو احساس ہوا [illegible] کوئی پانی کے چھینٹے دے رہا ہے

بہت تکلیف سے میں نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں تو دیکھا۔ آسمان بادلوں سے گھرا ہوا ہے [illegible] تاریکی کے پردوں کو چاک کر کے بجلی کی [illegible] سے [illegible] آنکھوں پر سیاہ پردہ ڈال دیا۔ [illegible] کی بوندوں نے میرے چہرے کو [illegible] اور بھی چبھن لگا شروع کیا۔ [illegible] آسمان پر [illegible]

شاید میرے جسم میں [illegible] کے ٹکڑے [illegible] ہو گئے۔ [illegible] میں [illegible] وہ مجھے اس قدر تکلیف ہوئی کہ میرا دم گھٹنے لگا اور بے ہوش ہو گیا

میں اُسی وقت گھر سے نکلی اور سیدھی مرے لوک کا سنت پہنچی عورتوں کی زندگی
کا یہ سماں قابل پتہ لگی سوائی دلوانے شہزادیوں کے لہو میں کہا "تو اتنا بھی نہیں
جانتی جمیل ــــ بکل ہی دُور ہو"
لے سر پیچھے سے بھی کہاں ہے تم سنگدل وہ تو اس تمہارا حکم سر آنکھوں پر لیے ہوئے
ہو لیجئے وہی کروں گی۔
... اس وقت باہر کا ماسہ کے پردے کو چاک کرنے والی ہوا سراٹے کے ساتھ چلی
تھی۔ اُس وقت راستے کھلی ہوئی۔ وہ سے روک دہ ... آندھی کے ساتھ اس کا ہر اشتہار
دل بھی حرکت پذیر ہو کر اندر ہی اندر پھوٹنے لگا!

۳۱
اکتیس

مومن کی آنکھ!

ہماری سراپا زندگی کی بے چینی اپنے اندر سمندر کی طرح آ رہا ہے
دُنیا کے اُوپر عرش راستہ اندھا پڑا ہوا ہے اس اطراف و جوانب میں موجود شرارت کے
نظارے جو ہر انسان کی نگاہ میں نظر آتے ہیں ان کا انجام ان کی مٹھی میں بڑے ہیں ــــ ہم کس طرح اُسی
کی طرف لگے ہیں کیا ہو سکتا ہے دیکھتے رہتے ہیں ــــ کیوں ہماری آنکھیں بند نہیں
آتی ہم تھوڑی سی بہکنے لگے ہیں ــــ اس کا نام جوش و جنون ہے جس نے ہمیں
بہکا دیا ہے ہم جیسا کوئی حقیر اور بے بس انسان اس ... بہت ہی بہاں ــــ تاکہ
ہم میں بشر کی طاقت نہیں ہماری یہ ... زندگی اندرونی ... اور تار تار
لباس زندگی کا پردہ بنی ہوئی ہے۔
معلوم نہیں ... زندگی کیا ہے کہ ایک طرف تو اس میں انسان کے ...
معلوم ہوتے ہیں ... زندگی کا سامان بکثرت نظر آتا ہے اور دوسری
جانب آفات و مصائب کا نظر بھر گریہ و زاری اور حسرت و ملامت آنسو اور ... کی
زنجیر ان سب کے درمیان انسانی زندگی کسی ... کی حالت میں محصور ہے

اس کا کیا مقصد ہے؟ انسان اسے سمجھ نہیں پاتا اور بگاڑتا رہتا ہے مگر وجدان تمام لاحاصل کمیل
تماشوں سے اپنی وابستگی کرتا رہتا ہے۔ اس میں اس ذات پاک کا کیا مقصد پنہاں ہے جو
ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

اس دنیا کی محفل کے جو یہ رنگ دکھلا رہی ہیں۔ اُن کے نظر آنے والے یاست زندگی کے
ساتھ سب اسباب کے اندر چھپا یا اور زندگی کے بھید کیا کیا کھیل ہیں۔ کسی کو پتا
نہیں چلتا —— وہ پوشیدہ دشمن کی طرح چپ چاپ اکر نہایت راستے تمام سازو
سامان کو خاک کر کے ہوا کا سفر بیس کر دیتے ہیں —— دنیا کا مالک یہ کر چپ چاپ
ہو کے وہ سب کچھ دیکھتا رہتا ہے وہ کسی کے دکھ پر آنسو نہیں بہاتا —— اس کی آنکھیں
تو آنکھوں میں ہوتیں اسے درحقیقت ہے اچھا کرتا ہے یہ بات کسی عقل سے خالی کمتر
سمجھ لیتی ہے؟ ایسے کی ایک ملتجی ہے کیا کرے بیچارہ اور بے کس انسان کو اس طرح
مایوسی کے سمندر میں خود ڈوبنے کو اس کا خدا کیا کر دیا ہے جو اس کا شکر ہے اور گردش
ایک ایک کر کے چھٹ گئے —— بالکل ہے اس کا تاریک اور بھیانک لگتا تھا
اور جب پسینہ نہا رہا —— کبھی ہوا سے دکھتا تھا اور کبھی بیدار ہو کر حالات سے
الجھتا رہنے میں مصروف رہتا تھا۔ گویا پتہ با ہر قدم نکالنے کا حوصلہ بھی نہ ہوتا تھا۔ ایسا
ہے لوگ دن کا شور شرابا کی ہنسی اور قہقہوں کی آوازیں جو تمام شہر کے دل
کے اندر ہی محسوس کو کچھ ہی ہوش عالم بھی طاری کر دیتی تھیں۔

شمرا کی اب اواز تھی۔ اس کے شوہر کو پایا —— مگر وہ شوہر تھے یا شوہر کی ما
—— اس نے کچھ سب غور کر رہا ہوں تو ہے اپنا دکھ بہت چھوٹا نظر آتا ہے شمرا
سے دل کی حالت سے پھر بھی واقف ہوں۔۔۔ مجھے ۔

(۳) رانی آگے دل کی دلی ہے مدد کر کے سامان سے خالی آوارہ طرح
شوہر کے گھر میں اس راستہ دل نے آ میں کنٹرول پڑتی ہیں۔ حسنک مدد کی چھتریں بیت
سے اندر گہرے پھولوں کی طرح شمرا اس دن کا ٹوٹی پڑی ہے۔ شمرا شمرا اگر
برداشت کر کے کبھی لیتے ہم کیونکہ میرے اس میں آ کھڑی ہوں شاید تمہارا دل

بدنصیبی اور تباہی کی علت غائی میں ہوں - میں ہی ہوں !!

حما کے پاس سمرا کا ایک خط پڑا تھا - جو اُس نے جاتے وقت لکھا تھا -

آج شام جو وہ خط باہر نکال کر پڑھا - سمرا کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ان چند سطروں کے علاوہ اور کوئی نشانی تو میرے پاس نہیں - لکھتے لکھتے سمرا کی آنکھوں کے آنسوؤں نے جو اُس کا سینہ تر بتر کیا تھا - اس خط کی ایک ایک سطر میں صاف نظر آ رہے حروفوں میں اُسی کے جذبات پنہاں تھے - اُن گرم آنسوؤں سے تر بتر الفاظ نے آج میرے دل میں جیسے اُن کو کھرا موجود کیا

سمرا نے لکھا تھا -

محترمہ بانو!

اس گستاخی کو معاف کیجئے میری حقیر زندگی آپ کے قابل نہیں - اسی وجہ سے مجھے آپ کے پاس سے دور ہٹنا پڑا ہے - چند دنوں تک آپ کے زیر سایہ رہی - اس احسان سے میں کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتی - آپ میری تمام غلطیوں کو نظر انداز کیجئے گا -

آپ ہر بار دیجئے - سوچ کے کدھر جا کر میں آپ کو بھول سکوں - اب اس وقت اس سے زیادہ آپ سے میرے لئے اور کچھ نہیں -

سمرا - مجھے بھولنا چاہتی ہے - اگر میں اس کا نام بھی اُسے بھول سکوں گا؟ جاتی ہوئی اُس کی بات سوچا کی - میرے لئے پاپ ہے گر یہ پاپ تمام عاقبت کی پرواہ نہ کر کے میری زندگی کے ایک ایک حصہ پر پردہ ڈال دیگا - یہ پاپ ہی میرا سب کچھ رہ گیا ہے -

سمرا شاید چند دنوں میں مجھے بھول گئی ہو ورنہ آج تک اس کی کوئی خبر مجھے کیوں نہیں ملی؟

اچھا وہ اچھی تو ہو گی - جانے کس مکان میں جو تالا جس حالت میں لگا گئی تھی اب تک وہ اسی حالت میں ہے - اس کا تمام اسباب مکان میں بدستور مقفل پڑا ہے

اُسے کوئی پہلے ہی تو نہیں آیا کہیں سُرما بیمار تو نہیں پڑ گئی؟

اُس دن سُرما کے لئے میرا دل بہت بے چین ہونے لگا۔ مرے دل میں بار بار طرح طرح کے خیال آنے لگے۔ سُرما بیمار ہے۔ بیمار ہے یا وہ بیمار ہے اور یا شوہر کے ساتھ کلکتہ چھوڑ کر کہیں اور جگہ چلی گئی۔ اتفاقاً میں اُس کا پتہ تو جانتا ہوں۔ اگر ایک دفعہ مل آؤں۔ تو اس میں ہرج ہی کیا ہے۔ میری حرکتیں بے تُکی ہیں۔ اسی وجہ سے تو میں اُسے قصوروار ٹھہراتا ہوں۔ مگر وہ تو عورت ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے کے بس میں ہے بلکہ یہ میری غلطی تھی۔ کہ میں نے اُس کی کوئی خبر نہیں لی۔

اسی وحشت کے ساتھ اُٹھ بیٹھا۔ میں گھر سے باہر نکلا۔ اور آہستہ آہستہ شیام بازار کی طرف چلا۔

تلاش کرتے کرتے جب شیام بازار میں اُس کے مکان کے سامنے جا کر کھڑا ہوا تو وقت شام ہو چکی تھی

مکان چھوٹا سا تھا۔ صرف ایک دروازہ دکھائی دیتا تھا۔

میں سوچ رہا تھا۔ کہ میں اُس کے شوہر کا نام لے کر آواز دوں یا نہیں۔ اتنے میں پیچھے سے کسی نے مجھ سے پوچھا "شام کے وقت مکان کے سامنے کس کی تلاش ہے؟"

پیچھے پھر کر دیکھا ایک شخص راستہ میں کھڑا ہوا گھور رہا ہے۔ یقیناً کوئی سپاہی ہوگا۔ اُس نے میرے منہ کے سامنے لالٹین ہلاتے ہوئے کہا "کیا تم چور ہو اور بہروپ بدل کر آئے ہو تو دل بھی بہل سکتے"

میں نے ... کہا "جاؤ جاؤ"

"مار کھاؤ گے ... جو میرے مکان کے سامنے ہی پیچھے پڑی کھلی ... تمہارا مزاج تو ٹھیک ہے"

میں نے چونک کر کہا "آپ ہی اس مکان کے مالک ہیں؟"

"ہاں ہاں ... راستہ پر آ گئے میں نے سرا ... ہے مگر اتنا مست"

چاہتی ہوں کہ اسے مکان کا پتہ معلوم ہو جائے گا۔"

"جی ہاں! معاف کیجئے گا میں نے سمجھا تھا کہ یہ مسز بانو کا مکان ہے۔"

"حضرت آداب عرض! مکان کا پتہ تو لگا لیا۔ مگر صاحب خانہ کو نہیں جانا ان بانو سے میرا مقصد دور ہوتا جا رہا ہے۔"

"اچھا! آپ ہی مسز بانو ہیں۔"

"نام سنتے ہی چونک اٹھے یقین نہیں آتا ---- مجھ سے ملاقات کرنے کے لئے گیا اور لوگوں کو بلانے کی ضرورت ہوگی؟"

جھک کر چپ چاپ کھڑا تھا۔ یہی مسز بانو کا شوہر؟

---- چپ چاپ کیوں رہ گئے؟ [illegible] نام تو پوچھ لیا [illegible] اپنا نام بتاؤ۔"

اسی وقت وہاں سے چلے آنے کی خواہش ہونے لگی [illegible] مزاج تو اچھے ہیں کیا باتیں کروں مگر [illegible] یہاں تک آیا ہی ہوں تو [illegible] ضرور [illegible] کر کہا "میرا نام [illegible] لال ہے"

میرا نام سنتے ہی وہ چونک اٹھا [illegible] ہیں [illegible] لال [illegible] اس نام سے تو میں واقف ہوں کہئے آپ کو کیا کام ہے؟"

"آپ کی بیوی صاحبہ کیسی ہیں؟ [illegible] لئے آیا ہوں"

"[illegible] کیا؟ شوہر کے گھر میں [illegible] سارا [illegible] کر دیا گیا تھا۔ اب پھر آنا چاہتی تھی تو [illegible] یہاں سے واپس بھگا دو"

"جی ہاں! جانتے ہیں آپ"

"[illegible] ساری [illegible] کر دوں گا [illegible] جیب سے اس کی ایک تصویر نکالی۔

[illegible]

[illegible]

یہ کیسا خوفناک کیسا خوفناک! اللہ شوہر کے بات پر کر کیا سرلا ردہ پہنچی؟ اس سے تو موت ہی اچھی تھی۔ اتنے دنوں تک تو اپنے دکھ سے ہی چور چور ہو رہا تھا۔ مگر آج سرلا کے دکھ کی بات سوچ کر میرا خون پانی ہو گیا۔ اُف! وہی گل دستہ کی طرح ملاحت بار۔ بچے کی مانند لطیف و سادہ لوح۔ دیوی کی طرح حسین۔ مہ جبین سرلا! اس کے نصیب میں کیا تھا؟

باہر کوئلہ سے بھی سیاہ گھنے بادلوں کے سینہ کو چاک کرتے ہوئے بجلی کی تیز ریں آگ کا شرارہ اُن دواں تھا۔ زور و شور سے بجلی چمک رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آسمان کے سینہ سے ایک زبردست لٹو ٹوٹا ہوا گولا پھٹتے ہوئے ادھر ادھر آ جا رہا ہے۔

اس خوفناک رات میں سرلا کیا کر رہی ہے؟ گھر میں اس کا شرابی شوہر ہو سکتا ہے یا نہیں بیٹھا۔ کیا وہ گھر میں بیٹھی ہوئی رو رہی ہے؟ مریض کی جو حالت میں نے دیکھی ہے اُس سے تو یہ اُمید نہیں کہ وہ سرلا کو کہیں سے سوسنے دیگا۔

کھلی ہوئی کھڑکی کے راستہ سے نکال کر میری نگاہ سرلا کے مکان پر جا پڑی۔ وہ گھر میں رہتی تھی۔ میری لالٹین کی روشنی اُس کمرہ میں پڑ رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ سرلا کے کمرے کی ایک کھڑکی کھلی ہوئی ہے۔ ... آئی ہے۔ اُس وقت تک کھڑکی برابر بند ہی تھی۔ مگر آج یہ کیا ہو گیا؟ کیا گھر کی کا دروازہ آندھی کے جھونکے سے کھل گیا؟

سمجھ ہوا یہ اس طرح ... تھا۔ اتنے میں دو تین بار بجلی چمک اٹھی۔ سرلا کے تاریک کمرے میں صرف ایک ہی طرح ... کی روشنی آ رہی تھی۔ بلکہ دونوں طرف سے آ ... پھر تو شاید ... کا دروازہ ... ہوگا۔

نقشہ پھر آیا ہوگا ... ایسا سے جھپٹا اور لالٹین لے کر میں پائیں کے راستہ سے مکان میں داخل ہوا۔

کہیں کوئی نہیں۔ ... لگا تو دیکھا کہ اندر سے دروازہ بند ہے۔ اب کوئی ... بھی باقی نہیں ... کا ... شاید کسی غرض سے آیا ہوگا ... سرلا کے کمرے میں رہتی تھی اسی کمرہ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

میں نہایت احتیاط سے کمرے میں داخل ہُوا لالٹین کی روشنی سے وہ کمرہ روشن ہوگیا تھا میں اس کے بعد سے کمرے کے اندر نظر ڈالتے ہی دیکھا زمین پر کوئی عورت پیٹ کے بل پڑی ہوئی ہے اُسے پہچاننے میں مجھے ذرا بھی دیر نہ لگی — سُرما! سُرما!! — وہ سُرما تھی سُرما! اس پُر سکون رات میں، اس آدھی پانی میں، اس سُنسان اور تاریک مکان میں، سُرما! میری حیرت کی انتہا نہیں رہی — یہی آنکھوں پر یقین نہ آیا وہ یہاں کیوں آئی — اس طرح وہ وہاں کیوں پڑی ہے سُرما کو کیا ہُوا ہے؟

اچھی طرح دیکھنے کے لئے ذرا لالٹین اُوپر اُٹھائی — اُف! — وہ کیا سُرما کے کپڑے میں یہ سیاہ داغ کیسے ہیں؟ خون! — اُف خون! خون!! اُس کے ہاتھ اور سینے میں بھی خون لگا ہُوا ہے۔ تو کیا سُرما

خوف سے میرا دل دھڑکنے لگا — سانس بند ہوگئی۔ چلّا اُٹھا سُرما! سُرما!"

سُرما آہستہ آہستہ دونوں ہاتوں کا سہارا لے کر اُٹھ بیٹھی۔ میری طرف دیکھ کر ہلکی سی آواز میں بولی "ڈری نہیں — ... ... کے پیٹ میں آگ لگی ہے ہم بھی اُسے پاؤں سے ٹھکرا چکے ہیں!"

آہ! ... میں جان آگئی۔ ... دیکھ کر میں نے اطمینان کا سانس لیا

... ... سوچ رہا تھا کہ سُرما کی یہ حالت ... ... اور سُرما کیسی سوچ رہی تھی ... ...

پھر اُسی طرح ... ... رہ گیا تھا ... کیا ... آ رہی تھی ... کہ ... ہوائی ... پیٹ میں ... — کہیں ... کا ... آ رہا تھا — ... ... کے ... کھڑا — اور ... پیاری خون سے لت پت پڑی ہے ایک ... کے ... — ... دل کے اندرونی حصوں میں ... لئے ... چکا ہوں!

ناگہاں مجھے ہوش آیا ... ... تو کام نہ چلیگا — ...

جلدی جلدی قدم اٹھا کر بولا "سترا! تمہیں کیا ہو گیا؟ تمہارے جسم میں اتنا خون!"

سترا کے سر پر الجھی سی لٹیں پڑی تھیں — دونوں ہاتھوں سے انہیں ہٹا کر پیشانی چھوتی اس نے میرے چہرے پر افسردہ نگاہیں ڈالیں۔ ان کئی مہینوں میں اس کا چہرہ کیسا [illegible] ہو گیا تھا۔ یہ تو جیسے مردہ کا چہرہ ہے۔ اسی طرح سادہ — اور جذبات سے خالی [illegible] جسم اور ہاتھ پاؤں [illegible] کمزور سے ہو اٹھے۔

سترا نے کہا "خون کیوں؟ یہ میری [illegible] کا [illegible] ہے — میری شوہر [illegible] کا [illegible]" [illegible] سترا [illegible] کہی تھی۔ وہ [illegible] سترا کی [illegible] میں سے [illegible] تھا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

—— اس جذباتی ایکسیڈنٹ کی نسبت روحانی نقصان بہت زیادہ ہے۔ موہن بالو! میرا کیا ہوگا، میں کیا کروں گی؟"

"کیوں سیرا! جس طرح تم یہاں پہلے تھیں۔ اسی طرح رہوگی!"

"یہ نہیں ہوتا۔ جو دن جاتا ہے۔ وہ پھر نہیں آتا۔"

"کیوں پھر نہ آئیگا؟ وہی تم ہو۔ وہی میں ہوں اور سب کچھ تو جوں کا توں ہے!"

"نہیں موہن بالو! میری زندگی اب وہ پہلے کی سی زندگی نہیں —— میں اب وقت بالکل ہی ہو چکی ہوں۔"

"مگر میری نگاہوں میں تو تم بھی نہیں ہو تم تو میری وہی پرانی سیرا ہو۔"

"وہ مر چکی ہے۔ موہن بالو غلطی نہ کیجئے گا۔ اسی غلطی سے میں سب سے زیادہ ڈرتی ہوں۔ اسی غلطی کے خوف سے یہاں میرا رہنا غیر ممکن ہے۔"

"تو تم کہاں جاؤ گی؟"

"نہیں جانتی۔ شاید پھر شوہر کے پاس واپس جاؤں گی شاید دنیا کے باہر کوئی جگہ تلاش کرلوں گی۔ اگر ایسا حوصلہ نہ ہوا۔ پھر اور بھی کوئی تدبیر ہے یا نہیں۔ دیکھوں گی۔"

"سیرا! یہ کیا کہہ رہی ہو؟"

"ہاں! دل پر اختیار نہیں کرلی!"

"تمہارا دل پر اختیار نہیں ہوگا —— سیرا! میں نہیں جانتا ہوں۔"

"مگر سماج اعتبار نہیں کریگا سماج کی سخت گیریاں میں کبھی برداشت نہ کرسکوں گی"

اس بات کا بھروسہ تھا وہ آج کہاں گیا۔ دل کے ساتھ اس الجھن کو حل نہ کرسکوں گی۔"

"پھر کیوں آئیں؟ اگر آکر جانا ہی تھا۔ تو ——"

"چھپتے ہیں۔ موہن بالو! یہ اظہار کا موقع نہیں ہے۔ اب مجھے اسے اسی میں نہ چھپا رہنے دیجئے۔ اگر آپ دکھی ہوں گے۔ تو میرا رستہ تمام نہ ہوگا۔ میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں۔"

"کہو۔"

"موہن بابو! میں نے اپنا فرض پورا کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ واضح رہے کہ اسی بات پر میرے مستقبل کا دار و مدار ہے ——"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سریتا آہستہ آہستہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے چہرے کا رنگ ایسا غیر معمولی ہو گیا کہ میں نے اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں دیکھا۔

میری آنکھوں سے اپنی ڈوبی گہربار نگاہیں چار کر کے سریتا نے مستقل لہجہ میں کہا۔

"موہن بابو! کہئے آپ مجھے بھول لیں گے۔ آپ شادی کریں گے؟"

"شادی کروں گا۔ شادی!"

"ہاں! شادی!!"

"سریتا! سریتا!!"

"اگر آپ شادی کر لیں تو میں یہاں رہ سکتی ہوں۔ میرے لئے آپ اپنی زندگی کیوں خراب کر بیٹھے آپ کے پریم سے اور ایک شخص کی زندگی سپھل ہو گی۔ اس کی محبت کا آپ کا تمام درد غلط ہو جائے گا!"

"سریتا مجھے معاف کرو۔"

"موہن بابو! میری بات رکھ لیجئے!"

سریتا کی یہ ساری تقریر سن کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ درد آلود لہجہ میں بولا۔ "تم میری بات پر غور کرو۔ میرے دل کو دکھ — دکھ پہنچایا کرو!"

سریتا کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔ وہ مدھم آواز سے بولی "یہ دعا کروں گی۔"

آپ کے اوپر داکٹروں کی اور بابو ایکا کے حق حاصل ہے۔ اب سمجھی ہوں۔ میں جب یہاں آئی ہوں [illegible] سے کام لیا [illegible] جانتے ہیں کہ کوا اپنی طرف کھینچتا ہے۔ آپ کا مکان مجھے اسی طرح کھینچتا ہے۔ میں اپنی مرضی کے خلاف ہی یہاں آتی ہوں۔ کسی طرح اپنے دل کو نہیں سمجھا سکتی۔ آپ کو بھی نہیں سمجھا سکتی۔ اس گھر میں آتی [illegible] میں وہاں رہ کر مر جاؤں گی [illegible] اس وقت [illegible] اسی طرح سمجھ پایا ہو گا۔ موہن بابو آپ [illegible] مجھے [illegible]

"تمہارا یہاں رہنا کیا مناسب ہے؟ جائیے آپ ہی بتائیے!"

"میرا! ——"

"موہن بابو! میری بات رکھ لیجئے، مجھے بچا لیجئے!"

"میرا! اس سے بہتر تو یہ ہے کہ تم مجھے جان سے مار دو۔ یہ بھی میرے لئے خوشی
کی بات ہوگی۔ مگر اب اس دل کے ہوتے ہوئے شادی کرنے کو کہا جا رہا ہے؟ اُف!
میرا! یہ نہیں ہوگا۔ نہیں ہوگا!"

میرا نے میری طرف قدم بڑھا کر عجب لہجہ میں کہا۔ "تو کیا آپ میری بات نہ رکھیں گے؟"

"تمہاری سب باتیں میں رکھ سکتا ہوں، مگر وہ بات میرے لئے غیر ممکن ہے!"

"غیر ممکن!"

"ہاں! غیر ممکن —— غیر ممکن!" —— یہ کہکر میں نے دونوں ہاتھ سے اپنا منہ
ڈھانپ لیا۔ میرا کی اُن عجب نگاہوں کے سامنے میں اپنا منہ کبھی نہ اُٹھا سکا۔

میرا کیا گئی ... ہو گئی!

اسی طرح کچھ دیر تک بت کی طرح ایک ناقابل برداشت خاموشی کے درمیان
میں بیٹھا رہا۔ اس کے بعد بولا۔ "میرا تم مجھ سے ناراض نہ ہو۔ شادی کرنے کو کہتی ہو
—— مگر شادی کر کے میرا! میں بھول سکوں گا! جب ایسا کر سکوں گا۔ تو ...
میری جان کو ایک بھی آنکھوں میں ڈالنے سے کیا فائدہ؟ ذرا بتا تو سہی!"

میرا نے کوئی جواب نہیں دیا۔

آہستہ آہستہ سر اُٹھا کر دیکھا۔ کمرے میں میرا نہیں ہے۔

باہر آسمان میں اس وقت بھی اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ بجلی اس وقت بھی چمک رہی
تھی۔ اور بادل زور شور سے گرج رہے تھے۔ اور بوندیں پڑ رہی تھیں۔

میرا کہاں ہے؟ جلدی جلدی لالٹین اٹھا کر کمرہ سے باہر نکل کر برآمدہ میں
آکھڑا ہوا۔ سنسان نگاہوں سے دیکھا۔ صدر دروازہ کھلا ہے۔

کیا میرا مجھ سے ناراض ہو کر پھر شوہر کے پاس چلی گئی؟ جیسے میرا دل اندر ہی اندر

پھر اُٹھا ہاں ہاں نہیں!

تو کیا ؟

— اب دل میں آتے ہی میں پھر کسی طرح اوپر سے نیچے ہوتا ہوا راستہ میں آگیا!
راستہ میں زور شور سے پانی بہہ رہا تھا۔ جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی۔ کوئی نظر
آ نہ رہا تھا۔

پھر کیا کروں؟ — کہاں جاؤں۔ سریتا کدھر گئی؟ ابھی ابھی تو یہیں تھی، بجلی کی طرح
کہاں غائب ہو گئی — سریتا لقمہ بننے کے خوف سے شاید وہ اتنا تمام زور لگا کر بھاگ گئی
— راستہ بہہ کر گنگا جی کی طرف گیا ہے۔ پاگلوں کی طرح اس طرف دوڑنے
لگا۔ مگر — دوڑ رہے اور دوڑ جاتے پر بھی سریتا نظر نہ آئی۔ پھر بھی دوڑا اور دوڑتا رہا۔
ہم تو کہاں کا کہاں [illegible] کہاں؟ سریتا کہاں ہے؟ نکل کر [illegible] سامنے جگمگاتی
ہوئی گنگا کے سیاہ پانی میں جیسے نورانیت سے لگتی۔ گنگا میں میری [illegible]
کس طرح بھی اٹھاتے جھلکاتی ہوئیں چلی جا رہی تھیں — یہ پانی کا شور ہے۔ یا موت
کا شور تھا؟

[illegible] لہجہ میں بولا "سریتا! سریتا!! سریتا!!!"
اس پار سے وہی آواز بازگشت بن کر مضحکہ اڑاتی ہوئی معلوم ہوئی۔
گنگا کے کنارے کنارے پاگلوں کی طرح دوڑنے لگا — کان کے پاس ہی
[illegible] ہوئی رفتہ رفتہ آہیں بھرتی ہوئی معلوم ہوئی —
گنگا کے پاس [illegible] — مگر پھر بھی اس دل بیقرار کو تسکین کہاں؟
[illegible] اپنی تاریکی کو پھیلا کر اطراف و جوانب کو اور
[illegible] اسی تاریکی میں شاید آج سریتا ہمیشہ کے لئے کھو گئی!
ایسا ہوگا [illegible] اگر معلوم ہوتا۔ تو اسی وقت کہتا۔ سریتا! میں شادی
کروں گا — تم نہ جاؤ [illegible] نہ جاؤ!
وہ لیا [illegible] آس پاس چھپی ہوئی ہے؟ گنگا کی ترنگوں کا نغمہ برسات

کا شور و شر۔ طوفانی آندھی کی کبھی نہ تھکنے والی سرسراہٹ، جیسے وارفتہ ہو کر کہہ اٹھی "سرما
سرما!! واپس آؤ ۔۔۔ میں شادی کروں گا۔ تم لوٹ آؤ۔ لوٹ آؤ!"

مگر اس وقت خیر رات میں سرما کہاں؟ شمالی حصے سے بجلی کی کڑک میں
جیسے مجھے معلوم ہوا کہ قسمت میرا مضحکہ اڑا رہی ہے۔ میری سرما کو چرا کر رات
کی تاریکی۔ گنگا کے سردستان کٹ اور چوٹ کھاتے ہوئے سینہ پر سے آہستہ آہستہ
بہتی جا رہی ہے۔ آسمان کی گہری تاریکی کو چھپاتی ہوئی دھیرے دھیرے سواد
شام کی تاریکی نے پورا سب کا جامہ پہن لیا۔

دور ۔۔۔ سمشان میں یکایک ایک ہی چتا جل اٹھی ۔۔۔ روشنی
اور تاریکی [illegible] اس کی لپلپاتی ہوئی زبان جیسے میرے سینے کے خون کو رنگ کر
کاٹنے کے لیے رفتہ رفتہ اوپر کی طرف اٹھتی رہی۔ اسی طرف پھر لگا ہوا سے
دیکھتے ۔۔۔ گھنٹے گھنٹے بیت گئے ۔۔۔ سب کچھ گویا میں کنگال ہو گیا۔ سر پر
ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہا۔

* * *

یکایک جی میں آیا۔ سرما شاید اپنے شوہر کے پاس ہی واپس گئی ہے۔ اسی وقت
تلاش میں روانہ ہوا۔ چلتے چلتے صبح ہو گئی۔

میں لاپرواہی سے یکبارگی سرما کے گھر میں داخل ہوا۔ سرما ایک کمرے میں بیٹھا
ہوا تھا۔ میرا ماتھا اور چہرہ [illegible] سا چہرہ دیکھ کر تحیر آمیز انداز سے بولا "تم کون ہو؟"
"میں موہن لال۔ سرما یہاں آئی ہے؟" ۔۔۔ "کیا تو موہن لال ہے؟ میرے گھر ۔۔۔
۔۔۔ "جی ہاں وہ یہاں نہیں، جاؤ۔ جاؤ سرما کہاں ہے؟" ۔۔۔ "میں جاؤں گا۔ یہاں سے باہر نکلو۔"
شیر کی طرح اس پر جھپٹ پڑا دونوں ہاتھوں سے اس کا گلا پکڑ کر بولا۔ "بتا کہاں ہے؟"
"چھوڑ دو۔ چھوڑ دو۔ مجھے نہیں معلوم! وہ یہاں نہیں ہے" ۔۔۔ "گلا گھونٹتے ہوئے
بولے میری سرما کا خون کیا ہوا ہے ورنہ میں ابھی تیرا خون کر دوں گا!" ۔۔۔ "اف مر گیا۔ مر گیا
چھوڑ دو ۔۔۔ مر گیا" ۔۔۔ "ہا ۔۔۔ ہا ۔۔۔ ہا" ۔۔۔ "مجھے معلوم نہیں۔ وہ چلی گئی ۔۔۔ کل
کل رات کو!" "پھر نہیں آئی" ۔۔۔ "ٹھیک ہے!!"

تم نہیں — نہیں آئی - نہیں آؤ گی مجھے پتا تھا — میرا انتظار مت کرو!

اس خوبصورت نوجوان کو کمرے کے ایک کونے میں چھوڑ کر وہاں سے چلا آیا . . .

سریتا — کیا تم زندہ ہو، زندہ نہیں ہو تم اور اب تم واپس آؤ گی - واپس آؤ — تمہارا انتظار دیکھ کر میں شادی کر لوں گا — میں آ رہا ہوں —

* * * *

ڈھونڈ رہا ہوں - پھر ڈھونڈ رہا ہوں — مگر سریتا کا کوئی پتہ نہ لگا - امید سراب کے رفتار — دیکھ کر میں اُسے شعاع امید سمجھا، دوڑا - مگر وہاں پہنچا ہی تھا وہ روشنی بجھ گئی — بجھ گئی امید بھی اٹھ گئی — دل میں اگر کوئی چیز بیداری کی حالت میں ہے تو وہ صرف اس کی آنسوؤں سے بھری ہوئی یاد ہے!

لوگ کہتے ہیں میرا دماغ بگڑ گیا ہے۔ اپنا درد دل ہی دل میں پوشیدہ رکھ کر میں ان لوگوں سے کیا کہوں، میں سر بسر نہیں پڑھ سکتا کیا اسی وجہ سے ایسا کہتے ہیں — مگر اس دھوئیں کی بھری ہوئی مستشار جیسی فضائیں دبس تول سکتے ہیں اور رنگ رنگ کے حظ اٹھا سکتے ہیں، کیا وہ بالکل نہیں ہیں؟ ہم ان میں اگر یا چھا سکا تا جیسا کہ یہی سنگدلی ہے یہاں بیٹھ کر [illegible] — کہاں [illegible] آنسوؤں سے بھلی ہوئی چتا سر ہو جائے! . . .

گھنگھور بادلوں سے بھری ہوئی رات میں جب کالی آسمان پر پھیلی ہے سب بوندوں سے زمیں تر ہو جاتی ہے ہوا کھڑکیوں سے ٹکراتی ہوئی — جب سرسراتی ہے [illegible] خیال آتا ہے - جیسے میں اپنے مجھ کو قتل کیا ہوں!

کبھی کبھی دل میں [illegible] سارا مکان جیسے [illegible] دروازہ پہلا [illegible] بہت دور نامعلوم مقام [illegible] اور تنکاں سے چور ہو کر پاؤں سے واپس آرہا ہے - کون جیسے دور [illegible] آواز [illegible] پکار کر رہا ہے [illegible]

کھولو! دروازہ کھولو! ارے ہاں جی! دروازہ کھولو!!"

کسی دن اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے ہی دیکھ پاتا ہوں سرما کے خالی مکان کا دروازہ اور کھڑکیاں، یکا یک کھل گئیں۔ اور بھیگے ہوئے بالوں کی لٹیں بچھڑکا ئے۔ سرخ جسم، دُھانی رنگ کے کپڑوں سے ملبوس شہزادی معلوم کون آکر دہلیز پر پچھاڑ کر گر پڑا ---- اور ان دنوں ہی بجلی، بادل اور بارش کے درمیان تاریکی کو متحرک و مشتعل کرتی، پھول پھول اور سیاہ سیاہ سسک کر رونے لگا!

اُف! یہ دنیا ناقابل برداشت ہے! انہیں سے دور کر دروازے بند کر دے ---- ایسے بجلی کی چمکتی تیز دھار والے بادلوں سے بھر پور آسمان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ---- اور اسی جگہ سے اُس لوک سے اس لوک میں دونوں ہاتھ بڑھا کر مرادی ماں چیخ چلا کر کہہ اُٹھے۔ ارے میری لڑکی دے ---- میری لڑکی دے ---- مر رہے ہو جسے وہ بھاگ نہ معلوم کہاں کھو گئی ---- دے ---- دے ---- دے! میری لڑکی کو لا دے! . . .

یہ کیسی زندگی!"

* * * *

بہت لوگ مجھے اپدیش دینے آئے ---- بانئے رنج و غم اکیلی نے کہا شادی کر دو کسی نے کہا پر دیس میں گھوم پھر آؤ کسی نے کہا کام کاج میں جی لگاؤ ----

صرف ہرن نے کوئی اپدیش نہیں دیا ۔ سرما کی بات ہوتے ہی وہ میری طرف درد بھری نگاہوں سے دیکھتا رہتا ---- جیسے وہ میرا دلی رازداں تھا!

اُس کی گود میں سر رکھ کر میں کہتا "دوست!"

مجھے اپنے آغوش میں لپٹا کر اس نے بھی کہا "دوست!"

" بھائی میری سرما کہاں گئی؟"

"جہاں رنج و غم ہمارا اس لوک میں جسے کھو دیا، تمہارے پر لوک میں تلاش کر کے دلاؤں گا!"

اسی اُمید میں بیٹھا ہوں۔ کتنے دنوں ---- اور کتنے دنوں؟

[illegible]

محبان ملک و قوم کے جیون چرتر

مہاتما گاندھی جی کی درخواست پر ہم نے محبان ملک و قوم کے جیون چرتر اردو زبان میں شائع کرنے کا انتظام کیا ہے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ اس سلسلہ میں بھارت ورش کے تمام برگزیدہ ملکی لیڈران قوم کے مکمل جیون چرتر ہدیہ ناظرین کئے جائیں۔ فی الحال اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل جیون چرتر چھپ کے تیار ہیں۔ ہر ایک اہل وطن کو لازم ہے کہ ان کا ضرور مطالعہ کرے اور ان سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

گاندھی جیون چرتر۔ [illegible] مہاتما [illegible] کرم چند گاندھی جی کا مکمل جیون چرتر ہے اس میں مہاتما جی کی مکمل زندگی کے حالات درج کرنے کے علاوہ ان کے کاموں پر روشنی ڈالی گئی ہے [illegible] جنوبی افریقہ ہندوستان اور پنجاب میں کئے ہیں [illegible] آگرہ کیا ہے اس کی تشریح۔ مہاتما جی کے قائم کردہ ستیہ گرہ آشرم کے [illegible] مہاتما جی کی روحانی [illegible] پر مہاتما جی کے خیالات درج کئے گئے ہیں۔ قیمت فی جلد ۱ر

مالوی جیون چرتر۔ محب قوم و ملک آنریبل پنڈت مدن موہن مالوی جی کا مکمل جیون چرتر ہے اس میں پنڈت صاحب موصوف کی مکمل زندگی کے حالات درج کرنے کے علاوہ ان کاموں کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو آپ نے ملک کے لئے کئے ہیں قیمت فی جلد ۸؍

نوٹ۔ لوکمانیہ تلک مہاراج۔ [illegible] لالہ لاجپت رائے [illegible] وغیرہ وغیرہ کے جیون چرتر زیر ترتیب ہیں جو کہ یکے بعد دیگرے ہدیہ ناظرین کئے جاویں گے۔

علاوہ ازیں ہر قسم [illegible] مذہبی [illegible] اخلاقی اور پولیٹیکل کتب [illegible] کی عمدہ عمدہ کتب اردو۔ ہندی۔ انگریزی میں ہم سے [illegible] طلب کرنے پر مفت بھیجی جاتی ہے۔

ہمارا پتہ

[illegible]

[illegible]